



FL 8-10-68

مآثر ائمه کرام

PK  
6413  
A83  
1910  
v.1

Āzād, Ghulām 'Alī Bilgrāmī  
Ma'āsir al-kirām

PLEASE DO NOT REMOVE  
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

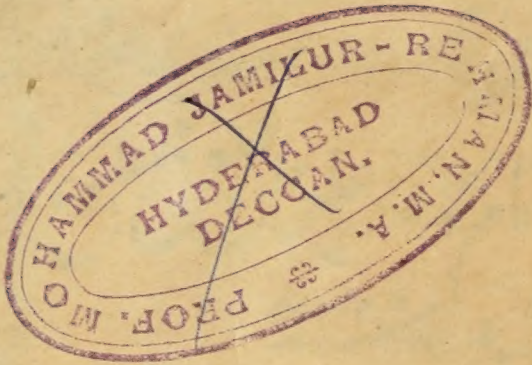
---

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

---

~~Handwritten signature and scribbles~~

1910





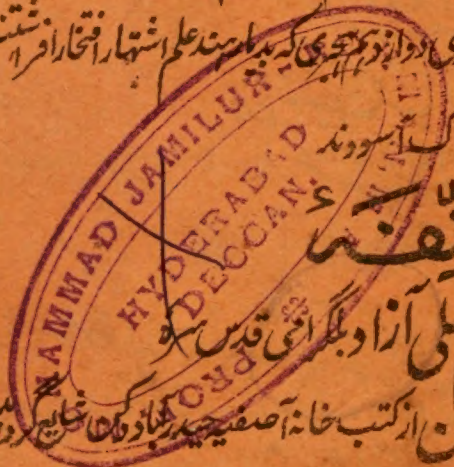
اذكروا موتاكم بالخير

دفتر اول

مآثر الكرام

al-Kirām مشتمل بر دو فصل

فصل اول شتم جلال هشتاد و شش صوفیاء کرام فصل دوم متضمن احوال بقصد و سه  
علماء عظام از ابتدای فتح ہندوستان تا صدی دوم از ہندوستان کہ بہ ہند علم اشتهار افتخار فرما



دورہان خاک آسودند  
مصنف

حسان الہند و لانا میر غلام علی آزاد بلگرامی قدس سرہ

بسی و اہتمام احقر الانام عبداللہ خان از کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد

در مطبع مفید عالم اگرہ یا ہتمام محمد قادر علیخان صوفی مطبعہ

۱۹۱۰ء مطابق ۱۳۲۸ھ

جلد حقوق محفوظہ

PK  
6413  
A83  
1910

# گلشن ہند

مشہور شعراے اردو کا ایک تذکرہ

جس کو

مرزا علی متخلص بہ لطف



نے، بعد مارکوس اوف ویلزنی گورنر جنرل ہند اردو کے مشہور سرپرست مسٹر جان گلگرسٹ کی  
فرمائش سے علی ابراہیم خان کے فارسی تذکرہ گلزار ابراہیم سے مع اضافوں کے اردو زبان  
میں جو آج سے ایک سو پانچ برس پیشتر کی سادہ اردو نثر کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔

۱۸۰۱ء

میں تصنیف کیا، اور

۱۹۰۶ء

میں

شمس العلماء مولوی شبلی کی تصحیح و تخریج اور مولوی عبدالحق صاحب بی اے  
کے ایک عالمانہ مقدمہ کے ساتھ، اردو زبان کی خدمت کے لیے  
عبداللہ خان نے حیدرآباد دکن سے شایع کیا

اور

جس میں (۲۶) شاعروں کے نہایت تفصیلی حالات و نمونہ کلام ہے اور جو ۲۲۲ صفحات میں  
ختم ہوئی ہے۔

قیمت فی جلد عہ روپیہ علاوہ محصول ڈاک

المشرف  
عبداللہ خان  
ب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

# طپیکیشن

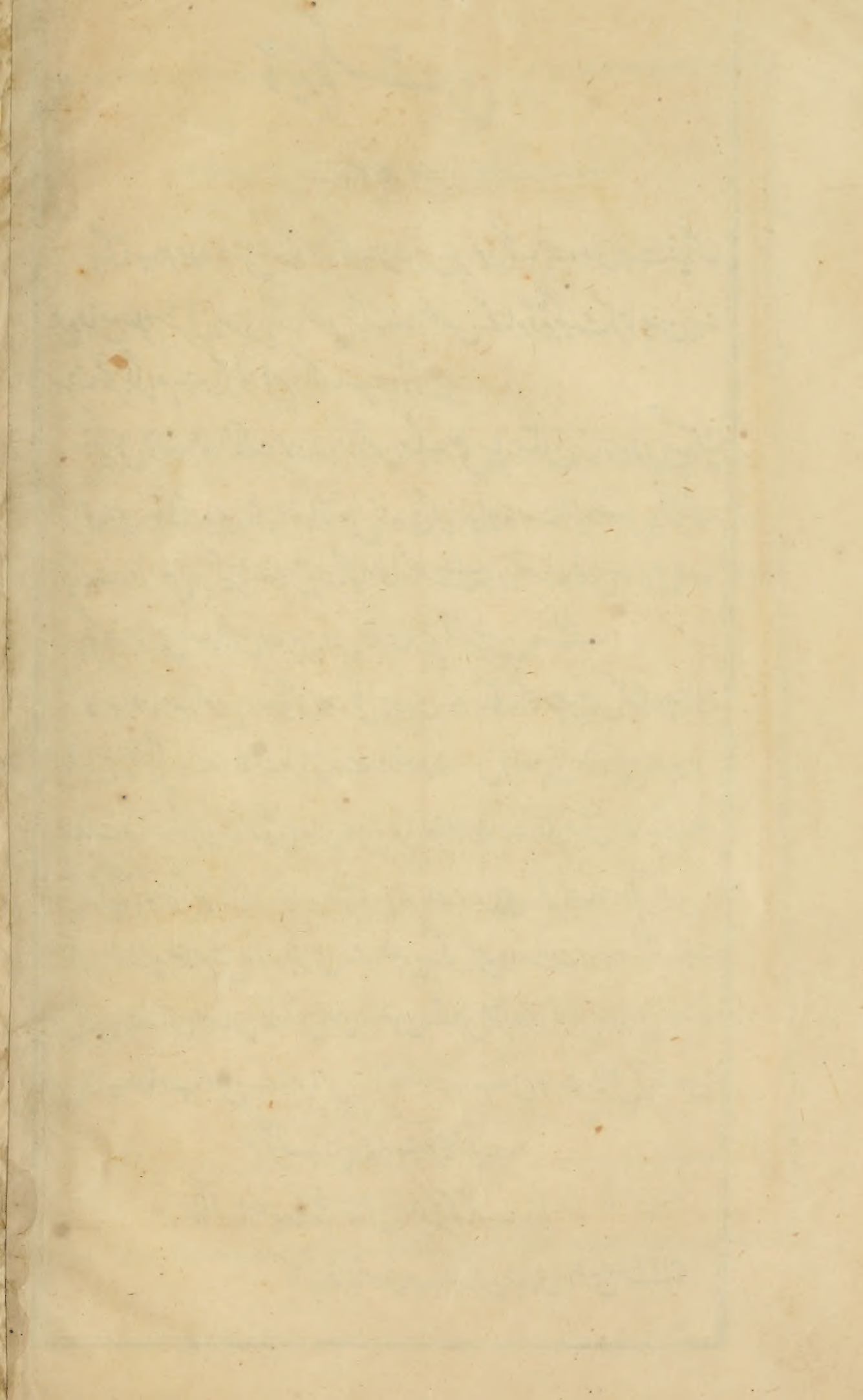
یہ کتاب جو علماء و مشائخ بلگرام کے حالات میں سر۔ میں ایک ایسے عالی ہمت فیاض  
طبع جامع علوم مشرقی و مغربی پاک نفس نیک نہاد شخص کے نام ڈپیکیشن کرتا ہوں جو نہ  
صرف فخر بلگرام ہے بلکہ فخر قوم و ملک ہے وہ کون۔

آنریبل نواب عماد الملک عماد الدولہ مومن جنگ علی یار خان بہادر ہولوی سیدین  
بلگرامی سی۔ آئی۔ ای۔ ممبر انڈیا کونسل لندن کیا بلحاظ وسعت علم و فضل و شرافت  
و نجابت اور اعلیٰ و پاکیزہ اخلاق اور کیا بلحاظ عتزاز و وقعت قومی بہرہ ردی اور  
اور ملکی خیر خواہی مسلمانان ہند میں اس وقت اپنی نظیر نہیں رکھتے۔

نواب صاحب ممدوح نے قومی اور ملکی بہبودی کے ہر ایک کام میں جس کشادہ پیشانی  
اور فراخ حوصلگی سے اعانت فرمائی ہے اور خصوصاً اس زمانہ میں مسلمانان ہند پر جو  
احسانات فرمائے ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں لہذا ہم نہایت دلی جوش و مسرت کیساتھ  
اس کتاب کو جو علم تاریخ کا ایک نایاب خزانہ ہے۔ اور جو ان ہی کے ایک نامور ہم وطن  
کشان السنہ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے انہیں کے برگزیدہ اسلاف و اجداد کے تذکرے  
میں لکھی ہے۔ ان احسان کے شکریہ میں جو انہوں نے اہل علم اور عموماً اہل اسلام پر فرمائے  
ہیں نواب صاحب ممدوح کے نام نامی کیساتھ نسبت دینے کی عورت حاصل کرتے ہیں۔  
۶۔ اگر قبول افتدز ہے عذر شرف۔

حاکم سار عبد اللہ خان پبلشر کتاب ہذا

کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن بجمادی الاخریٰ ۱۳۲۸ھ





بسم الله الرحمن الرحيم

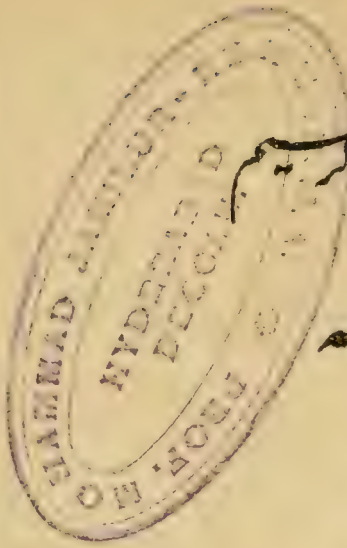
# فہرست تراجم آثار الکرام دفتراول

صفحہ	اسماء	نمبر شمار	صفحہ	اسماء	نمبر شمار
۲۵	میر عبد الواحد	۱۲	۵	مقدمہ	۱
۳۳	شیخ صفی الدین	۱۳	۱	دیباچہ مصنف	۲
۳۶	شیخ حسین ساکن سکندرہ	۱۴	فصل اول در ذکر فقرا		
۳۹	شیخ عبد القادر بدونی	۱۵	شکل بر تراجم ہشتاد بزرگ		
۴۰	سید صبغۃ اللہ بروچی	۱۶	۹	خواجہ عماد الدین بلگرامی	۱
۴۲	شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی	۱۷	۱۱	سید محمد صفری بلگرامی	۲
۴۳	لاموہن بہاری	۱۸	۱۳	حافظ محمود بلگرامی	۳
ایضاً	میر عبد الجلیل بن میر عبد الواحد	۱۹	۱۴	پیر عبد اللہ بلگرامی	۴
۴۵	میر سید فیروز	۲۰	ایضاً	غازی کمال بلگرامی	۵
۴۶	میر سید یحییٰ	۲۱	۱۵	قاضی عبد المنعم بلگرامی	۶
۴۷	میر سید طیب	۲۲	۱۷	شیخ عبد الرحیم بلگرامی	۷
۵۱	میر عبد الواحد اصغر	۲۳	۱۸	سید اجمل بلگرامی	۸
۵۲	میر سید نعمت اللہ	۲۴	ایضاً	سید محمود کبیر	۹
۵۳	شاہ طیب	۲۵	۲۲	سید بڑھ بلگرامی	۱۰
۵۴	سید دین محمد	۲۶	۲۴	سید طاہر بلگرامی	۱۱

نمبر شمار	اسماء	صفحه	نمبر شمار	اسماء	صفحه
۲۷	سید محمود اصغر - -	۵۵	۴۹	سید العارفين مير سيد لطيف الله بلگرامي	۱۰۸
۲۸	مير سيد حسين دہلي وال بلگرامي	۵۶	۵۰	مير عظمت الله - -	۱۱۳
۲۹	سید ابراهيم المعروف به سيد میان	۶۲	۵۱	مير نواز شش علي - -	۱۱۶
۳۰	شيخ اڈھن شيخ الاسلام بلگرام	"	۵۲	مير سيد نور الحق - -	۱۱۷
۳۱	مخدوم محمد رکن الدين بلگرامي	۶۹	۵۳	سید نور الله - -	۱۱۸
۳۲	شاه رکن الدين المعروف بشاه اتاولی	۷۴	۵۴	سید محمدی - -	۱۲۰
۳۳	سید تاج الدين حجره نشین -	"	۵۵	سید بركت الله الملقب به صاحب البركات	۱۲۱
۳۴	سید قاسم اسرار - -	۷۶	۵۶	سید آل محمد - -	۱۲۳
۳۵	سید عمر بلگرامي - -	۷۷	۵۷	سید نجات الله المعروف به شاه میان	۱۲۴
۳۶	سید شریف - -	۷۸	۵۸	سید عین الدین - -	۱۲۷
۳۷	سید کرم الله - -	۷۹	۵۹	سید محب الله بلگرامي - -	۱۲۸
۳۸	سید عبد النبي - -	۸۰	۶۰	میر سید لطیف البدر خرد میر	۱۳۰
۳۹	میر سید محمد الترنزی الکا پوی	۸۱	۶۱	شيخ محمد سلیم - -	۱۳۱
۴۰	میر سید احمد بن میر سید محمد کا پوی	۸۵	۶۲	شيخ محمد حافظ - -	۱۳۲
۴۱	شيخ عبد الحفیظ قزوی بلگرامي	۹۳	۶۳	شاه رحمت الله - -	۱۳۴
۴۲	سید درگاہی بلگرامي - -	۹۴	۶۴	سید محمد بلگرامي - -	۱۳۹
۴۳	میر سید مبارک محدث بلگرامي - -	"	۶۵	سید غلام مصطفی - -	۱۴۱
۴۴	خواجہ عبید الله المشهور به خواجہ کلان	۱۰۰	۶۶	سید فرید الدین - -	۱۴۳
۴۵	خواجہ عبد الله المعروف به خواجہ خرد	"	۶۷	سید قادری بلگرامي - -	۱۴۷
۴۶	میر سید عبد الفتاح العسکری احمد آبادی	۱۰۱	۶۸	میر طفیل محمد بلگرامي - -	۱۴۹
۴۷	سید مرثی - -	۱۰۲	۶۹	شيخ فخر الدین احمد انکپوری - -	۱۵۹
۴۸	سید سعد الله - -	۱۰۷	۷۰	میر سید اسماعیل بلگرامي - -	"

نمبر شمار	اسماء	صفحه	نمبر شمار	اسماء	صفحه
۴۱	شاه عبد الرزاق - -	۱۶۰	۱۰	شیخ سعد الدین خیر آبادی -	۱۹۰
۴۲	راقم الحروف فقیر آزاد - -	۱۶۱	۱۱	مولانا عبد اللہ تلبنی - -	۱۹۱
۴۳	شیخ محمد حیاة السدی المدنی	۱۶۲	۱۲	مولانا الهداد جونپوری -	۱۹۲
۴۴	شیخ عبد الطیف - -	۱۶۴	۱۳	شیخ علی شتی برہانپوری - -	۱۹۳
۴۵	مولانا میر خرد عزیزان بلخی -	۱۶۰	۱۴	شیخ محمد بن طاہر الفقیہی - -	۱۹۴
۴۶	مولانا پائندہ خشیکتی - -	۱۶۱	۱۵	شیخ وجیہ الدین گجراتی - -	۱۹۵
۴۷	شیخ دردیش عزیزان - -	۱۶۱	۱۶	شیخ مبارک بن شیخ حفصہ ناگوری	۱۹۶
۴۸	باباشاہ سعید پلنگ پوش - -	۱۶۱	۱۷	شیخ ابو الفیض فیضی - -	۱۹۸
۴۹	باباشاہ مسافر - -	۱۶۲	۱۸	شیخ عبد الحق دہلوی - -	۲۰۰
۵۰	بی بی خرد - -	۱۶۵	۱۹	شیخ نور الحق دہلوی - -	۲۰۱
	<b>فصل دوم در ذکر فضلاء</b>		۲۰	ملا محمود جونپوری - -	۲۰۲
	شکل بر تراجم ہفتاد و سہ افضل		۲۱	شیخ عبدالرشید شمس الحق جونپوری	۲۰۳
	<b>تمہید</b>		۲۲	ملا عبد الحکیم سیالکوٹی - -	۲۰۴
۱	مولانا حسن صفائی - -	۱۸۰	۲۳	ملا عصمت اللہ سہارنپوری -	۲۰۵
۲	شیخ حمید الدین دہلوی - -	۱۸۲	۲۴	میر محمد زاہد الہروی - -	۲۰۶
۳	مولانا شمس الدین بھٹی - -	۱۸۲	۲۵	ملا قطب الدین شہید	۲۰۹
۴	قاضی عبد المقدر - -	۱۸۳	۲۶	مولوی قطب الدین شمس آبادی	۲۱۰
۵	مولانا معین الدین عمرانی دہلوی	۱۸۴	۲۷	قاضی محیب اللہ بہاری - -	۲۱۱
۶	مولانا خواجہ جگئی دہلوی - -	۱۸۵	۲۸	حافظ امان اللہ بنارسی - -	۲۱۲
۷	مولانا احمد تھانی سری - -	۱۸۶	۲۹	شیخ غلام نقشبند لکھنوی -	۲۱۳
۸	قاضی شہاب الدین ملک العنما	۱۸۸	۳۰	شیخ احمد المعروف بلال جیون -	۲۱۶
۹	شیخ علی بن احمد ہمامی -	۱۸۹	۳۱	سید سعہ اللہ سلونی - -	۲۱۷

صفحه	اسماء	نمبر شمار	صفحه	اسماء	نمبر شمار
۲۴۹	قاضی علیم اللہ کچھنڈوی -	۵۴	۲۱۹	مولانا نور الدین احمد آبادی -	۳۲
۲۵۱	میر عبد البادی - -	۵۵	۲۲۰	ملائطام الدین سہالوی - -	۳۳
۲۵۲	شیخ جمال الدین فرشوری -	۵۶	۲۲۲	سید رفیع الدین بلگرامی -	۳۴
۲۵۳	میر احمد بلگرامی - - -	۵۷	۲۲۶	سید حسین - - -	۳۵
۲۵۷	میر عبد الجلیل بلگرامی - -	۵۸	"	سید حسین - - -	۳۶
۲۷۷	میر محمد جان بلگرامی - -	۵۹	۲۲۷	قاضی الهداد - - -	۳۷
۲۸۴	سید کرم اللہ بلگرامی - -	۶۰	۲۲۸	قاضی عنایت اللہ - -	۳۸
۲۸۵	مخدوم لعل شہباز الحسینی المریدی	۶۱	"	شیخ کمال بن شیخ کرم -	۳۹
۲۸۷	روح الامین خان - - -	۶۲	۲۳۰	شیخ عبد الکریم بلگرامی -	۴۰
۲۸۹	سید عبد الواحد بلگرامی - -	۶۳	"	مولوی شیخ عبد الغفور -	۴۱
۲۹۰	سید محمد اشرف المعروف بید درگاہی	۶۴	۲۳۱	شیخ عنایت اللہ - - -	۴۲
۲۹۳	میر سید محمد بلگرامی - -	۶۵	۲۳۲	میر سید اسماعیل بلگرامی - -	۴۳
۲۹۶	میر محمد یوسف بلگرامی - -	۶۶	۲۳۵	ملا عبد السلام دیوبہی -	۴۴
۲۹۸	سید سعد الدین بلگرامی - -	۶۷	۲۳۶	ملا عبد السلام لاہوری - -	۴۵
۲۹۹	شیخ عثمان احمد بلگرامی -	۶۸	"	امیر فتح اللہ شیرازی -	۴۶
"	سید غلام نبی بلگرامی -	۶۹	۲۳۸	ملک بہار الدین - - -	۴۷
۳۰۰	مولوی قطب الدین گوپا سوی	۷۰	۲۳۹	سید ضیاء اللہ بلگرامی -	۴۸
۳۰۱	خاجی صفت اللہ خیر آبادی -	۷۱	۲۴۲	سید عنایت اللہ - - -	۴۹
۳۰۲	شیخ کمال الدین محمد سہالوی -	۷۲	۲۴۳	میر سید خیر اللہ بلگرامی - -	۵۰
۳۰۳	رأسم این سواد بندہ آزاد -	۷۳	۲۴۵	سید فیض محمد بلگرامی -	۵۱
۳۱۱	خاتمة الكتاب - - -	۷۴	۲۴۷	سید محمد باقر بلگرامی -	۵۲
			۲۴۸	سید عبد اللہ - - -	۵۳



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

ماثر الکلام

حسان الہند مولانا غلام علی آزاد بلگرامی ان علمائے ہند میں سے ہیں جن کا نام اس ملک میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ وہ صرف ملاہی نہ تھے بلکہ ادیب و شاعر مورخ و محقق بھی تھے اور ان کی تالیفات و تصنیفات خود اس امر کی شاہد ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوستان کے عہد اسلامی میں ایسی ایسی تاریخیں لکھی گئی ہیں کہ جنکی نظیر فارسی زبان میں نہیں ملتی۔ لیکن مغلیہ سلطنت کے انحطاط کیساتھ صحیح فن تاریخ نویسی میں انحطاط شروع ہو گیا تھا۔ البتہ مولانا غلام علی آزاد نے اس فن کی لاج رکھ لی اور آخر وقت میں ہی ذوق صحیح کی داد دی۔ ان کی تصانیف میں سے زیادہ تر فن تاریخ کی اس شاخ کے متعلق ہیں جسے فن اسمائے الرجال کہتے ہیں۔ اور آزاد نے اس بات پر فخر ظاہر کیا ہے کہ ہندوستان میں پہلے وہی ہیں جنہوں نے اس فن پر قلم اٹھایا ہے

۱۵ حسان الہند میر غلام علی آزاد بن مید فوج بلگرامی یکشنبہ ۱۱۶۶ ھ ہجری میں (۱۲۵) ھ عفرین قصبہ بلگرام میں پیدا ہوئے اور ۱۲۸۶ ھ ہجری میں بمقام رودخو جواوچ اورنگ آباد دکن میں ایک مشہور مقام ہے۔ جو اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

۱۶ و پیش ازمن احدی استین سہمی باین درجہ نشکستہ و کمر خدمت بزرگان صنف و ملت باین جد و جہد نہ بستہ (دیکھو پوچھو ساکنان)

اگرچہ ان سے پہلے صاحب تاریخ نظامی - ملا عبد القادر بدایونی اور علامہ ابوالفضل  
 اپنی اپنی تاریخوں میں اپنے اپنے عہد کے احرار و علماء و کلا کے حالات لکھ چکے ہیں۔  
 البتہ یہ ضرور ہے کہ مولانا آزاد نے اس میں خاص اہتمام کیا ہے۔ اور اس فن کی طرف  
 خاص توجہ کی ہے۔ اُن لوگوں نے اپنے عہد کے مشاہیر کے حالات اپنی تاریخوں  
 کے ضمیمہ کے طور پر لکھے تھے۔ آزاد نے اسے الگ فن قرار دیکر مختلف رسالے  
 لکھے ہیں۔

مآثر الکرام جو اب پہلی بار مولوی عبداللہ خان کی سعی سے طبع ہوئی ہے  
 اسی فن کے متعلق ہے یہ کتاب عموماً ہندوستان اور خصوصاً فقراء و علماء بلگرام  
 کے حالات میں ہے آزاد نے اس کتاب کی تالیف سے نہ صرف اپنے وطن کا حق  
 ادا کیا بلکہ فن رجال میں ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے بلگرام ایک مردم خیز بستی ہے  
 اور اس معدن علم و فضل سے ایسے ایسے بے بہا عمل نکلے ہیں جن کے نام اس  
 سرزمین میں ہمیشہ روشن رہیں گے۔ اور خوشی کی بات ہے کہ یہ فضیلت اسے اس وقت

۱۔ سرو آزاد - شعرا کا تذکرہ - ید بیضا - شعرا کا تذکرہ - خزانہ عامرہ -

۲۔ ان شعرا کے حالات میں جنگوور بار شاہی سے صلے ملے ہیں۔ روضۃ الاولیاء۔ صوفیہ کے حالات میں  
 بختہ المرجان - علما کے تذکرے میں - مآثر الکرام - علما صوفیہ کے حالات میں نیز نواب  
 صمصام الدولہ شاہنواز خان کی بے نظیر تالیف مآثر الکرام کی تکمیل و تہذیب میں جو سعی آزاد نے  
 کی وہ بھی بہت قابل قدر ہے دیکھو دیباچہ مآثر الامرا - اور نیز آزاد کے اُن خطوط سے جو مولوی سید احمد  
 صاحب زید بلگرامی مرحوم کے پاس تھے یہ امر ظاہر ہے۔

تک حاصل ہے یوں ہی قصبات اور شہروں کی حالت میں بہت تبادلوں سے  
آباد ہوا کی خوبی اور صفائی اخلاق کی سادگی و بے ریائی تکلفات اور تصنع  
سے بری۔ سابقہ اور مناشہ کی کشمکش سے محفوظ اسلک کی بچتگی یہ اور  
بعض اور وجوہ ایسے ہیں کہ جنکے سبب اہل قصبات کے جسم و دماغ اہل  
شہر کی نسبت زیادہ صحیح ہوتے ہیں۔ اگرچہ شہر کی ترتیبات ان میں سے اکثر کو  
اوسی منڈے میں پہنچ لے جاتے ہیں جہاں چند نسلوں کے بعد ان میں انحطاط  
شروع ہو جاتا ہے اگر علماء و فضلاء و دیگر مشاہیر کی فہرست پر نظر ڈالی جائے تو  
معلوم ہوگا کہ اہل قصبات کا ملک پر بہت بڑا احسان ہے کاش مولانا آزاد کی  
طرح دو کراہل قصبات بھی اس بات کا خیال رکھتے اور اپنے اپنے قصبہ کے  
علماء و فضلاء و صوفیاء و دیگر مشاہیر کے حالات قلم بند کر ڈالتے تو ہندوستان کی  
تاریخ کو اس سے بہت بڑی مدد ملتی۔ ہندوستان میں بکثرت ایسے قصبات ہیں  
کہ اگر وہاں کے حالات یا تاریخ لکھی جائے تو ایسی مفید معلومات اس سے حاصل  
ہو سکتے ہیں جس کا بڑی بڑی بسوط تاریخوں میں پتہ نہیں اس کتاب کے لکھنے  
میں مولانا نے خاص محنت کی ہے اور صرف کتب تاریخ متداولہ ہی تک تلاش و  
جستجو کو محدود نہیں رکھا بلکہ، اہالی و موالی شہر سے بھی حالات دریافت کئے  
اور نیز، سجلات شریعیہ سے جو بزرگوں کی یادگار سے باقی تھے استفادہ کیا۔

۱۵ مثلاً پانی پت۔ بدایون۔ خیر آباد۔ ایٹھی موہان۔ سرہند۔ سماںی وغیرہ وغیرہ۔

یہ کتاب اول بلگرام میں لکھنے شروع کی تھی لیکن درمیان میں یعنی ۱۱۵۱ھ  
میں حج کے قصد سے کہ چلے گئے زیارت حرمین شریفین سے واپس ہو کر دکن  
میں قیام کیا اور وہیں نامکمل مسودہ منگا کر اختتام کو پہنچایا۔ تاریخ اختتام کتاب  
،، ختامہ مسک ،، سے نکلتی ہے۔

۱۱۶۶

افسوس ہے کہ مولانا آزاد نے اس کتاب میں کسی قدر اختصار کو مد نظر رکھا ہے  
اگر وہ اس زمانے کی محبتوں اور معاشرت اور طریقہ تعلیم و تعلم پر ذرا اور وسیع نظر  
ڈالتے تو یہ کتاب بہت زیادہ دلچسپ مفید ہو جاتی۔ لیکن تاہم جو کچھ انہوں نے  
کیا ہے وہ بہت قابل قدر اور نیز قابل تقلید ہے۔ زمانہ حال و گذشتہ کے حالات  
اور خصوصاً دن لوگوں کے تذکرے جو اس کا رزاق حیات میں جہان قدم قدم پر  
ٹھوکر لگنے کا اندیشہ ہے اپنی بہت اور ریاضت سعی اور مشقت سے پایہ کمال کو  
پہنچے ہیں انسان کے اخلاق پر عجیب و غریب اثر ڈالتے ہیں۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں  
کہ طلبہ تحصیل علم کے شوق میں بے زار راہ شہر بشہر پھرتے ہیں۔ کہانے کی پرواہ ہو  
نہ کیڑے کی فکر مگر تحصیل علم کی دہن میں ہفتخوان طے کر کے عین سرخشمہ پر پہنچتے اور سیراب  
ہو کر واپس آتے ہیں اور اس کے بعد جو کچھ حاصل کیا ہے اس سے دوسروں کو  
فیض پہنچاتے ہیں اور یہی نہیں بلکہ اسے ثواب کا کام خیال کرتے ہیں اور اس سے  
یہی بڑھ کر یہ کہ اگر وہ کسی شاہی خدمت وغیرہ پر مامور ہو گئے ہیں تو یہی فرصت کے  
وقت سلسلہ درس و تدریس جاری ہے اور اس کے ساتھ ہی تالیف و تصنیف بھی ہوتی



رہتی ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں اور آجکل کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں جبکہ علم کا  
 چراغاں گر گیا ہے تو ہمیں ایک عجیب ذوق نظر آتا ہے۔ محنت اور ریاضت اب بھی  
 غالباً اتنی ہی کرنی پڑتی ہے لیکن تحصیل علم کی وہ چٹان اور وہ دہن جو پہلے  
 لوگوں میں تھی آج کل اس کے مقابلہ میں کم ہے۔ اسکی زیادہ تر وجہ یہ معلوم ہوتی  
 ہے کہ پہلے حصول علم میں آزادی تھی اور آج کل یونیورسٹی کی پابندیوں نے  
 ایسا جکڑ دیا ہے کہ اگر کچھ شوق ہوتا ہی ہے تو دب دبا جاتا ہے۔ دوسری ایک بڑی  
 وجہ یہ ہے کہ آج کل علم زیادہ حصول ملازمت سرکاری کے لئے حاصل کیا جاتا ہے  
 علم کو علم کی خاطر شاذ و نادر ہی کوئی پڑھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حالانکہ آجکل طلبہ کی  
 کثرت ہے مگر حقیقی علم یا علم کا حقیقی شوق کم ہے اور اگر ہے ہی تو اسکے چندان  
 قدر نہیں۔ کون ہے جس کے دل میں قاضی عضدالحی کے ذکر کے پڑھنے سے  
 جو اسی کتاب میں ہے جوش اور ولولہ پیدا ہوگا۔ لکھا ہے کہ سلطان محمد بن تغلق شاہ  
 نے مولانا معین الدین عمرانی دہلوی کو ولایت فارس میں قاضی عضدالحی کے پاس  
 بھیجا اور یہ عرض کرائی کہ آپ ہندوستان تشریف لے چلیں۔ اور متن موافق کو  
 سلطان محمد کے نام سے معنون نہ یائین۔ سلطان ابواسحاق والی شیراز کو جو یہ معلوم  
 ہوا تو دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ یہ سلطنت حاضر ہے اسے لے لیجئے اور جو خدمت آپ  
 فرمائیں اسکے بجالانے کو میں حاضر ہوں مگر لہذا اب یہاں سے نہ جائیے۔ ایسی  
 قدر دانی کی نظیر مشکل سے ملے گی اور شاید یہ شخصی سلطنت ہی میں ممکن بھی ہے۔

غالباً شخصی سلطنت کے نام سے ناظرین کے کان کترے ہونگے۔ لیکن اصل یہ ہے کہ حکومت کی کوئی صورت بڑی نہیں بشرطیکہ صحیح اصول کو پامال نہ کیا جائے۔ لیکن اگر صحیح اصول پر نظر نہیں تو حکومت کی ہر صورت خواہ قیاسی طور سے کیسی ہی اعلیٰ کیوں نہ ہو مذموم ہے۔

حصول علم کے شوق میں ایک اور بات بھی مضمحل ہے جو سب سے زیادہ قابل قدر ہے انسان کو انسان بنانے والی یعنی اسکے کیریکٹر کو سنوارنے والی جو شے ہے وہ شوق و سعی اور ریاضت و محنت ہے خصوصاً جب کہ مدعا حصول اعراض نفسانی نہ ہو۔ ان لوگوں کے کیریکٹر میں ایک خاص بات پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ صرف انہیں لوگوں میں پائی جاتی ہے جنکے دلوں میں کسی اعلیٰ مقصد کے حاصل کرنے کی لو لگی ہوتی ہے اور جو اس دہن میں دن کو دن سمجھتے ہیں اور نہ رات کو رات مصیبت کو مصیبت خیال کرتے ہیں نہ راحت کو راحت مگر راہ طلب میں برابر قدم بڑھائے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ اور گو آخر میں گوہر مقصد ہاتھ آئے یا نہ آئے مگر ایک ایسی چیز ہاتھ لگ جاتی ہے جو اس سے زیادہ نایاب اور اس سے کہیں بیش بہا ہے۔ یعنی انسانیت

یادو سے الفاظ میں یوں کہئے کہ صفائی باطن۔ کون ہے کہ جسکے دل پر شاہ رحمت اللہ

بلگرامی قدس سرہ کے تذکرے کے پڑھنے سے جو اس کتاب میں درج ہے ایک خاص

اثر یا ایک خاص کیفیت طاری نہوگی ان کے دوسرے حالات کے ضمن میں مولانا

آزاد یہ بھی کہتے ہیں کہ ادنیٰ ایک عزیز کی زبانی منقول ہے کہ میں اور شاہ رحمت اللہ صاحب

تدس سسرہ قصبہ سانڈی سے بلاگرام جا رہے تھے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ سانڈی کے باغستان میں کسی نے چور کو مار کر درخت سے لٹکا دیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی شاہ صاحب نے فرمایا ذرا ٹھیرو اور آگے بڑھ کر چور کے پاؤں چوم لے۔ میں نے پوچھا حضرت یہ کیا ہے فرمایا کہ اس چور نے اپنے شیوہ کو پایہ کمال تک پہنچا دیا۔ خدا تعالیٰ ہر شخص کو اپنی اپنی راہ میں اسی طرح ثابت قدم رکھے۔

ایسے بزرگوں کے تذکرے جنہوں نے اپنے تن و دہن من کو تحصیلِ علم۔ تزکیہ نفس یا رضا جوئی باری تعالیٰ میں وقف کر دیا تھا۔ اس زمانہ کے لئے جبکہ ہر طرف سے مادیت کا شور و دینا دنیا کی پکار اور پیٹ کی دہائی سنائی دیتی ہے بہت کار آمد اور مفید ثابت ہوں گے۔ پسند و نصح اور اخلاقی کتب اس قدر مفید نہیں ہوتیں جس قدر ان لوگوں کے تذکرے جو خود پاکیزہ اخلاق کے نمونے تھے۔ وہ صرف باتیں ہیں اور یہ کام وہ صرف مردہ الفاظ ہیں اور یہ زندہ اعمال لہذا اس کے اسکے اثر میں بہت بڑا فرق ہے۔

مولانا آزاد نے اپنے وطن کے علاوہ اپنے صوبہ کی بھی بہت کچھ تعریف کی ہے اور ان کی تعریف بجا ہے۔ درحقیقت جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے پورب قدیم الایام سے معدنِ علم و علماء رہا ہے۔ علم و فضل کے چرچے اب تک وہاں جاری ہیں۔ ترویجِ علم کے لیے سلاطین و حکام کی طرف سے وظائف و زمین و مدد و معاش مقرر تھی اور اس غرض کے لیے مساجد و مدارس اور خانقاہیں بنوائی جاتی تھیں۔

طلبہ دور دور سے آتے تھے اور صاحب توفیق اونکی خاطر تو اذیت اور خدمت کو سعادت عظمیٰ سمجھتے تھے۔ آزاد نے کہا ہے کہ شاہجہان کا یہ قول تھا کہ "دہلیورب شیراز مملکت ماست"، لیکن سلطنت مغلیہ کے زوال کے ساتھ ہی مدارس اور خانقاہوں پر اوس بڑائی۔ درس و تدریس کا بازار سرد پڑ گیا۔ اور وہ جوش و ہیمے ہو گئے ہندوستان میں پہلے عام طور پر تعلیم کا بھی طریقہ تھا۔ جسکے نشان اب بھی کہیں کہیں نظر آتے ہیں۔ اب نیا دور شروع ہوا ہے اور زمانہ نے دوسرا رنگ بدلا ہے۔ اور مشرق کی ہر چیز میں مغرب کا جلوہ نظر آ رہا ہے۔

لیکن جہاں ہمیں اُس زمانہ کے علمی ذوق و شوق کو دیکھ کر مسرت ہوتی ہے وہاں ایک بات کا افسوس بھی ہوتا ہے۔ اوس زمانہ کے نصاب تعلیم پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو حلقہ کہ کچھ عرصہ پہلے علمائے کینج ویا تھا اس سے باہر قدم رکھنا انہیں قسم تھا۔ فقہ و حدیث و تفسیر، منطق و فلسفہ و علم کلام پر سارا زور تھا سارے طلبہ اعلیٰ اور ذہانت اسی پر ختم تھی۔ یہاں تک کہ کتابیں بھی زمانہ دراز سے ایک ہی چلی آتی تھیں۔ اور انہیں پر حاشیہ پر حاشیہ اور شرح پر شرح اضافہ ہوتی جاتی تھی۔ علوم طبیعیات وغیرہ کا تو کیا ذکر ہے تاریخ و جغرافیہ بھی جس میں مسلمانوں نے خاص امتیاز حاصل کیا تھا خارج از بحث تھا عرض صد ہا سال سے ہمارے ہاں کی تعلیم حالت جمود میں تھی۔ سالہا سال کی بربادی اور تباہی کے بعد اب کہیں جا کے ہمارے علمائے انکسین کہلی ہیں اور انکسین کیا کہلی ہیں

و عادی چاہیے اُس باہمت اور عالی دماغ شخص کو جس نے اس زمانے میں مسلمانوں  
 کے سکر بہت سی بلاؤں کو ٹالا اور مسلمانوں کو انکی نازک اور پرخطر حالت سے  
 آگاہ و خبردار کیا۔ یہ اُس کا طفیل نہیں تو اور کیا ہے اور اسی کا صحبت یافتہ اور اسی  
 کے دارالعلوم کے تربیت یافتہ ایک بزرگ عالم نے قدیم سلسلہ تعلیم میں انقلاب  
 پیدا کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے سامان مہیا ہوتے جاتے ہیں۔  
 خدا اس کی بہت مین برکت اور اس کے مقصدین کامیابی عطا فرمائے اس کام  
 میں کامیابی یقینی ہے۔ کیونکہ یورپین السنہ و علوم سے جو نفرت مسلمانوں کے دل میں  
 تھی وہ مرحوم ریفا مرٹھی جانکا ہی سے رفع کر گیا ہے اور وہ طوفان بے تمیزی جو اس وقت  
 برپا ہو گیا تھا اب فرو ہو گیا ہے اور راستہ سخن و خاشاک اور جہاڑ جھنکار سے صاف  
 اور لوگ اس تغیر کے لیے آمادہ ہیں۔ عام لوگ تو اسے دینی کام خیال کر کے اسکی  
 امداد باعث ثواب سمجھتے ہیں اور انگریزی تعلیم یافتہ یا دوسرے لوگ جو زمانہ کی  
 ضروریات سے واقف ہو چلے ہیں اسکی اہمیت کو مانکر اسکے ساتھ ہیں۔ کیا  
 تعجب ہے کہ اس تحریک کا یہ نتیجہ ہو کہ علوم مشرقیہ و مغربیہ کو سمو کر ایک نیا کورس تیار  
 کیا جائے جو ہمارے ضروریات اور حالت کے زیادہ مناسب اور زیادہ کارآمد ہو  
 البتہ اس قدر افسوس ہے کہ ہمارے علمائے واجب التعظیم محرک کے ہاتھ بٹانے  
 میں بہت کم مدد دی ہے۔ بلکہ جنہیں اندرونی حالات سے واقفیت ہے وہ جانتے  
 ہیں کہ نسبت علما کے غیب دنیا داروں سے زیادہ امداد ملی ہے۔ اور انہیں کے

سہارے پر اب تک سارا کام چل رہا ہے۔

ایک بات تاریخی حیثیت سے اس تذکرہ میں خاص طور پر قابل لحاظ ہے۔ وہ یہ کہ  
اون علما و فضلاء بلگرام میں سے جن کا اس میں ذکر ہے ایک ہی اہل تشیع میں  
سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ نے وہاں بعد کے زمانہ میں رواج  
پایا۔ اور اگر ان علما میں سے بعض کی اولاد اب بھی وہاں باقی ہے اور وہ مذہب شیعہ  
پر ہے یا ان کے نسب ناموں میں ان علما کے نام نکلیں تو ہمارا یہ خیال اور بھی قوی  
ہو جائے گا۔ یہ امر واقعی ہے کہ اودہ کی سلطنت نے خاص کر آس پاس کے اصلاخ  
و قصبات پر اور بعض اوقات دور دراز کے مقامات پر بھی مذہبی لحاظ سے خاص اثر  
ڈالا ہے۔ چنانچہ جو پور و دیگر مضافات لکنؤ وغیرہ کے حالات پر نظر ڈالنے سے یہ امر  
پایہ یقین کو پہنچ جاتا ہے۔ جب مذہب کی نشی پر حکومت ہوتی ہے تو حالت اندیشہ  
ہو جاتی ہے۔ میرا اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ سلطنت اودہ نے مذہب کے  
معاملہ میں کبھی جبر و تعدی سے کام لیا۔ بلکہ بات یہ ہے کہ جاہ طلبی اکثر لوگوں کی نیت  
کو جو اعتقاد کے کچے ہوتے ہیں ڈالوان ڈول کر دیتی ہے ایسا ہر جگہ ہوا ہے اور یہی  
اودہ کے اکثر مقامات میں ہوا۔ اور قصبہ بلگرام بھی اس اثر سے نہ بچا۔ معلوم ہوتا ہے  
کہ آزاد کے زمانہ میں اہل تشیع وہاں نہ تھے اور اگر تھے تو خال خال۔ لیکن بعد کے زمانہ  
میں حکومت کے اثر سے اس کا قرم وہاں پہنچا ہے۔

آزاد نے حسب عادت میر سید محمد الترمذی کے تذکرہ میں شیخ محب اللہ آبادی

کی کتاب تسویہ کا اچٹنا ہوا سا ذکر کر دیا ہے۔ لیکن اس کتاب کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے اور اس لیے ہم اسے یہاں کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوگا کہ بادشاہ اورنگ زیب انار اللہ برہانہ کو جزیات پر ہی ایسی ہی نظر تھی جیسی کلیات پر۔ دوسرے یہ معلوم ہوگا کہ بعض باخدا لوگ ایسے ہی موجود تھے کہ وہ اورنگ زیب جیسے سخت گیر اور پر جلال شہنشاہ کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ تیسرے اس سے دینیات کے ایک معرکہ الآرا مسلک پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ رسالہ تسویہ شیخ محب اللہ آبادی کی تصنیف سے ہے جو ایک درویش اور صوفی تھے۔ اس میں علاوہ اور امور کے جبریل و وحی کی حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

جبریل محمد در ذات محمد بود صلی اللہ علیہ وسلم و پچنین جبریل باہر پیغمبرے در ذات  
وے بود۔ و آن قوت باطنی ایشان بود کہ در غلبہ آن قوت وحی بر ایشان نازل می گردید  
ولہذا جبریل باہر پیغمبرے بزبان وے سخن گفتہ ،،

جب یہ رسالہ (جو عربی زبان میں ہے) شاہ اورنگ زیب کی نظر پڑا تو ان کا عظیم کیا۔ شیخ اس زمانے میں رحلت کر گئے تھے۔ لیکن ادن کے مریدوں میں سے دو شخص پایہ تخت میں موجود تھے۔ ایک میر سید محمد جو ملازم شاہی اور امراے دربار میں سے تھے۔ دوسرے شیخ محمدی جو لباس درویشی و زہد میں تھے۔ اول بادشاہ نے میر سید محمد سے تسویہ کی اس عبارت کی شرح دریافت کی سید نے شیخ کی مریدی سے

انکار کر دیا۔ بعد ازاں شیخ محمدی کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ اگر تمہیں شیخ کی مریدی کا اقرار ہے تو احکام شرع شریف سے اس رسالہ کے مقدمات کو مطابق کر کے بتاؤ اور اگر مطابق نہیں کر سکتے تو اسکی مریدی سے استغفار کرو اور کتاب کو آگ میں ڈال دو۔ شیخ محمدی نے جواب دیا کہ نہ مجھے ان کی مریدی سے انکار ہے نہ استغفار کی ضرورت۔ لیکن جس مقام سے کہ شیخ نے گفتگو کی ہے مجھے وہاں تک رسائی حاصل نہیں ہے۔ جس وقت میں اس رتیبہ کو پہنچ جاؤں گا تو آپکی درخواست کے بموجب اس کی شرح لکھ بیچوں گا۔ اور اگر بادشاہ نے اس رسالہ کا جلاتا ٹھان لیا ہے تو اس فقیر متوکل کے گھر سے کہیں زیادہ شاہی مطبخ میں آگ موجود ہے حکم دیا جائے کہ یہ رسالہ اور اس کی جس قدر نقلیں دستیاب ہوں آگ میں جھونک دی جائیں۔ بادشاہ اس جواب کو سن کر ساکت رہ گئے۔

اسکے پڑھنے کے بعد ہمیں خیال ہوتا ہے کہ اگر سید احمد خان مرحوم نے ملائکہ وغیرہ کی نسبت اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا تو کون سی ایسی خطا کی۔ ایک ابلہ فریب عالم ناما مولوی اپنی تفسیر قرآن میں جس میں اس نے عوام اور جہال کے خوش کرنے کا بہت کچھ سامان جمع کر دیا ہے۔ لکھتا ہے کہ سرسید نے یہ خیالات برہم سماج سے لئے اور اپنی نیک نیتی سے ضمناً اس عامیانہ خیال کو یہی تحریر میں لایا ہے کہ سرسید نے

۱۵ مرآة الخیال (تذکرہ محمد بیگ) نسخہ قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن صفحہ ۶۶ نیز ملاحظہ ہوا نثر الامرا  
جلد سوم صفحہ ۶۰۶ مطبوعہ ایٹیاٹک سوسائٹی بنگال کلکتہ۔



انگریزوں کو اطمینان دلایا کہ میں مسلمانوں کو نہ صرف مطیع سرکار بنانا ہوں بلکہ ادن کے مذہب کی بیخ و بنیاد بھی کہو کہلی کئے دیتا ہوں۔ افسوس اس نام کے مولوی کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ سلف صالحین میں سے بعض نامور بزرگ اور شیوخ ان مسائل پر اسی قسم کے خیالات صاف و صریح الفاظ میں بیان کر چکے ہیں چنانچہ مولانا بکر العلوم فرماتے ہیں۔

جبریل کہ مشہور رسل علیہم السلام است و وحی از جانب حق می رساند آن حقیقت جبرئیلیہ است کہ توئے از قوائے رسل بود متصور شدہ در عالم مثال بہ صورتی کہ مکنون بود در رسل مشہود می شود و رسل می گردود پیغام حق می رساند پس رسل مستفیض از خود اندہ از دیگرے۔

اسی طرح مولانا روم اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے اس کتاب کی فصل ثانی کے دیباچہ میں جس میں علم پر بحث ہے آزاد نے ایک مہمل اور غلط قصہ مسلمانوں کے ہاتھ سے ایران کے کتب خانوں کے جلانے کا بھی لکھ دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ جب سعد بن وقاص نے ملک فارس کو فتح کیا اور وہاں فلسفہ کی بے شمار کتابیں ہاتھ لگیں تو انہوں نے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ انہیں کیا کیا جاے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر ان میں ہدایت ہے تو خدا نے ہمیں بھی اس سے بڑھ کر ہدایت دی ہے اور اگر ضلالت ہے تو خدا ہمارے لیے

کافی ہے۔ انہیں پانی یا آگ میں ڈال دو۔

اول تو اسپین ایک صحیح تاریخی غلطی یہ ہے کہ سعد بن وقاص نے ملک ایران کو فتح نہیں کیا۔ اور یہی غلطی مشہور مورخ ابن خلدون نے کی ہے۔ غالباً مولانا آزاد کا ماخذ بھی ابن خلدون ہے۔ کیونکہ بعینہ یہی الفاظ اسپین ہیں۔ دوسرے مسلمانوں نے جب ایران کو فتح کیا تو وہاں اس قدر کتب خانے کہان تھے علم کا چرچا ایران سے بہت زمانہ پہلے سے اٹھ چکا تھا۔ یہاں تک کہ جب سکندر نے ایران فتح کیا تو اس وقت بھی کتب خانوں کا نام و نشان نہ تھا البتہ یہ قصہ اسکندریہ کے متعلق متعدد تاریخوں میں بیان کیا گیا ہے اور ابن خلدون نے اور بعد میں آزاد نے غلطی سے اسی قصہ کو ایران سے منسوب کیا ہے۔ لیکن شمس العلماء مولانا شبلی اسکی تردید نہایت تحقیق و تنقید کے ساتھ کر چکے ہیں۔ اور اب اسکے متعلق کچھ لکھنا بے سود ہے۔ تاہم ایک دو باتیں اسکے متعلق کہنا ضروری معلوم ہوتی ہیں۔ مولانا نے بڑے شد و مد اور تحقیق سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ اس قصہ کا ماخذ ابو الفرج ہے۔ <sup>۵۱</sup> اول اسی نے اپنی تاریخ میں لکھا اور اس سے دوسروں نے نقل کیا۔ لیکن ایک بات کھٹکتی ہے وہ یہ کہ ابو الفرج <sup>۵۲</sup> سے قبل عبد اللطیف بغدادی اپنے رسالہ افادۃ و الاعتبار میں ضمناً اس واقعہ کی طرف اشارہ کر چکا ہے۔ مولانا نے نہایت سختی سے جہنم لاکر اسکی تردید کی ہے۔

۵۱ دیکھو قدم ابن خلدون مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰۰ ۵۲ رسائل شبلی (کتب خانہ اسکندریہ) صفحہ ۱۳۱-۱۳۲۔

۵۳ ابو حنا ابو الفرج سنہ پیدائش ۶۲۳ ہجری وفات ۶۸۶ ہجری۔ مواتف الدین عبد اللطیف بن یوسف بغدادی

سنہ پیدائش ۵۵۵ ہجری سنہ وفات ۱۲ محرم ۶۲۹ ہجری۔

اور ثابت کیا ہے کہ عبد اللطیف بغدادی نے اس کا ذکر مورخانہ حیثیت سے نہیں کیا بلکہ  
ضمناً اور تذکرہ کیا ہے۔ اور جن یورپین مورخوں کا یہ بیان کیا ہے کہ سب سے اول عبد اللطیف  
نے اس کو اپنی کتاب میں لکھا ہے اور نکا بڑی حقارت سے ذکر کیا ہے اور انہر فریب دہی  
اور تہ لیس کا الزام لگایا ہے۔ میں یہ ماننا ہوں کہ عبد اللطیف نے مورخانہ حیثیت سے  
اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ "یذکر" کے تحت میں اس کو کہا ہے۔ اس کا  
بھی اعتراف ہے کہ اسکے ساتھ جس قدر واقعات بیان ہوئے ہیں وہ سب بازاری گہن  
ہیں۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ یہ واقعہ عبد اللطیف کی کتاب میں ابو الفرج سے قبل مذکور ہے  
اور کم سے کم "یذکر" کے لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ عبد اللطیف کے زمانہ میں  
لوگوں کی زبان زد ضرور تھا۔ اور بلاشبہ ابو الفرج سے قبل مشہور تھا البتہ اس میں شک نہیں کہ جس  
شان سے اور نمک چرچ لگا کر اس نے بیان کیا ہو اس سے پہلے کسی نے بیان نہیں کیا۔ اور  
اس سے بعد کے مورخین نے بے سوج سمجھے نقل کر کے سب جگہ پہلایا دیا ہے لیکن اس کا پتہ  
لگانا ابھی باقی ہے کہ یہ واقعہ مشہور کیسے ہوا اور ابو الفرج سے پہلے اس کا چرچا کیسے تھا۔ غالباً  
باہمی عناد اور تعصب اس قصہ کی ایجاد کا باعث ہوا ہے۔ مفتوح قوم۔ فاتح قوم پر اکثر ایسے الزام  
بعد میں قائم کر دیا کرتی ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے جبکی کوئی تاریخی شہادت نہیں ہے  
علاوہ اسکے مولانا شبلی نے اسی رسالہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ سوائے عبد اللطیف ابو الفرج  
مقبریزی۔ اور حاجی خلفہ کے کسی اور کتاب میں اس قصہ کا ذکر نہیں۔ اور اسی کے ساتھ متعدد

کتابین جو مصر و اسکندریہ کے حالات میں لکھی گئی ہیں نام بنام گنوائی ہیں کہ انہیں سے کسی  
 میں اس کا حوالہ نہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ انہیں کتابوں میں سے ایک تاریخ الحکماء <sup>لے</sup> القفطی  
 ہے جس میں یہ قصہ منقول ہے۔ غالباً یہ کتاب حال ہی میں چھپی ہے۔ اور اس لیے مولانا کی  
 نظر سے نہیں گزری تھی۔ اسکے علاوہ دوسری کتاب مفتاح السعادة ہے جو ایک ترکی عالم و  
 فاضل طاش کبریٰ زادہ (پیدائش سنہ ہجری وفات سنہ ہجری) کی تصنیف سے ہے  
 افسوس کہ یہ بیش بہا کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی۔ لیکن ان کتابوں میں اس قصہ کا ہونا  
 نہ ہونا برابر ہے۔ کیونکہ ان دونوں صاحبوں نے بغیر کسی تحقیق کے ابو الفرج سے لفظ بلفظ  
 نقل کر لیا ہو یا ممکن ہے کہ طاش کبریٰ زادہ نے قفطی سے نقل کیا ہو۔ عبارت سب کی ایک ہے۔  
 خاک بلگرام میں ایک اور ایسا جدید فاضل ہو گزرا ہے جسے فخر علمائے ہند کہنا بجا ہو گا  
 علمائے ہند کے حالات میں کوئی کتاب اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ  
 اس میں علامہ سید مرتضیٰ صاحب تاج العروس کا تذکرہ نہ ہو۔ یہ آزاد بلگرامی کے معصرتے  
 ہمارے دل نے ہرگز یہ گوارا نہ کیا کہ یہ کتاب جو علمائے ہند اور خصوصاً علمائے بلگرام  
 کا تذکرہ ہے اس فاضل سعیدیل کے حالات سے خالی رہے۔ لہذا یہ تذکرہ آخر کتاب میں  
 اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جس سے اس شخص کے تبحر اور کمالات علمی کا حال معلوم ہو گا۔

عبدالحق

حیدرآباد دکن

۱ تاریخ الحکماء لجمال الدین ابو الحسن علی بن یوسف القفطی مطبوعہ لیب سک سنہ ہجری صفحہ ۳۵۵-۳۵۶

۲ قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ صفحہ ۸۳۔



نساء المآمد ساریه الی الحی السرمدی وازهار التصلیه والتسلیم با سمة  
 علی العرش الاحمدی وقوافل التمجید واصله الی مواطن الاله النجباء وسحاب  
 الضوان منهجرة علی مساکن صیبه الرحماء برضائر اباب بصائر هویدا است که جهان آفرین جل شأ  
 وعظم برهانه بهیبت عالم را با سلو بی بدیع و تربیتی اینت آفرید و هیاهلی را که محتاج تخمیزند به لکنه مناسب  
 تعلق بخت سید و طبایع جمیع اشیا را عاشق حیز اصلی ساخت، و حب الوطن در دل سائر علویات  
 و سفلیات انداخت، آسمانها هر چند چرخ می زند جاگرد اندن امر محال، و سیارها با هر چند  
 بسر می غلطند، بیرون از دایره خود رتن چه مجال - آتشیکه محصور خارست چون راه نجات می یاب  
 بال پرواز بسمت، علوی می زند، و نفسی که در ضبط عواص است، چون به قعر دریا فرو می رود کند  
 شوق بر بام هوامی افکند، آبی که از چشمه تراود قطره زنان جانب محیط شتابد، و خاکی که در دست  
 بود افتد آخر عنان به مرکز سفلی تابد، مرغ قفس در یاد آتش میان گرم بیتابی، و ماهی صید در خاک

ساحل کشته بی آبی - انسان که مجموعہ عوام متفرقہ است محبت او جامع محبت افتاده -

و انوفاتش از ہمہ بیشتر است لاجرم الفت او از وجوده فراوان دست داده ،

روایت کرده اند کہ ابان رضی اللہ عنہ از مکہ معظمہ بہ مدینہ منورہ شتافت و شرف ملازمت

سید البطحی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریافت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود یا ابان  
کیف ترکت مکہ قال ترکت الاذخر قد اعدق والتمام قد خاص قد زفت عینا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اسے ابان چگونه گذاشتی مکہ را ہ گفت گذاشتم در حالیکہ شش ماخ  
دیگر بر آورده و تمام را در حالیکہ کمال نشو و نما رسیدہ - پس روان شد آسبہ چشم رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم -

و عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت می کند قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
ملکۃ ما اطیبک من بلدۃ و احبک الی لولان قومک اخرجونی ما سکت غیرک خطاب کرد حضرت صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ را و فرمود چہ خوبی اسے شہر و دوست تری سوی من اگر قوم تو بر منی آوردند مرا  
ساکن نمی شدیم غیر ترا -

و بخاری روایت میکند قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللهم حببنا لیلنا المدینۃ کحبنا مکہ و اشد حبنا  
عند او نداد دست گردان سوی ما مدینہ را مثل دوستی ما مکہ را یا زیادہ ازان -

و بلال رضی اللہ عنہ چون از مکہ هجرت کرده بہ مدینہ رسید ، تب مخرق عارض گردید ،

در ان حالت ہر گاہ دماغ ہیوشی میرساند این دو بیت با از بلند می خواند

بواد و حولی اذ خر و جلیل

الالیة شعری هل بتین لیلۃ

وهل يرون يوماً مياه عجنة

وهل يبدون لي مشامة وطفيل

جلیل بفتح جیم گیاست خوشبهراد تمام و عجنة بفتح جیم و جیم دشت بدرون بر وضعی از بطی او  
شامه و طفیل دو کوهی است بهر که ولایت شعری عبارتی است مستعمل و مقام تمنی العینی آیتنوم  
گزارانیه شبی در وادی که در گورین باشد از خر و جلیل و آیا وارد می شویم روزی آبهای عجنة را  
و آیا نمایان خواهد شد مرا شامه و طفیل حاصل بهر دو بیت اشتیاق مکه مقدسه و یاد  
اماکن و نباتات آنجاست و از اینجا برخی از مالوفات انسانی بهویدامی شود.

بنام اعلیٰ ندامن آواره دشت گننامی آزاد بلگرامی را احب الوطن سلسله  
جنبان شد که تذکره در ذکر صاحب کمالان بلگرام صانه الله عن طوارق لایام بهر از هم،  
دپر تومی که از چراغان این انجمن در آئینه علم فقیری تجلی نموده، مساحت افروز قرطاس سازم -  
شاید که تذکره وطن صمانی رفته رفته به تذکره وطن روحانی کشد و این کس را از تنگنای مسکن و  
به وسعت کده لا مسکن برود لقد کان فی قصصهم عبدة لاولی الالباب ما کان حدیثاً یفتقر لکذا الحکر والمنته  
که بعد از سعی بلیغ و جهد وافر برین آینه نار به افسون قلم نسجیر کردم، و تصویری که وحشیانه پیرامن خاطر  
می گردید، به گردید، به کلام تصویر و تحریر در آوردم، و بر اے دریافت از منته قدما، تدبیر عجیب  
بخاطر فراسید ما و جاده مستقیمیه به دلالت بر اے صائب طے گردید یعنی با اهل و موالی شهر  
بر خوردم، و سجلات شرعییه که از اسلاف و امانده، حاصل کردم، و تخط بعضی از مشایخ و علما جلوه  
نمود، و از منته این طایفه از روه تواریخ سجلات چهره کشود - چنانچه در طی کتاب جابجا به اشعار  
آن برداشته ام، و عهدنامه بهر که ام را به نسر از عان عزین ساخته، و پیش از من احدی استین

سعی باین درجه نه شکسته، و کمر خردست بزرگان سلف و خلف به این جد و جهد نه بسته،  
 خونها خوردم تا گل به حقیقتی در دامنِ ورق ریختم، زار باد رفته گداختم تا هیکل تفصیلی در گلوئی تسلیم  
 آردیختم - جرمن از یاران کبیت که این قدر بهمت در احیاء اسم و رسم وطن صرف کرده، و این همه  
 اشجار و یرسالی و نورس را یک بخت به آب بقا پرورده امیدوارم که حسن قبول بزرگان نیازمند  
 را به خطاب «کان سعیکم مشکوسا»، نوازد، و حق شناسی عزیزان خادم با اخلاص را به نوید  
 هل جزاء الاحسان الا الاحسان مسرور سازد -

تضار او قتی که مصور اندیشه تصویر این کتاب، نقش می نسبت - و صیاد و تامل در کسین  
 غزالان مطالب می نشت، سفر جرمن محترمین شرفها الله تعالی اتفاق افتاد - دوست سرگرم  
 کار را از سرعت قدم حالتی تعطل روداد - قائم دازل عمر، مشانه مشت خاک مرابه اماکن قدسیه  
 رسانید - و بعد افاضیه این دولت سرمدی به گلگشت ممالک دکن مامور گردانید - ویرن ایام  
 مسوده را از وطن طلبیدم، و در میزان تعدیل به قدر توانائی بسنجیدم، و اشخاصی که بذکر اینها باید  
 پرداخت، و در ایات مآثر ایشان توان افراخت، پنج طائفه اند - مشایخ و فضلا و شعراء عربی  
 و شعراء فارسی و شعراء هندی - این صحیفه مخصوص مشایخ و فضلا هست - و مرآت عکوس این  
 هر دو طائفه والا - و برای شعراء السنه ثلاثه رنگ سواد علی ره ریختم، و از بعض وجوه فصلین را  
 با فصول شعرا نیا میختم، و نام این نسخه مآثر الکرام تاریخ بلگرام است - و مطالب این  
 کتاب مستطاب، و در دو فصل تمام فصل اول در ذکر فقر اقدس الله اسماء و هم فصل ثانی  
 در ذکر فضلا نور الله مضاجعهم، توقع از ساقیان باده الطاف، و سرخوشان نشاء انصاف، آنکه



اگر کسی بسیار این میگرداند که کشند - خاکسار را به جرعه دعا که یاد آرند

وللا مرض من کاس الکرام نصیب

و اگر لغزشی بنظر آید به مقتضای نشانه بشریت دانسته سعادت دارند

والعذر عند کرام الناس مقبول

## فصل اول

### در ذکر فقه اقدس الله اسمهم

بر طبع کواکب شعاع هویدا است که وجود اولیاء است در هر اقلیم بر وفق فتح بلاد و جلوه

افروزی شعاع اسلام است - و فتح هندوستان در عهد ولید بن عبد الملک از دست محمد قاسم

ثقفی صورت بست - و از او اسطه ۹۲ - اثنین و تسعین هجری بنا آغاز ۹۵ - خمس و تسعین

هجری ریایات محمدی از حد و ولایت سنده تا اقصای قنوج فراموش نمود - و سرکشان ملک را

مطیع و منقاد ساخت - از ان عهد تا عهد مایه خامسه گماشتگان خلفاء مروانیه و عباسیه از

محیط سنده و دویب پور به حکومت می پرداختند و محالک مشرقی را بدستور رایان بهند

قابلض بودند چون سلطان محمود غازی انار اللہ برهانه بر تخت غنیم بر آمد در او اخزایه رالعه جهاد

بهند پیش نهاد بهمت ساخت - بارها با فوج ظفر موج در آمده آتش کارزار بر افروخت - و رایان بلند

اقتدار را مغلوب و منکوب ساخت و غنایمی که در وسعت آباد خیال نه گنجد بدست آورد -

و ملک سنده را در سالکه سبته عشر و اربعه مائه از دست حکام انقادرب اللہ بن المقنن رباللہ عبا

انتزاع نمود. اما سلطان محمود در کشور هند قدم اقامت نیفتند و اولاد او تالا هور دست تصرف  
 داشتند تا آنکه نوبت واراس غزنین به سلاطین غوری رسید و سلطان معز الدین سام شهور  
 به سلطان شهاب الدین غوری همت به نینج هند گماشت و بر سر لاهور آمده خسر و ملک را که  
 آخر ملک غزنویست در ۵۸۲ هجری اشین و ثمانین و چهل و پنج ساله بدست آورد و اکثر ممالک هند را  
 بضر بشمیر ضبط کرد و در ۵۸۹ هجری تسع و ثمانین و چهل و پنج ساله دلی را دارالملک ساخت از آن  
 تاریخ تا زمان حال ممالک هند در قبضه فرمانروایان ملت اسلام است و رایان هند مطیع  
 و با جگزار می باشند و پیدا است که از ابتدا طلوغ آفتاب جهات تاب اسلام دین آفاق  
 بیچ عصر خالی از وجود اولیاء است و اصفیاء ملت نباشد احوالی این طائفه از مساوی  
 مایه سابعه مضبوط است. و آثار اکابر ما تقدم بوجه شتی در نقاب خفا مانده و حکم علی اتی علی الامت  
 حین من الله لکن شیئا کم لا یعلم الا الله و بعضی در لباس قال بر سبیل ندرت یافت میشود مثل  
 ابو حفص بیچ بن صبیح السعدی البصری که از اتباع تابعین و ثقات محشین است صدوق  
 بود و عابد و مجاهد و اول کسی که در اسلام به تصنیف پرداخت شنید. حدیث را از حسن بصری  
 و عطاء روایت کرده اند از وسفیان ثوری و در کعبه و ابن مهدی صاحب مغنی گوید مات بادهض  
 السنه سنة ستین و مائة و صاحب کشف المحجوب علی بن عثمان الجویری المتوفی  
 فی خمس و ستین و اربع مائة و ۴۵ هجری فخر الدین از بخانی پیر ارشاد شیخ سعد الدین حموی که هر دو  
 بزرگوار در لاهور آسوده اند و شاه یوسف کر ویزی که در سنه ۵۵۵ هجری و چهل و پنج ساله از کر ویز کابل  
 به ملتان آمده طرح اقامت ریخت و غیر هم و اول کسی از اولیاء الله که در تعلیم هند سلسله ولایت

برپا کرد و انوار شریعت و طریقت نشر ساخت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری است قدس سره  
 و لاشک بزرگان چشت عنبر مرشد را حقی است قدیم بر رقبه ولایت هند چه سلطان محمود  
 خازی غزنوی دست توسل به دانا حضرات چشتی زد و به استمداد بمقدس سید مکر به غزاد  
هند برست و در غزاد سومنات خواجہ محمد چشتی قدس سره بذات مبارک خود با سلطان  
 متوجه هند گردید و این سمرزین را به قدوم سمینت از م شرف اندوز جاوید ساخت شرح  
 این واقعه آنکه چون سلطان محمود عازم غزاد سومنات شد خواجہ را در واقعه نمودند که به  
 اعانت سلطان سفر مند اختیار باید کرد - خواجہ در سن هفتاد سالگی با درویشی چند قدم  
 در راه جهاد گذاشت و در میدان حرب به نفس نفیس مباشرتال کفره فخره شد - در بیشه  
صعبی پناذ گرفته جنگ انداختند و آثار غلبه ظهور رسانیدند و قریب بود که چشم زخمی بشکر  
اسلام رسد حضرت خواجہ را میدی بود در چشت کا کو نام آسیا بان خواجہ آواز داد  
 دو کا کو در یاب " فی الحال کا کو را دیدند که اضطراب می کرد و قتال می نمود - تا نسیم فتح بر  
 پرچم ایات دین متین و زید و شکست بر کرده باطل پژوه افتاد - همان روز کا کو را در چشت  
 مشاهده کردند که لکله آسیا را برداشته به در و دیوار می زد چون از کا کو استفسار کردند همین  
 کیفیت را باز نمود -

و ظفر یافتن سلطان شهاب الدین غوری بر پتورا والی دہلی سین انفاس خواجہ معین الدین  
چشتی قدس سره صورت گرفت تفصیل این اجمال آنکه چون حضرت خواجہ از جانب غزنین  
 به اجمیر تشریف از زانی فرمود و درین مقام بار اقامت کشاد وقتی مسلمانی را از طرف پتورا

اذیتی رسید خواجه پیغام شفاعت کرد - پتورای ناسعا و تمند توفیق قبول نیافت و گفت  
 این مرد و اینجا آمده است و سخنها از غیب می گوید - خواجه بر آشفست و بر زبان مبارک آورد  
 دو پتورا را زنده گرفتیم و دادیم ، همدران ایام سلطان شهاب الدین غوری از غزنین در رسید  
 پتورا به غور و فور در مقابل صف آرائی کرد و طعن و ضرب شدید در میان آمد سلطان نظر  
 یافت و پتورا را زنده گرفته به قتل رسانید - ازان وقت اساس اسلام درین دیار استحکام  
 گرفت و بنیاد کفر و زبرد روز و به انهدام آورد و لهذا حضرت خواجه اقدس سمره مجد و مایه سابعه  
 گویند -

و اول کسی از اکابر طریقت که به تقدم گرامی بلگرام را شایسته اکرام ساخت خواجه عباد الدین  
 وید محمد صفری هر دو مرید خواجه قطب الدین دهلوی و جناب خواجه معین الدین چشتی اجمیری  
 قدس الله اسرارهم -

الحال عنان سخن می گردانم و زلف مقصود بر عارض درق می افشانم علامه مرحوم میر عبدلیس  
 بلگرامی قدس سمره السامی در شنوی امواج الخیال و مدح فقرا دار اسلام بلگرام می طرازد

رنگینی بزم و صفت اولی  
 از باده تخی غیر شراب  
 حیات بر بنگاه کرده هم سنگ  
 مد هوش شراب حق پرستی  
 الرحمن استوی علی العرش

از فرقه طالسبان مولی  
 وحدت ننگمان کثرت آثار  
 اطوار وجود دیده بیک رنگ  
 مینا شکنان بزم هستی  
 دل کرده ز بهر بار خود فرس

طے ساختہ دادی شریعت	حبا کردہ بہ منزل حقیقت
دا کردہ نظر بہ حسن جاوید	از دیدہ سرمہ ساسے توحید
سرگرم طواف کعبہ دل	قربانی نفس کردہ بسمل
تایافت گنج گنت کنترا	داد دل و دین ز کوفۃ از کی

## (۱) خواجہ عماد الدین بلگرامی قدس سرہ

از مریدان خواجہ قطب الدین نجف تیار کاکی اوشی قدس سرہ و از قدماء اولیاء بلگرام و صاحب ولایت این مقام است امام عالی شان صاحب مقامات علیہ و حالات سنیہ مدارۃ العمرہ قبضاء نشاء تنزیہ دامن از جلوہ ظہور چید و خود را در نقاب اولیائی تحت قبائی لایعرفہم غیر می پنهان ساخت۔ سید شریف بن سید عمر حسینی الواسطی البلگرامی در کتاب حراة المبتدین می نویسد کہ:-

«خواجہ عماد الدین بلگرامی قطب وقت و صاحب ولایت بود۔ بیچ کس رامید و خلیفہ نہ گرفت

و خود را پنهان می داشت و از متقدمین است۔ چون مابین بلگرام و قنوج دریاے گنگ

است بہ لباس طالب علمی از بلگرام بہ قنوج وقت سحر کہ کسے خبر دار نہ شود بر روی آب می رفت

و سبق می خواند و شام می آمد و بیچ کدام اذان اطلاعی نہ داشت۔ در وقت جان دادن

وصیست فرمود در فلان بنندی کہ جائے دیوان و پریان است مار مدفون سازند

تا آسیب دیوان و پریان از شهر بلگرام بر طرف شود، انتہی۔

داورا با خضر علیہ السلام ملاقات دست داد و در آخر ایام زندگانی بخارق عادی از دست

وسرش فاشس گردید و سلطان شمس الدین التمش بر حقیقت اطلاع یافت و در مقام  
 اعتقاد و انقیاد درآمد - و بعد از آن خواجه به کتیر فرصت دو م شوال ۶۳۲ هـ اثنین و ثلثین و  
 ستائمه از عالم جهانی به عالم روحانی پیوست - مزار فائض الانوار زیارت گاه صغار و کبار است  
 مخفی مانند که طول المیلد بلگرام یکصد و شانزده درجه و پانزده دقیقه است و عرض البلد  
 بیست و شش درجه و پنجاه و پنج دقیقه سمت القبله پنجاه و پنج دقیقه از مغرب بجانب  
 شمال مسافت میان مکه و بلده سی و پنج درجه و پنجاه و سه دقیقه و مسافت میان مکه و بلده <sup>عتبا</sup>  
 فرائخ هفتصد و هشتاد و نه فرسخ - میر سید محمد متخلص به شاعر خلف الصدق علامه مرحوم  
 میر عبد الجلیل گوید

بر زمره ناز دارد سبزه زار بلگرام  
 خوش دماغان از نیم مشک بار بلگرام  
 چشم بینائی که می گردد دو چار بلگرام  
 از سواد اعظم دولت مدار بلگرام  
 بر سر از عرش ناز و شهسوار بلگرام  
 حلقه باب حریم او حصار بلگرام  
 سر نه چشم ملک باشد غبار بلگرام  
 بارگاه اقدس او افتخار بلگرام  
 میکند شاعر بجا و صف دیار بلگرام

سیر باید کرد یاران نوبهار بلگرام  
 هر نفس عطر گلستان بزمی کنند  
 عطف از فردوس می سازد عنان دیده را  
 اهل معنی کسب انوار سعادت می کنند  
 شش جهت تنگ است بر جولان چشمش  
 خواجه کامل عماد الدین قطب الاولیا  
 از رود مویک ابن خسرو عالیجناب  
 آستان اشرف او بوسه گاه آسمان  
 یاد دهند وستان کجا از خاطر طوطی رود

درین مقام اختتام به این شعر آید ابراهیم غزوی شاعر مشهور عرب مناسباً فتاوی

صوب الغمام ملث القطر منهم

سقى نراك عماد الدين كل ضحى

## (۲) سید محمد صفری بلگرامی قدس سره

جداعلای مجموع سادات حسینی واسطی بلگرام است نسبش برین پنج - سید محمد صفری

بن سید علی بن سید حسین بن سید ابو الفرج ثانی بن سید ابو الفراس بن سید ابو الفرج واسطی قدس

سره بن سید داؤد بن سید حسین بن سید یحیی بن سید زید بن سید علی بن سید حسن بن سید علی العرقی

بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن عیسی امومک الاشبال بن زید شهید بن الامام زین العابدین

بن الامام حسین الشہید السبط بن الامام الهمام اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب زوج فاطمة الزهراء

بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -

سید محمد صفری مرید خواجه قطب الدین بختیار کاکلی اوشی قدس سره و مرج البحرین فضائل

صوری و معنوی و دراعلای کلمه دین و احیاء سنت امانت بدعت قدیمی راسخ داشت و باسلطان

شمس الدین ایلتمش بسری برد - و حال باکمال خود را در لباس نوگری از نظر خلق ستواری می داشت

و به امر الهی در سن ۶۱۳ هجری در ۱۲ شعبان با فوجی از غازیان اسلام بر بلگرام آمد و باراجه آسجبا

سری نام که کافر متعصب بود و به وفور خزان و کثرت اعوان و سپاه بیفینه غور در سرداشت

معرکه قتال آراسته را حیران با اقارب و اعیان سپاه به قتل رسانید و آن عرصه را با آب شمشیر

از لوث مشرکان شست و ششوداده نزهتگردد شعرا اسلام ساخت - تاریخین فتح از نفل "خدا داد"

یافته اند - و بعد از فتح خود با شیوخ فرشتوری و ترکمانان در آن مقام طرح اقامت ریخت - و فرمان  
 عشر از سلطان شمس الدین حاصل کرد - و ازان عهد تا زمان سلطان ابراهیم بن سلطان  
 سکندر لودی محصول ده یکے در پر گنه بلگرام معمول بود - و از عهد بابر بادشاه سررشته قدیم  
 برهم خورد و فرمان محمود شاه بن محمد شاه بن سلطان فیروز فرما نرداے دہلی بابت عشر بلگرام  
 راقم الحروف بچشم خود مشاهده کرد - این عبارت ازان فرمان است کہ :-

«و چنانچہ در عهد سلاطین ماضیہ عشر عین عسلہ دادہ اند ہم بران جملہ برہند» و در آخر

فرمان تاریخ تحریر چنین درج است :-

« فی السابع والعشرين من ربيع الاخر سنة خمس وثمانمائه »

لقب سید محمد صفری در اصل صاحب الدعویۃ الصفری است در کثرت استعمال جزو آخر  
 بر السنہ باقی ماند از قبیل شیخ نجم الدین کبری در فتوحات الانس می آرد کہ «و سے را کبری ازان  
 لقب کردند کہ در اوائل جوانی بہ تحصیل مشغول بود باہر کہ مناظرہ کردی غالب آمدی فلقبوہ  
 بهذا لسبب الطامة الکبری ثم غلب علیہ ذلک اللقب فحذفوا بطامة فلقبوہ بالکبری»  
 و او در ۶۲۰ - ۶۲۱ سید و عثمانہ بحکم سلطان شمس الدین قلعہ حاکم نشین بلگرام بر تہ  
 بلندی کہ در وسط شہر واقع شدہ بنا نمود - و بعد از مرور و بہر عمارت تلچر بہ شگفت آورد  
 و سنگ کتابہ آن کہ بنام سلطان شمس الدین است از اینجا نقل کردہ در دیوانہ سجدہ شہور  
 سید میان واقع محلہ سید وارہ تعبیر کردہ اند - عبارت کتابہ این است :-

«حامی البلاوراعی العباد ذی الامان لابل الایمان وارث ملک سلیمان صاحب



انخاتم فی ملل العالم ظل اللہ فی الخافقین ابوالمظفر ایلتمش السلطان ناصر

ایمہ المؤمنین ادام اللہ تکلیفہ فی مشہور ۶۲۴ھ سبع و عشرين و ستماہ ۱۱

سید محمد صفری بعد از آن کہ بلگرام را فتح کرد و درین محل قدم اقامت افشروسی و یکسال  
ایام زندگانی بسر آورد۔ و در تاریخ چهارم شعبان المعظم ۶۲۵ھ خمس و اربعین و ستماہ بعالم قدس  
خرامید۔ مرقدش در بلگرام جانب شمالی شهر در باغیکہ الحال تعلق بہ اولاد سید مبارک کلان  
دستار دارد از قدیم بر آن قبر لوجی بود از سنگ کہ بر آن آیتہ الکرسی و تاریخ وفات آن جناب  
نقش کرده بودند بنا بر تقادم ایام سنگ ریخته شد۔ و در اوائل ۱۱۵۰ھ احدی و خمسین و ماہ  
والف سید محسن بن سید محمد سعید بہ تجدید مزار فاضل الانوار توفیق یافت۔ و قبر مطہر را با چوب تره  
از خشت و گچ درست ساخت۔ و این سید محمد محسن پسر زاده سید خیر اللہ است کہ ذکرش  
در فضل فضلامی آید۔ و دختر زاده سید احمد بن سید بدہ کہ درین فصل در ضمن ترجمہ سید مرئی قدس  
سرہ مذکور می گردد۔ سید محمد محسن از رفقاء با اعتبار لوزاب برہان الملک سعادت خان نیشاپوری  
ناظم صوبہ اودہ بود۔ و در ۱۱۵۰ھ احدی و خمسین و ماہیہ والف چون نادر شاہ از ایران بہ دیار ہند  
رسید و با پادشاہ این ولایت محاربه در میان آمد مشارالہیہ در معرکہ قتال مردانہ شربت شہادت  
چشمید۔

### در حافظہ محمود قرآن خوان بلگرامی قدس سرہ

از بزرگان قدیم و فاضلہ سالاران صراط المستقیم بوده و در سواد شمالی در زمین موضع قتلغ پور آسودہ

است شیخ عبد الصمد خواہر زادہ شیخ فیضی و شیخ ابوالفضل در کتاب اخبار الاحصیاء می نویسند

و حافظ محمود قرآن خوان ممتاز وقت و سر آمد عصر بود - گویند از آن روز که او به روحانیان  
پیوسته هر شب جمعه نکته نبوشان خدا شناس از مرقد منور باد آواز قرآن خواندن می شنوند  
و من به زبان آن حق گویند که خود به گوش هوش شنوده اند نوشته ام آرام گاه بلگرام، اتنی

## (۴) پیر عبد اللہ بلگرامی قدس سرہ

از بزرگان ماتقدم و مقبلسان انوار قدم است مرقد منورش در سواد جنوبی شهر طرف میدان  
بیل واقع شده ہر سال نیم ماہ محرم آخر روز مردم در شہر بہ زیارت اشرف می روند و فیوض و  
برکات از خاک پاک بر می گیرند - احوال مقدس در کتابی بنظر این محقق نرسیده ناگزیر بنام نامی  
اکتفا رفتہ - و مصنفین سلف ہم از بزرگی کہ احوال نیافتہ اند نام فقط اثبات نموده اند - عارف  
جامی قدس سرہ السامی در نفحات الانس احوال خواجہ عارف دیو کروی و خواجہ محمود الخیر قفوی  
کہ از اکابر سلسلہ علیہ نقشبندیہ اند اصلاً ذکر نہ کردہ و بر اسمین شریفین اکتفا نموده **ع**

مر از زلف او موئی نپند است	فضولی می کنم بوی نپند است
----------------------------	---------------------------

## (۵) غازی کمال بلگرامی قدس سرہ

از جملہ اصحاب حال دار باب کمال بوده است اصلش از قصبہ بانگر مو من توابع کلہنوی  
کہ از بلگرام بر مسافت نہ کردہ است - صاحب مرآة المبتدین می نویسد کہ :-  
« غازی کمال بانگر موے بس صالح و بہ اخلاق ظاہری و باطنی آراستہ بہ جهت طلب علم فرزندان

» رادر بانگرموگداشته خود در بلگرام آمد۔ روزے کافران بر مردم مسلمانان بلگرام حملہ کردند  
 و جمیع مسلمانان بر اسے جنگ برآمدند غازی کمال نیز در ان بود شمشیری از دست کافر  
 برگردنش رسید کہ سرش از تن جدا گشت۔ بیک دست نیزه و بدست دیگر سیر خود را  
 گرفته متوجه شهر گردید۔ ضغفای کہ بہ جهت تماشائے جنگ برآمدہ بودند یکے از ان  
 میان گفت » اینک این مرد سر را در دست گرفته می آید « در ہما نجا نیزہ را بر زمین محکم کرد  
 و خود از اسپ فرود آمد و جان بہ جان داد۔ و از جوش درختے عظیم بہ وجود آمد۔ و  
 مزارش ہما نجا شد کہ بر پشت عید گاہ واقع است یزاد ویت پورٹ بہ،

## ۶) قاضی عبد المتجب بلگرامی قدس سرہ

از قبیلہ شیوخ فرشوری است کہ از نجباء بلگرام و اعیان این مقام اند نسب ایشان بتیم  
 بن محمد بن صدیق اکبر رضی اللہ عنہم منتهی می شود۔ سید محمد صفری جد سادات واسطی و جد اعلیٰ  
 شیوخ فرشوری بہ اتفاق از جانب خراسان بہ دیار ہند آمدند و بعد از ان کہ بلگرام مفتوح  
 گشت درین محل توطن اختیار کردند۔ مناصب شرعیہ بلگرام مثل قضا و افتاء و عدالت  
 و تولیت از قدیم الایام بہ شیوخ فرشوری تعلق دارد۔ وزینداری تعلق بہ سادات صاحب  
 مرآة المبتدین می آرد۔

» قاضی عبد المتجب مقتداہی وقت بودہ و حاکم شرع شہر خود روزی درس می گفت شیخ تاسم  
 در مدرسہ آردہ بہشت و بہ جانبش گرم گرم نگاه کرد و فرمود سبحان اللہ چراغ روشن و فتیاء دار

” کسے نیت کہ حرکت دہن تاروشنی زیادہ شود این سخن کہ بگوش اور سید کتابا سے خود را

در چاه انداخت - و مسند قضا را ترک داد و عقب شیخ قاسم افتاد - و بہ درجہ کمال رسید انتہی

مرقد قاضی عبد المنتجب بالا سے تل جاے معروف است - حرمی مسجدی دارد بر پشت

مسجد جامع و قبور دیگر ہم از اقربا و فرزندان قاضی عبد المنتجب در ان حرم واقع شدہ -

مخفی نماند کہ چون قاضی عبد المنتجب علیہ الرحمۃ مسند قضا را ترک داد قاضی یوسف عثمانی

بہ امر قضا برداخت و ازان وقت این منصب در شیوخ عثمانیہ انتقال کرد - قبر قاضی یوسف

متصل در گاہ پیر عبد اللہ است -

اما شیخ قاسم پیر قاضی عبد المنتجب قدس اللہ سرہا از اولیاء وقت

بود صاحب مرآة المبتدین گوید :-

” شیخ قاسم قدس سرہ مردی بزرگ بود و از عشق چاشنی تمام داشت “ ملفوظات او بسیار

نازک و بلند واقع شدہ کہ سالک را البتہ مطالعہ آن می باید و عمل بر آن باید کرد - و حجرہ اش

در قصبہ بابل است - کہ از بلگرام ہمسافت دہ کردہ واقع شدہ و مزارش در قنوج -

روزی شیخ قاسم در حجرہ خود نشستہ بود کہ بادوی کلان طابقت خادم را فرمود برو و نماز

بایرسان و بگو حصہ ما دادہ بروید - چون گرد باد بیشتر رفت دو طرف رنگین سر بستہ ازان

غبار پدید آمد - پیش شیخ آورد شیخ بکشا و طعامی شیرین نفیس برآمد - با ہمہ یاران بخورد و

بعد از چند روزے گرد بادے آن طرف گشت همان خادم بے اذن مخدوم رفتہ گفت

حصہ ما را بدہید - ازان گرد باد مجروح و خراب برآمد - چون بہ شیخ رسید فرمود اے بے عقل

آن روز از طوطی پسر می رفتند امروز از جنگ بهر بیت خورده می رفتند، انتهی کلام  
 مرآة المبتدین -

## (۶) شیخ عبد الرحیم بلگرامی قدس سره

نبیره قاضی عبد المنتجب است و از خلفا شیخ صفی الدین سانی پوری و شیخ

الهدیه خیر آبادی قدس الله امرارهم - صاحب مرآة المبتدین نقل می کند که :-

دو بعد از انتقال قاضی عبد المنتجب فرزندانش همه مرید و خلیفه شیخ سعد و شیخ صفی

شدند - چون وقت شیخ عبد الرحیم در رسید - شیخ صفی فرمود خلافتی در مانده است

بشیخ عبد الرحیم بدسیم - او عرض کرد که مادر من زنده است از اجازت بیارم، و قتیکه

تر و مادر رسید مادر او را زجر کرد که چنین دو لسته رود داده بود قدر آن ندانستی - زود برو شا

دریابی - تا آن وقت پیر عالم رفته بود - وقت جان دادن زیر لب فرمود، اگر عبد الرحیم

بیاید بگوئید که نصیب تو نزد شیخ الهدیه است - بدین سبب شیخ عبد الرحیم نزد شیخ الهدیه

رفت و آنجا تربیت یافت پس بزرگ مقتدا و وقت بوده - بعد از و پسرش شیخ

سعد الله و برادر زاده اش شیخ بهیمن هم مقتدا و وقت شدند،

محرر رساله دستخط شیخ سعد الله بر یکی از قبالات شمرعیه مشاهده کرد تاریخ تحریر قباله

خمس و عشرين و الف -



## (۸) سید اجل بلگرامی قدس سره

از سادات قبیلہ پنج بہیہ ساکن محلہ میدان پورہ است نسبش بہ سید محمد صفری می

رسد۔ برین پنج سید اجل بن سید حسین بن سید فضل اللہ بن سید علاء الدین بن سید ابراہیم  
بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صفری قدس سره۔

سید اجل اجل زمان واکمل دوران بود۔ عالم عامل و درویش کامل بزرگی و کمالات  
او متفق علیہ است و برافواہ و السنہ متواتر۔ بعد از تکمیل فنون علم زیارت حرمین شریفین  
زادہما اللہ تعظیماً و تکریمات شافت۔ و ہفت توبت مناسک حج بجا آورد و در مدینتہ الرسول  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقامت گزید۔ و تزوج و تاہل اختیار کرد و اولادی بہر سانیدہ  
و الحال نسل او ہم در مدینہ منورہ موجودہ است و ہم در بلگرام۔ زمانہ او ۷۵۰ ۷۶۰ ۷۷۰ ۷۸۰ ۷۹۰ ۸۰۰  
و تسعمائہ از بعضی سجلات قدیمہ معلوم می شود رحمتہ اللہ علیہ۔

## (۹) سید محمود اکبر سره

از اکابر سادات بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ و از احفاد سید محمد صفری است نسبش

برین طریق سید محمود اکبر بن سید خدا داد عرف سید داد بن شاہ لطف اللہ بن سید سالار بن  
سید حسین بن سید نصیر بن سید حسین بن سید عمر بن سید محمد صفری قدس سره۔

سید محمود مقتدر اے اعیان عصر بود و در علم و عمل و تصفیہ ظاہر و باطن عدیل و نظیر داشت  
در ربیعان شباب بہ قصد طلب علم از وطن ماوراء رحلت اختیار کرد و در حلقہ درس بعضی

علماء دار الخلافه دہلی اکتساب علوم نمود۔ و بعد از تکمیل تحصیل عازم حجاز فیض طراز شد  
و بہ اداے مناسک حج و عمرہ و زیارت مدینہ سکینہ علی قاطنہا الصلوٰۃ و التحیۃ زخیرۃ  
سعادت اندوخت۔ بعد چندی عنان مراجعت ہند معطوف داشت و از راہ احمد آباد

بہ ہند و رسید و شرف خدمت شیخ بہاؤ الدین بن ابراہیم القاری الشطاری دریافت و مرید  
گردید۔ مجموعہ روز در خدمت شیخ اقامت داشت بہ حضرت شیخ درین سہ روز وارد خلوت  
نشاندہ روز بیوم فرمود کار تمام شد و بہ خرقہ خلافت و اجازت ممتاز ساختہ بجانب  
وطن اصلی مرخص نمود۔

حضرت سید بہ بلگرام تشریف آورده بہ درس علم و نشر افادہ اشتغال داشت۔ و بہ تکلیف  
بعضی امراء معتقدین چندی در قنوج و اطراف آن اقامت ورزید آخر بہ بلگرام عود نمودہ از نو  
کلی اختیار کرد۔ و ابواب اختلاط خلق مسدود ساخت۔ و عمری در ازیافت۔ و در بعضی  
سجلاہ قدیمہ گواہی بخط شریف مشاہدہ افتاد۔ تاریخ تحریر سہیل ۹۲۵ ۵۲۵ و تیسرین و تیسرہ  
و الحال آن کاغذ بخانہ قاضی محمد کافی بن قاضی عبدالرسول فرشتوری موجود است۔

حضرت سید شب چار شنبہ پنجم رجب المرجب ۹۳۳ ۹۳۳ ۹۳۳ و تیسرین و تیسرہ  
حق را بیک اجابت گفت۔ و در ہمین سال منہم رجب بہ تفاوت دو روز از احوال آن  
جناب بایر بادشاہ بر سلطان ابراہیم لودی ظفر یافت و سلطنت ہندوستان را متصرف گردید  
آوردہ اند کہ حاکم شہر در موسم انبہ مردم خود را در باغ حضرت سید فرستاد۔ باغبان  
ہر چند عجز و الحاح کرد کہ این باغ از فلان سید است حکام سابق در انجا سر رشتہ رعایت و

ادب نگار داشته اند - مردم حاکم به خاطر نیاورده تصدیه شوخی و دست اندازی کردند - حکم قادر  
 مطلق سنگ بارانی از آسمان پیدا شد و مضمون ترمیم بچاره من سجیل بتازگی  
 عتبر افزاگر دید - تعدی پیشگان دست و پاگم کرده کصف ما کول باکمال خستگی  
 راه گریز پیش گرفتند و نزد حاکم رفته سرگزشت خود را نمودند حاکم از ظهور این کرامت شمره  
 اعتقاد به دامن دل بر چید و شرف حضور دریافتند عذر خواهیها بتقدیم رسانید - و چون  
 این خارق سرزد دعا کرد الهی زندگانی دنیا سیر آمده ام مر از و از غوغای خلق یکسو کن -  
 حق سبحانه اجابت کرد و عنقریب از حشتگاه امکان جلوت کده قدس انس بخشید قبر حضرت  
 سید و ربهان باغ است که جانب گوشه مشرق و شمال محله سید و راه واقع شده - بخط  
 شریف او در وصیت بعنه فرزندان نوشته یافتیم :-

ختم  
 اسے فرزند لازم است بر تو آباد کردن دلها و در سا  
 عنما پس بتحقیق الله تعالی نزد دل شکستگان  
 می باشد و عنایت خاص به حال اینها دارد - و لازم است  
 بر تو حفظ نسبت منوی یا محافظت ظاهر شریعت - و  
 عبادت کن پروردگار خود را به حیثی که گویا در حضرت  
 او تعالی حاضری و ادراک چشم سر می بینی - و نحوه  
 در دو جهان گرد ذات حق را تعالی شانه -

”یا ابنتی علیک بتعمیر القلوب و تنفیس الکروب  
 فان الله سبحانه عند المنکرة قلوبهم و علیک  
 بحفظ النسبة مع المحی افضة علی الکتاب  
 و السنة و اعبد ربک کانک تراة و  
 لا تقصد فی الاولی و الاخرة الا آیاه  
 حسبنا الله و نعم الوکیل نعم المولی  
 و نعم النصیر“

و آن جناب در علم اسماء و تکسیر بے نظیر بود و جانور را نمی آزد - و این مذہب ببدال است



چه ابدال حیوانات رانہ کشند تا بہ حدی کہ موزیات رانہ رنجانند۔ عارف جامی قدس سرہ  
 السامی در نفحات الانس می فرماید کہ «امیر چہ سفال فردشس کز دم از دکان برداشتی و بہ بارہ  
 بردی و آنجا بگذاشتی» و شیخ الاسلام گفت کہ «و پدر من بیچ جانور رانہ کشتی۔ این مذہب  
 ابدال است و ایشان از ابدال بودند۔»

مردی را وقت خوش گشت فرشتہ خود را دید۔ وے را گفت چہ پای کرد تا کہے شمارا  
 بہ بیند گفت بیچ جانور رانہ پیدا آزد۔ آن مرد بیچ جانور انمی آزد و فرشتہ را می دید۔ روز  
 مورچہ وے را بگزید چیرے زبر وے آزد مورچہ بیفتاد۔ پس ازان ہرگز فرشتہ رانہ دید،  
 انتہی کلام النفحات۔

و در ملفوظ خواجہ عثمان ہر وئی مسطور است کہ دو ہر کہ دو مادہ گاؤزنج کند یک خون  
 کردہ باشد و ہر کہ چہار مادہ گاؤزنج کند دو خون کردہ باشد۔ و ہر کہ دہ گو سفند فرج کند  
 یک خون کردہ باشد، انتہی۔ شیخ تفسیر الدین محمود قدس سرہ انکار کردہ است کہ این  
 ملفوظ خواجہ عثمان نیست۔ اما بر تقدیر تسلیم می توان گفت کہ این قول بر مذہب ابدال واقع شدہ  
 و در کتاب مشکوٰۃ شریف در باب الامارہ و انقضا از ابن عباس روایت میکند  
 کہ «ومن اتبع الصید غفل» و شیخ عبدالحق دہلوی در بیان این حدیث می فرماید۔

یعنی کیکہ ہمیشہ در پی صید رود و شکار کند از جہت لہو و طرب۔ غافل می گردد از اطاعت  
 و لزوم جماعات و از جہت التزام بادیہ و دور افتادن از مقام رقت و رافت و این تمبیہ است  
 کسی را کہ عادت کردہ بدان و منہمک است در ان بے نیت تحصیل قوت حلال۔ و الا

” بعضی صحابه صید کرده اند و بے شک و شبهه سباح و حلال است. ولیکن شاعری گفت ۵

هلاک صید که او نیز چون تو جانور است

به شرع گر چه حلال از مردت نیست

و گفته اند که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم به نفس نفیس خود صید کرده و کس را منع هم از آن نه کرده، انتهای کلام الشیخ -

و در حدیث آمده ” انقوا هذه المجازم فان لها ضراة كضراة الخمر ” مجز جاک

ذبح حیوانات را گویند مجاز جمع و ضراة بضاد معجمه معنی حادث حضرت صلی الله علیه و آله و سلم می فرماید که به پر همین بد ذبح حیوانات را پس بدرستی این را عادت است مثل عادت خمر که بعد از خوشدل ترک متعذر می شود. و مراد آن است که مشاهده ذبح حیوانات قساوت قلب می آرد. و رحمت را از دل می برد. کذافی نهایتاً ابن الاثیر -

و در ایستان تصنیف میرزا ذوالفقار استخلص به مویده مفسور است که :-

” شخصه را که از جانور آزون اجتناب داشت سوال کرده اند که سبب این معصیت ؟

جواب داد - خدا طلبان را اهل دل خوانند و دل را کعبه حقیقی گویند پس آنچه بر محرم کعبه

آب و گل حرام است بر محرم کعبه حقیقی بطریق اولی ردانیت ۵

در آن زمان که سرش را به تیغ تیز برید

شینه ام که به قصاب گو سفندی گفت

کیکه بیلوی جسمم خورد چه خواهد دید

سزای هر خس و خواریکه خورده ام این است

(۱۰) سپید پاره بلگرامی قدس

نسب ادب و دو واسطه با نسب سید محمود اکبر مذکور قدس سره متحد است برین پنج بند

بن سید کمال الدین بن سید قاسم بن سید حسین بن سید نصیرانی آخره -

سید بده قدس سره از اکابر دین و هدایه راه یقین است قدم در مقام عزالت افشرد

و بسیاری از ساکنان طریقت را به منزل مقصود رسانید پیش سید ما هر و جد میر عبد الواحد کبر  
است قدس سره و او در رکاب پدر بزرگوار به قصه باطی رفت - و سپرد دیگرش سید فتح محمد  
جد سید نظام الدین بدینا یک مشهور است و او در بلگرام ماند -

شیخ محمد تخلص به غوثی بن حسن المندوی المتوفی سنه ۱۰۲۷ سابع و عشرين و الف

رحمة اللہ تعالی مولف کتاب گلزار ابرار در ترجمه شیخ عبد الرحمن صوفی سرهندي نام سید بده  
ضمناً ذکر ساخته و اینجا کلام گلزار ابرار بعینه نقل می کنم :-

دو شیخ عبد الرحمن صوفی سرهندي از گروه ترین است - عاشق نش ، مبتلا سرشت ، سوخته دل ،

حسن پرست ، فراخ مشرب ، بهمد و جوی ، بلند همت ستوده خوی ، گوش نشین گذشتگی پرور ،

نیاز گذار آرزو دشمن ، قناعت دوست ، کشف خدیو بود - ارادت بخداست سید بده بلگرامی

داشت - چون از زاد بوم خود به دار السلطنه آگره در آمد به خانقاه مخدومی ضیاء اللہ پور غوث الودای

شیخ محمد غوث گویاری قدس اللہ سر از هم کلبه برگزید - و به چند فضل ضیاء صحبت گلشن

زندگانی به بار آگین ساخت - بناگاه فریفته عایشه نام زیبا و چهره رعنا ، نظری کردید شکفت

آنکه او نیز دل بردریش ، و درویشی به گرد داد - القصه به دستوری و خوشنودی هر دو سو رسم

عقد بجا آمد - فراوان سال بهر از بودند - سید احمد قادری که یکی از هم از ان اوست بیوسته برگزارد

که شیخ بدو مراقبه شب به صبح آوردی و از زمین الناس حب الشهو ات مستثنی بودی زیرا که

”هیچگاه نظر او برنگ آمیزی بساط روزگار از جانزفتی - و دل بر سیما سهنگامه دهر فریب  
 نخوردی بلکه به زبون ترین خویش و پوشش دداع گرسنگی و دلاسا سه برهنگی بکشاده  
 پیشانی فرمودی در سال نصد و نود و پنج آنجی پیکر خجاک سپرد به اصلی موطن بازگشت، منتی

## ۱۱) سید محمد طاهر بلگرامی

المعروف به سید طاهرا بن سید قطب الدین بن سید ماہر و بن سید بدرجه مسطور قد  
 اللہ اسرارہم سید عالی نسب و الاحب در کمال طہارت طینت و مقدس گوہر است  
 پاس شریعت بدرجه اتم داشت - بعد از کسب علوم رسمی بخدمت شیخ صفی الدین سانی  
 پوری مرید شد - و مدارج سلوک طے کرده به پایہ رفیع ولایت برآمد و در شہ ۹۹۰  
 و تسعمائہ رو بہ دار البقا آورده - و در ہجرت سال سید نوح بن سید محمود اکبر کہ ذکر شریفش گزشت  
 در گذشت - آید کہ میہ فلبث فیہم الف سنۃ الا خمسین عامین این سال است اگر چه  
 این تاریخ انتقال ہر دو بزرگوار میتوانند شد - امان چون در بارہ نوح علیہ السلام نازل گشته  
 بر اے سید نوح لطفے دیگر دارد - میر عبد الواحد در کتاب سنابل در سنبله اولی می آرد کہ -

” در عهد بابر بادشاہ چن مغل بلاقات پیر دستگیر مخدوم شیخ صفی قدس سرہ آورده بودند

سخن در صحت سیادت افتاد انہا منکر شدند کہ در ہندوستان ہیچ سیدی نیست  
 ہر چند مخدوم ایشان را معقول میساخت اصلا قبول نمی کردند گفتند و ولایت  
 ما ساداتی اند صحیح الاصل متقی - متدین زاہد - عابد - علامت سیادت ایشان است

دو که اگر موی ایشان را در آتش سوزان بپزند نسوزد - محمد دوم فرمودند در هند و سنان نیز این چنین  
 دو سادات هستند - آنها پنداشتند که شیخ سخن به گزاف میگوید گفتند یکے را حاضر باید کرد - حضرت  
 دو محمد دوم عم فقیر را که طاهر نام بود سید طاهر گفتندی طلبیدند - چون سراپاے وجود ایشان  
 دو مثل نام ایشان طاهر بود - یک حجم ایشان بریده در آتش سوزان تا ویری گذاشته ذره سوخته  
 دو نشد - چون از آتش کشیدند همچنان خشک بود و گرم هم نشد - منکران شرمند و پشیمان شده  
 دو گاهے پایے محمد دوم میگرفتند و گاهے در پایے عم من افتادند و معذرتها بسیار کردند رحمة الله عليه

### (۱۲) سید عبد الواحد

بن سید ابراهیم بن سید قطب الدین بن سید ماہر و بن سید شاہ بڈھہ مذکور قدس اللہ  
 اسرارہم قطب فلک ولایت و مرکز دائرہ ہدایت بود - صاحب آیات ظاہرہ و کرامات باہرہ  
 از اجداد ایشان سید ماہر و بعلیاقہ حکومت از بلگرام بہ قصبہ سرہ رفت و در آنجا حاصل قیامت  
 افگند و سرہ معسرت و چار موضع از پاؤ شاہ وقت در الغام او مقرر شدہ بعد زمانی  
 باز میندازان آنجا مخالفت روے داد و مقاتلہ در میان آمد - سید با بعضیے اولاد شریعت  
 شہادت پیشید - مرقد او در قصبہ سرہ است و ماہر و کبیرہ متصل سرہ مشہور و آثار قلعہ بنا کردہ  
 سید در آنجا باقی است و بقیہ اولاد با دیگر متعلقان از قصبہ سرہ در مکان گوڈ گھاٹ  
 آندہ سکونت گرفتند - و آنجا ہم پایے اقامت افشردن نتوانستند ناچار از آنجا برآمدہ  
 در قصبہ سانڈی کہ از بلگرام بر چپا کر دہ است بار اقامت کشادند یکے از احفاد سید ماہر و

به تحصیل علم پرداخت و بعد فراغ تحصیل سن منصب قضا و قصبه باری از بادشاه وقت  
 حاصل کرد. سید ماهر و سه پسر عقب گذاشت از آن جمله اولاد و پسر تقرب منصب قضا  
 در قصبه باطی رفته ننگر اقامت انداختند. و در عهد اکبر بادشاه قصبه باطی در انعام ایشان  
 میر عبد الواحد قدس سره از اولاد پسر سیوم است که در قصبه ساظمی ماند و که خدائی  
 صبی ایشان با سید محمود اصغر جدا علای ما اتفاق افتاد و بنا بر الفتی که با فرزند خود داشت  
 فرمود: "فلان مرا به بلگرام طلبید" و در موطن آباء کرام تشریف آورده اول در محله سید انوره  
 قریب خانه سید محمود ساکن شد. بعد چندی بر کنار آبگیر سلیمه رفته قدم اقامت افشرد  
 حق تعالی در ذریت او خیر و برکت پیدا آورد. و از اولاد او در آن محل یکمتر فرصت محله غمگی  
 معمور شد. و در اوائل بیعت نجدت مخدوم شیخ صفی الدین سائی پوری بحب آورد  
 و مورد التفات خاص گردید. و او ششده ساله بود که شیخ صفی ازین عالم رحلت فرمود. بعد  
 از واقعه شیخ نجدت شیخ حسین سکندره پیوست و تربیت اوست فراوان یافت چنانچه  
 خود در سنا بل می گوید:

دو این فقیر مرید مخدوم شیخ صفی است و خلافت مخدوم شیخ حسین دارد. مخدوم شیخ حسین را با پدر این  
 دو فقیر الفتی و محبتی تام بود و میان یک دیگر اختصاص کلی داشتند. و پدر فقیر نیز خلیفه مخدوم شیخ  
 دو صفی بود بدین سبب این فقیر را جمع به مخدوم شیخ حسین کرد و مخدوم شیخ حسین نیز عنایتها و لوازهها  
 دو فروان ارزانی داشتند که بارزاده ماست و جامه خلافت نیز پوشانیدند اگر چه فقیر را لیاقت  
 دو این جامه نبود. اما شکرانه درگاه باری تعالی می گذرانم که پیوند بیعت با ایشان دارم

» عمده بن بالمشیرین دهنان لبست خدا  
 ما همه بنده داین قوم خداوندانند « انتہی

شیخ عبد القادر بدوانی در منتخب التواریخ می نویسد :-

- » شیخ عبد الواحد بلگرامی بسیار صاحب فضائل و کمالات و ریاضت و عبادات است و اخلاق  
 سنیه و صفات رغبیه دارد و مشرب او عالی است - بیشتر ازین بچند سال نقش و صوت به بندی  
 می لبست و می گفت و حال می درزید - درین ایام خود را از همه گذرانیده و شرحی بر نزهت الابرار ح  
 نوشته محققانہ در همچنین در اصطلاحات صوفیہ خیلی رسائل نوشته از ان جمله سنابل نام  
 و غیر آن تصانیف لائقه نیز دارد اگر چه مرید بجای دیگر است اما بقره تمام از صحبت شیخ حسین  
 سکندرہ یافته و هر سالی از بلگرام بحیث عرس شیخ می آمد اکنون که ضعف بصر پیدا کرده نمی تواند  
 رفت و در قنوج توطن می داشت - در سال ۹۰۰ هجری منصد و هفتاد و هفت که فقیر از لکهنوبه بلگرام  
 رسیدم شبی به عیادت آمد - و آن ملاقات اول بار بود که حکم مرهم داشت و گفت این همه  
 گلهای عشق است - و محمدم شیخ عبد اللہ بدوانی نیز اتفاقاً چون رجال الغیب از بدوان  
 ہما بخا تشریف آوردند و یقین شد کہ اگر شب قدر در یافته باشم آن شب خواهد بود - و میر  
 دو طبع نظم بلند دارد «

تا اینجا عبارت شیخ عبد القادر صاحب منتخب التواریخ است - و او میر عبد الواحد را  
 شیخ عبد الواحد نوشت به اعتبار شیخت و بزرگی - چنانچه شیخ عبد القادر جیلانی گویند  
 آخر خود می نویسد کہ میر طبع نظم بلند دارد - و کلام شیخ کہ آن ملاقات اول بار بود - دلالت  
 میکند کہ ملاقات او با میر عبد الواحد مکرر واقع شد و شیخ عبد القادر در آغاز حال از

رفقائے حسین خان بود حسین خان یکی از نوکران درگاه اکبری است چندی در لکنئو جاگیداشت  
 و شیخ عبدالقادر در لکنئو همراه بود و ملاقات خود بامیر عبدالواحد در سال نصد و هفتاد  
 و هفت نوشته و در ضمن سنوات در و تسایع سال مذکور می نگارده که درین سال برگشته لکنئو  
 از حسین خان تغییر شد و خان مذکور به تقریبی از ره ولایت او در حد و کوه سواک  
 در آمد و با کفار کوهستان جنگ کرد اکثر فقهاء و شهید و مجروح شدند و فقیر درین سفر  
 بر خست حسین خان از لکنئو به بدائون آمد انتهای کلامه ملخصاً -

کیکه از لکنئو قصد بدائون کند بگرام در عرض راه می افتد - ظاهر در همین سفر  
 در بگرام بامیر عبدالواحد ملاقات دست داد - و عبارت او که شبیه به عبادت آمد میخواید  
 که بسیار باشد و نیز عیارت او که حکم هم داشت و گفت این همه گلهای عشق است میخواید که زخمی باشد  
 اما کلام او در احوال حسین خان ناظر است برین که با حسین خان کوهستان نرفت و از لکنئو بر خست حسین خان  
 متوجه بدائون شد درین صورت از زخمیان جنگ کوهستان نمی تواند شد و در وقایع  
 ۹۶۹ هجری و سبعین و تسعمائیه بیان می کند که فقیر از کانت کوله تقریب زیارت دراز  
 فائض الالوار بدیع الحق والدین شاه مدار قدس سره به مکن پور رسید - و بدام عشق گرفتار  
 گشت - عزت الهی چندی از قوم معشوق را مسلط ساخت و نه زخم شمشیر پیای بر سر پست  
 و دوش خورد و همه پوست مال رفت مگر زخم سر که استخوان را شکسته بمغز رسید و تنی مغزی  
 بار آورد و رگ بنصر اند که بریده شد و آن جهان را سیر کرده آمد و بخیر گذشت و جراحی حادق  
 در قصبه بانگ بو پیدا شد و در عرض یک هفته زخمها فراهم آمد انتهای کلامه ملخصاً عبارت است



یعنی حکم مرهم داشت و گفت این همه گلهای عشق است با این واقعه مناسبت تمام دارد - اما اختلاف سال ابامیکند و شیخ عبداللہ کہ از بد اون آمده در شب بملاقات میر عبد الواحد شمر یک صحبت شد در نسخه بجای شیخ عبداللہ شیخ عبدالقادر بنظر در آید غلط کاتب است صحیح شیخ عبداللہ است -

دو میر علاء الدوله بن میر سیدی سیفی قزوینی در نقایس الماثر آورده کہ :-

دو میر عبد الواحد از اکابر سادات قنوج است - دخالی از نشاء فقر و درویشی نیست و سلیقه

دو شعر خوب دارد :-

و شیخ محمد غوثی مندوی در کتاب گلزار ابرار نوشته کہ :-

دو سید عبد الواحد بن سید ابراهیم قنوجی خداوند مجاہدہ و مشاہدہ صاحب صحت حال و فصاحت

دو مقال - بزرگ ہتہ الارواح شرحی لائق تئین بزرگاشتمہ فراوان توجیہ و تاویل بکار بردہ جمیع مفاد

دو عبارات را منوجہ سمت حقیقت گردانیدہ است :- انتہی -

پوشیدہ نمائند کہ حضرت سید در قنوج کہ خدا شدہ چندی در آن شہر اقامت داشت

بنابر ان درین ہر دو کتاب او را از قنوج نوشتہ اند - و اقامت او در قنوج از کلام شیخ

عبد القادر بدوئی ہم استفادہ میشود - و از جملہ تصانیف میر عبد الواحد حقانی ہندی و شرح

قصہ چہار برادر و حل شہبات و شرح مصطلحات دیوان خواجہ حافظ شیرازی است و شہر

تصانیف او کتاب سناہل است در سلوک و عقائد و قتی در شہر رمضان المبارک

۱۳۵۵ خمس و ثلثین و مایہ و الف مولف اوراق در دار الخلافہ شاہجہان آباد خدمت شہ

کلیم اللہ چشتی قدس سرہ را زیارت کرد۔ ذکر میر عبد الواحد قدس سرہ در میان آمد شیخ  
 مناقب و آثار میر تا ویر بیان کرد۔ و فرمود شبی در مدینه منوره پہلو پر بستر خواب گذاشتم  
 و در واقعہ میں ہم کہ من و سید صبغۃ اللہ بروجی معاً در مجلس اقدس رسالت پناہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم باریاب شدیم جمعی از صحابہ کرام و اولیاء امت حاضر اند درینا شخصے  
 است کہ حضرت با اہلب تبسم شیرین کردہ حرفہامی زنند و التفات تمام دارند چون  
 مجلس آخر شد از سید صبغۃ اللہ استفسار کردم کہ این شخص کبیت کہ حضرت با او  
 التفات باین مرتبہ دارند گفت میر عبد الواحد بلگرامی و باعث فریاد احترام او این است  
 کہ سنابل تصنیف او در جناب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقبول  
 افتاد حضرت میر در سنابل می گوید کہ :-

- دو روزی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جملہ اموال خود را در راه رضای خداوند تعالی تصدق  
 کرد۔ حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام از او پرسید ما خلفت لیبالک فقال اللہ ورسولہ  
 دو جبرئیل امین در رسید گفت یا رسول اللہ فرمان می شود پس از ابو بکر من تنها بند نبودم  
 دو کہ بانام من نام رسول را ہم ذکر کردی۔ سبحان اللہ و بجمہ کثیر این کہ امام منزلت و این چہ  
 دو رتبت و قربت است کہ حق سبحانہ برگزین نام رسول غیرت می برد۔ دانشہا و پیشہا اینجا  
 دو پیچے گم کنند۔ بخاطر یک این ضعیف می رسد کہ ہر عتاب آنست کہ اے ابو بکر بابائے  
 دو معرفت تو بجائے رسیدہ است کہ رسول را از ماجدانمی بینی زیرا کہ او در ما محو است  
 دو و مادر و ثابت پس چرا جدا ذکر کردی کہ گفتہ اند از عرش تا فرش محمد را غلام چون حق متجلی شد

دو محمد که ام - و نیز بنحاطیر میرد که ابو بکر رضی الله عنه جواب بر قدر مقام عیال و اهل بیت خود  
 دو گفته است نه بروفق مقام خود چه رسول علیه السلام از و ما حلفت لعیالک بر سیه بود  
 دو و اگر ما حلفت لنفسک بر سیه جواب از مقام معرفت خود دادی یعنی الله دعدہ گفتنی ما  
 و نیز در سنابل می گوید :-

دو یک از یاران مولف شیخ نظام نام داشت دختر مغلی را تعلیم می کرد - دختر در غایت جمال بود  
 دو جوانی را نظر بر جمال او افتاد شیفته شد و حال نامرادی و درد مندی خود شیخ نظام باز نمود شیخ  
 دو نظام گفت تو هر روز همراه من بیا - من او را تعلیم میکنم تو آنجا بنشین دمی نگر برین ماجرا مت  
 دو گذشت - روزی آن جوان در دمنده با شیخ نظام آهسته گفت این دختر را بگوئید قره  
 دو آب بمن دهد - شیخ نظام دختر را گفت قح آب خوردن بیار دختر قح بر آب آورد - گفت بدست  
 دو این جوان بده دختر قح پیش جوان برد جوان قح از دست او گرفت و جان به جان آفرین سپرد  
 دو و از نوادرتصانیف او شرح کافی این حاجب است بطور حقایق تا مبحث غیر منصرف درین مقام  
 دو بندی از او اکل آن نسخه بطریق اختصار ایراد میرود - "الکلمة لفظای ملفوظه علی  
 دو التناد و ملحوظه لقلوبنا و محفوفه بولنا یعنی کلمه توحید در مرتبه اقرار بر زبانهاست و در مرتبه قلبی  
 دو دلهاست ما الموقوفه در مرتبه احوال باطنها ما الموقوفه مصنف رحمة الله علیه اکتفا بکرم مرتبه اقرار کرد و در معظوف  
 دو محذوف فرو گذاشت بحکم آنکه حکم کردن بر اسلام و سبب جریان تکالیف احکام منوط و  
 دو مربوط بمرتبه اقرار است و قرینه حذف مفهوم از عبارات مصنف است که می گوید "وضع لفظی  
 دو مصنف نهاده شده است یعنی لازم گردانیده شده است قبول آن کلمه توحید بر زبان و

- ” و لواصی بحبت تحصیل معنی که فرد مجرد است از کفر و نفاق و معاصی پس لفظ مفرد قرینه حذف  
 ” است زیرا که افراد سه مرتبه دارد افراد از کفر و افراد از نفاق و افراد از معاصی <sup>الکفر</sup> فالافراد من  
 ” فی رتبه الاقرار و الافراد من النفاق فی رتبه التصدیق و الافراد من المعاصی فی رتبه الاحوال  
 ” لان من لقی الله تعالی موحداً ببدل اللہ سیاتہ حسنات وہی اسم و آن کلمه توحید <sup>۳</sup>  
 ” نوع است یکے اسم چه اقرار و تصدیق فقط اسم توحید و صورت او دست و فعل دوم  
 ” فعل توحید و عمل او دست از آن در یافت احوال است و حرف و سیوم حرف توحید است  
 ” و این توحید عظمی است که از استعداد انسانی بر طرف است و از علامات آن هر دو توحید  
 ” مذکور بے نشان و بے کیف که علامه الحرف خلوه عن علامات الاسم و الفعل ۱۱

مخفی نمائند که دو شرح دیگر بعبارت عربی و فارسی تا بحجت غیر منصرف بطور حقایق در

نظر نقیر رسیده نام شایع عربی میر ابو البقا است ظاهر امعا صیر باشد و نام شایع فارسی ملا  
 موهن بهاری که از میر متاخر است و چون صیت بزرگی میر عبد الواحد سامعه افروز کبر بادشاه  
 گردید معتمدی را اثر دیر فرستاد و از کمال تمنا در خواست ملاقات نمود میر قصد آوردن معالی  
 کرد و چون بدرگاه سلطانی رسید بادشاه اعزاز و اکرام تمام بتقدیم رسانید و پانصد بیگمه زمین  
 از بلگرام بطریق سیورغال نیا کرد.

شبه دروئی سچانه حضرت میر در آمد نابینا گشت - فریاد بر آورد و حضرت امیر او را

توبه داد و دعا کرد تا حق سبحانه و تعالی احاسن لیسر او را باز گردانید -

له این لفظ ترکی است بمعنی الفام و مدد معاش غیاث اللغات -

دیکے از کفار جنیان بر دست حضرت میر بدولت اسلام شرف اندوز شد همیشه حاضر  
 مے بود و خدمت بجائے آورد۔ عمر گرامی از صد سال متجاوز بوده وصال ایشان در شب جمعہ  
 بیوم ماہ رمضان شانہ سبقتہ عشر و الف اتفاق افتادہ۔ عزیزی در تاریخ گوید

چو رفت واحدِ صوری و معنوی گفتم      هزار و ہفدہ شب جمعہ ماہ صوم بیوم

مصراع ثانی تاریخ صوری و معنوی است اما بہت عدد و حساب حمل زائد میشود آن را بتعمیہ  
 لطیف خارج کرد یعنی واحد صوری کہ نوزده است و واحد معنوی کہ یک است مجموع بہت  
 عدد ویر آمد مرقد منور در بلگرام زیارت گاہ خاص و عام است۔

میر عبد الواحد را چار سپرو الا گھر بوجو آمد۔ درین مقام نخستین احوال شیخ صفی الدین  
 سانی پوری و شیخ حسین سکندرہ و شیخ عبدالقادر دوانی و سید صبغتہ اللہ بروجی و شاہ  
 کلیم اللہ حشتی دہلوی و ملا موہن بہاری قدس اللہ اسرارہم کہ اسامی این اکابر در ضمن  
 ترجمہ میر عبد الواحد مذکور شدہ ثبت می کنم و بعد از ان تراجم فرزندان میر و اصحاب  
 سجادہ تخریری سازم۔

## (۱۳) شیخ صفی الدین بن عبد الصمد

بن شیخ علم الدین سانی پوری قدس سرہ از کمل اولیا و اکابر خلفاء شیخ سعد الدین  
 خیر آبادی است مرجع اقاصی و ادانی بود و در کشف حقائق و تربیت طالبان شانی عالی  
 داشت و بہر طریقیہ پر حضور و مجرذ بیست۔ درس دوازده سالگی از سانی پور خیر آباد آمدہ در خانقاہ

شیخ سعد الدین جاگرتہ تحصیل علم مشغول گشت روزی نظر شیخ سعد الدین بر  
 شیخ صفی افتاد پیش طلبید و احوال استفسار نمود چون نام پدرش شیخ علم الدین گوش کرد  
 شفقت بسیار فرمود از جهت سبق معرفتی کہ با شیخ علم الدین داشت و از کمال عنایت  
 بہ نفس نفیس خود تکفل تربیت شد۔ شیخ صفی مدتہا نزد حضرت شیخ تلمذ کرد و بسعادت  
 ارادت مشرف گشت و خدیتہا بجا آورد۔

بیشے شیخ اور در غیر موسم ترب فرمود درین وقت ترب از جائے پیدا خواهد شد  
 شیخ صفی عذری نکرد کہ نیم شب است و ہوائے ترب نیست۔ عرض کرد کہ میروم  
 و تفحص میکنم در مقام خیر آباد کوچہ بکوچہ می گشت و از محلہ بہ محلہ می دوید مردمان در ہائے  
 خانہ بستہ بخواب رفتہ در آن وقت خبر ترب از کہ استفسار نماید در حیرت فرسودماند  
 و جائے نشستہ می گریست۔ مردے در خانہ خود بیدار شد گفت در دمندی گریہ  
 میکنند خبرے باید گرفت۔ صاحب خانہ بیرون شناخت و پرسید کیستی و چرا گریہ میکنی؟  
 گفت مرا ترب در کار است۔ آن مرد گفت ہوائے ترب نیست دو کس دیگر حاضر  
 شدند۔ زنی گفت من در صحن خانہ فلان کس دیدہ ام کہ ترب رستہ است ہمہ با اتفاق  
 آنجا رفتند۔ و مردم آن خانہ را بیدار کردند و ترب درخواست نمودند۔ صاحب خانہ  
 دو ترب بر آوردہ بہ آبی پاک شست و شیخ صفی را حوالہ نمود۔ شیخ صفی بہر دو ترب را  
 پیش شیخ آورد شیخ خوش وقت گردید و دعا فرمود کہ از تو بہر کارے دشوار و مہمی صعب  
 کہ کسے را رود ہد آسان خواهد شد انشاء اللہ تعالیٰ۔ شیخ اور در اربعین نشانہ روز سیوم

فتح یاب شد و علویات و سفلیات ہمہ مکشوف گشت و بہ جامہ خلافت منحلع گردید و از  
 جمیع خلفاء شیخ قدم پیش گذاشت و سالہا بر مندر شاہ نشست و طالبان را  
 بہ طلب رسانید۔ میر عبد الواحد بلگرامی در حل شبہات می آرد کہ :-

در ابتدا در حال بعضی مشکلات علم شریعت و طریقت از علماء کبار و مشایخ نامدار می پرسیدم

و جواب شافی نمی یافتم۔ بخاطر قرار دادم کہ اقصای عالم را بگردم تا مگر با مردی ملاقات شود

کہ حل این مشکلات نماید۔ چون روان شدم در منزل اول وقت قبیلہ پیر و تنگیه یعنی مخدوم

شیخ صفی را بخواب دیدم و از عین عنایت ایشان التفاتها یافتم بخاطر فقیر رسید کہ حال حضرت

مخدوم حاضر اندہ مسافرت احتیاج نیست۔ پس بنیت تجدید و ضوابط پیش مخدوم برخاستم

قاضی الہدای قدوائی کہ یکے از مریدان مخدوم است از عقب من آمد و گفت ترا حضرت

مخدوم می طلبند می فرمایند خاطر مانمی خواہد کہ فلان کس بجایے برود فقیر شتاب برگشت

و بہ ملازمت شریف رسید و پرسید۔ قاضی الہدای از زبان مبارک این سخن بہ من رسانیدہ

فرمودند بچنین است۔ چون بیدار شدم در میان سفر و اقامت متردد گشتم۔ آخر با خود

قرار دادم کہ اگر بار دیگر چنین خواب یہ بینم از سفر بازگردم۔ بار دیگر ہمان خواب دیدم

بالضرب باز گشتم و در خانقاہ پایان مرقد پاک چهل روز کم و بیش معتکف شدم آن ہمہ مشکلات

را جوابی شافی یافتم و درین نسخہ آن اسولہ واجوبہ ثبت نمودم۔“

و نیز عبد الواحد در سنابل گوید کہ :-

در خانقاہ شیخ سعد قدس سرہ غلام بچہ بود صفیانام ہر گاہ کسے اور اندا کردی شیخ صفی

” قدس سره جواب دادی و حاضر شدی و اصلاً بخاطر شریف ایشان نبود که مرا بچکن صفیان خواهر گفت

” هر که در خود دید دروے کس ندید  
مرد از خود رسته راحت بر گزید “

شیخ صفی قدس سره فرمود راه درویشی راه مرگ است یعنی موثلاً قبل ان تنسوا  
و خلق تدبیر زندگانی گرفته درین راه قدم می نهند - و اکثر مردم خود سگه درویشی را وسیله جلب  
رزق دانند و به رجوع و قبول خلق فریفته بمانند - شیخ فاضل دانشمند بریکه از ملوک رفته بود  
در بان رهانکر و این بیت بر خواند

سرور اسر هنگ را فرمان بده  
دست در بان نشکنند پای من

شیخ صفی قدس سره مصرع ثانی را بگردانید و گفت  
دست در بان نشکنند جز پائے من

وفات شیخ صفی نوزدهم ماه محرم ۹۳۳ هجری و نولسین و شصت و شش سالگی در سن ۹۳۳  
تاریخ یافته - آرمگاه سانی پور -

## (۱۴) شیخ حسین قدس سره ساکن سکنده

از اعظم خلفاء شیخ صفی الدین سانی پوری است نخت از اغنیاء و روزگار بود و  
جوهر سخاوت به مرتبه کمال داشت - و شوق تیر اندازی و گوی بازی و سایر حرفتهای سپاهگری  
بجای رسانیده بود که بادشاه و امراء وقت می دانستند ناگاه جذب عنایت الهی در رسید  
و او را از آلائش دنیا مبرا گردانید - همه اسباب دنیوی بر انداخت و حشمتی بهم رسانید



آخر کار شباروزی بردخته برآمده چون طائر سرزیر بال کشیده در عالم استغراق می بود - در همان  
حالت کند جاذبه جانب حرمین شریفین کشید و باین سعادت عظمی فایز گشت -

شب سه سرد عالم علیه الصلوة والسلام در عالم رویا جلوه نمود و فرمود عود به بند باید  
کرد و در مقام سائی پور به شیخ صفی الدین دست بیعت باید داد - شیخ حسین گفت

چون به سائی پور رسیدم بخاطر گزشت که شیخ مراد خلوت یاد کند و کلاه از سر مبارک  
التماس ناکرده محبت فرماید و مکانی بر اے عبادت معین سازد - چون به عتبه

سعادت رسیدم - شیخ خادم را فرمود - شیخ حسین نامی بردار ایستاده است او را بگو که  
در آید - خادم برآمد و فریاد کرد که شیخ حسین گیت - من بطور قلندران پوست تخم در

برداشتم - گفتم نام من حسین است اما شیخ نیستم - خادم برگشت و به عرض رسانید  
فرمود همان است خادم باز آمد و مرا به ملازمت اشرف برد - شیخ شفقت بسیار بنده

نمود و کلاه خاص پوشانید و در خانقاه ملائک پناه جاداد - دو اربعین در خانقاه کشیدم  
بعد از آن حکم شد در سکنه رفته بایستاد و خلق خدا را بدایت باید کرد و او بدت

پنجاه سال در گوشه عبادت قدم افشرد و بر در مخلوقی آبروی فقر نه ریخت -

راقم الحروف در اینجا تقریب ملاقات شیخ حسین با شیخ صفی قدس الله سرهما  
مطابق روایت صاحب گلزار ابرار بحفظ معنی و تبدیل عبارت ثبت نموده است -

میسر عبد الواحد در سئابل گوید :-

حضرت مخدومی قدس الله روحه را چون جذبه هدایت الهی و کشش عنایت نامتناهی در رسید

- دو باطن شان از لذات و شهوات دنیا سر شد - جاه و دستگاہ دولت دنیا را بر انداختند
- دو چون ابراهیم ادهم رحمة اللہ علیہ با فقر و فاقه در ساختند و برین فقر که بعد از غنا حاصل شد چنان
- دو راضی و شاکر می بودند که دیگران بر غنائی که بعد از فقر حاصل شود و آنان که ایشان را در حالت
- دو توانگری دیده بودند چون خوشنودی ایشان بر حالت فقر و بینوائی می دیدند تعجب می کردند
- دو می گفتند که آن توانگری و دولت و آن جاه و شوکت و آن دلاوری و شیر مردی و صنعت
- دو تیر اندازی و حرقت گوی بازی و بدلهای بخششها همه را انداخته این مرد بر بینوائی خوشنود است
- دو مخدوم بعضی را جواب می گفت که اگر خداوند تعالی غیب نواز نبودی این غیب را از آن مرد آ
- دو که رها نیدی و به پای صبر و قناعت که رسانیدی - و بعضی را جواب می گفت که ای پاران
- دو شکر نعمت باری تعالی بر من درین حالت افزون تر است که نام من از دفتر توانگران کشیده
- دو در جریده فقر و مساکین ثبت کرو - و در سلاک پیران طریقت منسلک گردانید که اللہ یاطلعنا
- دو و یا فیہ الاذکرة اللہ الحاصل مرد باید که قدم در راه فقر استوار نهد و از شدت فاقه و بینوائی نگریزد
- دو و ندرند

دو و ندرند

دو	چیت دنیا خا کدان کسند و پیرانہ	غصہ جائی محنت آبادی ملامت خانی
دو	ہر لیبی ناسزاے ترک دنیا کیے کند	سہرازی را رسد در یادلی مردانہ

- دو حضرت مخدوم را چون عمر بہ آخر رسید در آخرین ایام گاہ گاہ می فرمودند کہ آرزوے من آنست
- دو کہ وقت موت خوش الحانی این آیہ را در پرده کوری وجیت سری کہ ہر دو از پرده ہائے ہندی است
- دو بخواند آیہ این است رب قد اتینے من الملك و علمتنی من تاویل الاحادیث فاطل

رو السموات والارض انت ولي في الدنيا والاخرة توفني مسلما والحقني

رو بالصالحين تادركهم توفني مسلما والحقني بالصالحين - جان بدسم انتھي

واین ازان قبیل است کہ سلطان المشایخ نظام الدین دہلوی قدس سرہ را پرورد  
پوربی بسیار خوش آمدی وقتے بعضے از حاضران مجلس پر سیدند مخدوم پوربی را بسیار  
می شنوند و خوش می گفتند فرمود آری روز میثاق ندائے الست برویکم ازین پرده شنیدہ بودم  
آورده اند کہ چون وفات شیخ قریب رسید در فضاے مسجد کوری حضر کرد و طرح  
عمارت ریخت و باد وستان حرف و دواع در میان آورده مردم در مقام حیرت شدند  
چون عمارت بہ اتمام رسید - کشادہ پیشانی جان شیرین بجهان آفرین سپرد و کان ذلک  
فی ۹۶۶ ست و سبعین و تسعمائیتہ -

## (۱۵) شیخ عبدالقادر بداولی

جامع فتون فضائل بود و امام اقران و امثال کسب کمالات از شیخ مبارک ناگوری  
و دیگر فضلاء عصر نمود و با فضیلت علمی طبع نظم و سلیقہ انشاعوی و فارسی و چینی از  
نجوم ہندی و حساب و وقوف نغمہ ولایت و ہندی و شطرنج صغیر و کبیر نیز داشت و بین  
نوازی ہم بقدری می دانست و در شیوہ قناعت و راستی و درستی ممتاز می زیست و  
اکثر مشایخ و علماء عصر خود را دریافت و صحبت داشت چندی با حسین خان کہ از منصبداران  
در گاہ اکبری بود بسر برد آخر بوسیکہ جلال خان قوچی و تعریف میر فتح اللہ شیرازی

به منصب پیش امامی اکبر بادشاه منصوب گردید و مدت چهل سال با شیخ فیضی و ابوالفضل  
 صاحب ماند اما در تاریخ خود چنانکه بحال اینها نماند و در ترجمه شیخ فیضی مذکورست  
 او بسیار میکند آخر به معذرت زبان می کشاید که منجه توان کرد حق دین و حفظ عیسای  
 آن بالاتر از همه حقوق است بحسب الله و البغض لله - هر چند سنین اربعین تمام در  
 مصاحبت او گذشت اما بعد تفسیر و ضلوع و فساد مزاج آن نسبت به مرد و مخصوص  
 در مرض موت مرتفع شد و صحبت به نفاق انجامید از یکدیگر خلاص یافتیم و ما همه متوجه  
 درگاه بی ایم که همه داد و پیمان به انجام فیض رسد الا خلاعی و ممدل بعضهم لبعض عدو  
 الا المتقین از جمله راست مزاجی ها است که در این است که در قایل چهل ساله  
 اکبر بادشاه پوست کنده نوشت - و در اظهار کلمه صدق از مخالفت چنین بادشاه  
 صاحب داعیه نه اندیشیده و بر مضمون آیه صدق پیرایه الیس الله بکاف عبد العمل  
 شود - مرید شیخ حاتم سنهلی است - و اعتقاد خاص بخدمت شیخ داود چینی و الی دست  
 و فاش در حدود سنه اربع و الف واقع شد -

## (۱۶) سید صبغتة اللہ بن سید روح اللہ بروجی

بروج از توابع گجرات احمد آباد است از کمل خلفاء و تلامذہ شیخ وحید الدین گجراتی بود  
 چند سال حب الاشاره مرشد در وطن خود به افادہ مستحصلین و امر معروف و نهی منکر اشتغال  
 داشت - ناگاه شوق زیارت حرمین شریفین جفظها اللہ تعالیٰ در انگیر شد - و باین دولت

کبری استسعاد یافت و محبت اولاد و رعایت صلح ارحام عنان او را جانب طون  
اصلی منعطف ساخت تا آنکه در ۹۹۹۹ تسع و تسعین و تسعمائة و اول از همه پر دوخت  
مجردانه وارد مالوه گردید. درین ایام شوق زیارت مرینه مصطفوی علی صاحبها السلام  
و التحیته جوش زد جلوی پیر و رسال هزارم از راه خاندیس به احمدگر دکن رسید. و به تکلیف  
والی آسجا برهان الملک یک سال کمتر در آن محل وقفه واقع شد سال دیگر بعزم سفر  
دریا کبر عزیمت بر سبت و در بلده سیجا پو عبور افتاد. والی سیجا پوز نیز چندی به تواضع و  
دلربائی تمام نگاهداشته سامان سفر مبارک میا ساخت و جہاز خاصه گذرانید  
تا جمیع صوفیان و درویشان به فراغ خاطر بگراے منزل مقصود شوند. سید بعد وصول  
اماکن قدسیه و حصول زیارت بنویه در کوه احد سکونت ورزید. و مرجع طلاب صوری  
و معنوی گردید و جوهر خرمسه را تعریب کرد. و احمد شناومی از ملانده او بران حاشیه نوشت  
و شناومی بکشتن معجمه و تشدید لؤلؤن منسوب به یکے از املکنه و الان معرب جوهر خرمسه  
مع حاشیه در دیار عرب مروج است. مردم کثیر از خدمت سید اخذ طریقہ کردند و به طلب  
اقصی فائز گردیدند. شیخ محمد عقیلہ کی قدس سرہ در کتاب لسان الزمان ترجمہ او را  
چنین ذکر می کند:-

« الشيخ الكبير العالم الشهير السيد صبغة الله بن السيد روح الله الحسيني  
« شيخ مشايخ الطريقة الشطارية العشقيدي رحمه الله تعالى وهو صاحب العلوم  
« الجمّة والمعارف العظيمة استفيع به الناس واخذوا عنه وهو احد من اهل  
« علم»

۱۱ الله تعالى واشهره اخذ طريقه سادة الشطارية عن السيد وجيه الدين  
 ۱۲ وهو عن الغوث سيدي هجر غوث صاحب الجواهر الخمسة وقد انتفع به  
 ۱۳ اناس كثيرون منهم السيد مير والسيد اسعد البلخي المتوفى بالمدينة  
 ۱۴ والشيخ الكبير احمد التناوي - وللسيد صبغة الله مصنفات من اكتاب  
 ۱۵ الوحدة ورسالة ارادة الدقائق في شرح مرآة الحقائق وكلايسع  
 ۱۶ المرید ترك كل يوم من سنن القوم توفي رضي الله عنه بالمدينة سنة  
 ۱۷ خمسة عشر والف وقبرة بها يزاور ويتبرك به انتهى

## ۱۷ شاه كلیم اللہ چشتی دہلوی قدس سرہ

از شاہ میر شیخ متاخرین است در علوم عقلی و نقلی پایہ بلند و در حقایق و معارف  
 زتبہ ارحمت داشت - اسلافش بہ کسب معماري اشتغال داشتند - حق تعالی او را بہ  
 معماري قلوب اختصاص بخشید و عالم عالم دہارا بہ ترویج ہیئت مامور گردانید - بعد از  
 تکمیل تحصیل بہ حرم شریفین زاد ہما اللہ شرفا و کرامتہ شافت و مدتہا در ان دیار فیض آثار  
 بسر برد و بجز دست شیخ یحیی مدنی دست ہیئت داد و با فراوان نعمت بیدار ہند مراحت  
 نمود - و در شاہچہان آباد در بازار خانہ منزل گزید و بدرس کتب حقائق و تربیت اہ باب  
 ارادت مشغول گشت و تفسیری بر کلام اللہ در سلک تحریر کشید - امر او فقر احلقتہ اعتقاد  
 در گوش داشتند و بہ مطالب دینی و دنیوی کامیابی اندوختند - بیت و چہارم شہر

ربیع الاول ۱۲۳۳ هجری قمری و الف بعالم قدس آرمید و در حویلی سکوئت  
خود مدفون گردید -

## (۱۸) ملا موهن بهاری قدس سره

نام اصلی او محی الدین است مولد و منشأ بلده بهار در سن نه سالگی کلام الله را حفظ  
کرد و بخدمت پدر خود ملا عبداللہ کسب علوم نمود و در ہفده سالگی فاتحہ فراغ خواند و چندی  
در وطن خود بہ درس و افادہ پرداخت - بعد از آن بہ ملازمت شاہ جهان بادشاہ رسید  
و بہ تعلیم شاہزادہ محمد اد رنگ زیب معین گردید - و بخدمت شاہ حیدر - نیرہ شیخ و حید الدین  
گجراتی قدس اللہ سرہا ہیبت کرد - عاقبتہ الامرا از پیشگاہ خلافت رخصت گرفتہ بہ وطن شتافت  
و بہ ریاضت و مجاہدہ کار بست و در عمر ہشتاد و چہار سالگی در سنہ ثمان و ستین و الف  
مرحلہ آخرت پیمود -

## (۱۹) میر عبد الجلیل بن میر عبد الواحد قدس سره

میر عبد الواحد دوبار کہ خدا شد و چہار پسر و الا گھر و دو دختر متولد گردید - از حلیہ اولی  
میر عبد الجلیل و یک دختر و از حلیہ ثانیہ ۳ پسر و دو دختر متولد گردید از حلیہ اولی میر عبد الجلیل  
مشاہدہ کردیم کہ تولد عبد الجلیل اول وقت ظہر روز پنجشنبہ بیستم ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۲  
و تسعائتہ اتفاق افتاد - میر عبد الجلیل صاحب جذبہ قوی و کیفیات عالی بود -

در آغاز شب بابت چشت دامن دل گرفت دست از همه باز کشیده سر به صحرا زد  
 و دوازده سال در دلق درویشی اقصای عالم را سیاحت کرد - و اکثر اوقات در صحاری  
 و بوادی بسر برد - و قوت لایموت از اوراق اشجار و نباتات صحرائی ساخت و با مخلوق  
 اختلاط نه نمود - و درین مدت از هیچ طرف خبرش گل نه کرد - اقرار با بابوسی فرود گرفت  
 بعد انقضای دوازده سال در موسمی که عرس حضرت بدیع الدین شاه مدار قدس  
 سره می شود و خلایق از اطراف و کناف دور دست بر آید می آیند - در  
 جماعه زوار وارد بلگرام شد - چه مرقد منور شاه مدار از بلگرام بر دوازده گره است و گزارش  
 بر سر کوهی که در آنجا خواهر اعیانی او خانه داشت افتاد - میر در آن حالت اکثر  
 در عالم بچودی می بود و نغمه می کشید - اتفاقاً محاذی خانه خواهر نغمه از دوسر بر زد - خواهرش  
 با وصف طول ایام جدائی و بابوس بودن از حیات برادر آواز شناخت و گفت  
 چنان معلوم می شود که این آواز عبد الجلیل است - و بے اختیار تادله تیر خانه دوید  
 آمد - و برادر را در آغوش گرفته زار زار گریست - میر هر چند ناآشنا یا نه خواست  
 که خود را کنار کشد - آخر صله رحم غالب آمد و چشت را به الفت مبدل ساخت  
 آن عقیقه میر را بجان برد - و رفته رفته لباس پوشیدند - میر بعد چندی متزوج و متاهل شد  
 و در آخر عمر از بلگرام به قصبه ماربره من توابع آگره رفت و اقامت گزید - و همانجا رحلت  
 سفر به و اعقبی کشید - و قاتل هجدهم ماه صفر سنه ۵۵۰ سید و خمسین و الفار زد و شنبه  
 اتفاق افتاد - مزار فالین الا نوار در آن مقام زیارت گاه نام است رحمة الله علیه



میر عبد الجلیل راستہ پسر قدسی گھر بوجود آمد۔ اصغر ایشان سید اولیس قدس سرہ  
 کہ بعد ارتحال والد ماجد سجاده ہدایت آراست۔ و آن جناب اولیس مین ایمان و سہیل  
 فلک عرفان بود۔ و شیوہ ابدال برگزیدہ کرد۔ اذیت بیچ ذی الروح منی کرد تا بجائے کہ  
 سو ذی را منی رنجانید۔ و نوعی شیمہ گرمیہ ترخم داشت۔ کہ اگر مز دوری را کار منی فرمود  
 وقت شدت حرارت موسم تابستان و صورت برودت ایام زمستان از مشقت عمل  
 بازداشته در ظل عافیت جا میداد۔ و اجرت تمام و کمال تسلیم نموده۔ بیستم رجب  
 سنہ سبع و تسعین و الف در عزرا قدس خرامید۔ خوابگاہ او در بلگرام سر راه واقع شدہ  
 بحالت غریبانہ آسودہ است۔ شاہ جلال بخشی خرد تخلص گوید۔

دو	مقبول خدا اولیس ثانی	از دار ملاں نسبت محل
دو	تاریخ وصال او خرد گفت	بر اوج سپہ یافت منزل

## (۲۰) میر سید فیروز

خلف الصدق دوم میر عبد الواحد است قدس اللہ امرای ہما مرج اکابر و اصاغر  
 عصر بود۔ و قدرے عظیم و شانے فہم داشت۔ و در شیوہ بزل و سخا و انجاء مطالب  
 ستمندان یگانہ می زیست۔ از ابتدا تا انتہا بخدمت پدربزرگوار تلمذ نمود۔ و کتب درسی  
 را تمام گذراند۔ چون میر عبد الواحد قدس سرہ ازین عالم رحلت فرمود۔ مردم نظر صاحب  
 سجادگی بر سید فیروز داشتند۔ سید فیروز برادر خرد خود میر سید ظہیر را بر سجاده حسب لباس و

و فرمود سجاده را شمانگاه وارید - و خدمت درویشان و اهل خانقاه من بجای آرم  
 سید فیروز شبانه روز اطعمه را تغذیه براسه وارد و صد در در مطبخ میامیداشت و چهار  
 صد دختر غریب و ضعیف که استطاعت نداشتند فراتر از مرتبه هر کدام از طرف خود نقد  
 و جنس سامان کرده که خدا ساخت - و قریب به صد سال در کمال عظمت و اقتدار  
 زندگی کرد و با این همه یک نفس از یاد مولی به عقلت نه گذرانید - تمام شب احیائی  
 کرد و مراقبه و اوراد و وظایف مستغرق بود - پنجم محرم ۶۶۶ سنه است و بنین و الهب  
 سفر آختر گردید و پہلوئے قبر میر عبدالواحد قدس سره جانب شرق مدفون گردید -  
 میر سید طیب قدس سره بعد فوت برادر بسیار غمگین شد - چون او را در قبر گذاشته  
 بر آمد بسیار خوش وقت و شگفته برآمد - مردم متعجب شدند و سبب استفسار کردند گفت  
 برادر من با من وعده کرد که غم مخور بعد از شصت روز به من ملحق می شوی - آخر چنان  
 شد و بعد شصت روز میر سید طیب هم ازین عالم نقل کرد در حجتہ اللہ علیہ -

## (۱۲) میر سید محیی

خلف الصدق ثالث میر عبدالواحد است قدس اللہ امرای چهار گوشه کتابی  
 بخط خاص میر عبدالواحد معائنہ کردم که در تولد فرزند محیی شب دوم از ماه ذی القعدہ کہ  
 شب اول ہفتہ بود وقت سحر ۹۸۵ خمس و شمانین و تسعمائتہ دست داد "سید محیی ملکی بود  
 بہ صورت انسان و صدق آید صدق پیرایہ و سلام علیہ یوم ولاد و یوم ممیت

و یوم بیعت - میا عالم کامل و از پدایت تا نهایت تلمینذ والد ماجد بود - و کلام الله را  
از برداشت - و به احسان دلر با سامع را از خود می ربود - و از دنیا و مافیها محترز و مجتنب می  
زیست و لیل و نهار به شغل ریاضت و ادای طاعت و افاده طلبیه ظاهر و باطن می  
پرداخت از انفس متبرکه که اوست نسخه میزان الاعمال و معیار الاحوال در سلوک قبرش  
بر چپوتره علییه از چپوتره مرقد میر عبد الواحد جانب شرف قدس الله امرایها -

## (۲۲) میر سید طیب

صاحب سجاده و خلف الصدق رابع میر عبد الواحد است قدس الله امرایها بخط  
شریف میر عبد الواحد مشاهده افتاد که تولد سید طیب روز یکشنبه مقدر یک و نیم پاس بود  
نهم ربیع الآخر ۹۸۶ هـ است دشمنین و تسحاته وی ذات مقدسی است که اگر ثقلین با و ناز  
کنند می زبید و اگر زمین و زمان بر خود بالندی شاید - صاحب مرآة المبتدین که معاصر  
حضرت میر است می طراز دکه -

دو میر سید طیب مد الله عمره و زاد دولتنامه امر و زقوم عالم و برکت بنی آدم از ذات اوست و مرتبه  
دو قطبیت و ابد الیت و غوثیت و اوتادیت و آنچه توان گفتن در ذات او موجود است و دوست  
دو مادر زاد دارد - و از کثرت عبادت گویا امام زین العابدین رضی الله عنه بصدر کرامات ظاهر شده  
دو اند - و از آن روز که شعور بهم رساند نماز را بقضای خود انداگر وجود ایشان قبل ازین می شد در  
دو مجتهدین و سلف صاحبین می شمردند - و امر و زکیه ائمه سلف را خواهد به بیند میر سید طیب

دو را مشاهده کنند من که باشم که احوال و مقامات ایشان را بیان کنم برائے این زبانی می باید - دول  
 دو و فحشی می شاید امر در آن زبان که شنائے ایشان کنند که - دولی که حقیقت ایشان در بیاید و فحشی که در  
 دو حال ایشان باشد کجا - همین قدر این داعی میدانند که توأم عالم از ذرات ایشان است و آنچه میخیزد  
 دو صلی الله علیه و سلم فرمود بعد از هر صد سال مردی پیدا شود که سنت ما را تازه گرداند و مرد وجود  
 دو میر است

دو	هم برین نکته ختم شد مقصود	بسم الله ذی العز و الجود	۶
----	---------------------------	--------------------------	---

تا اینجا از مرآة المبتدین است -  
 آن جناب کسب کمالات صوری و معنوی از خدا مست پذیر بر گوار نمود - و بعد از آن حال  
 پذیر باستحقاق بر سجاده ارشاد نشست - و طالبان مولی را از بسادی سلوک به نتهامی وصول  
 رساند و اتباع شمائل نبوی در جمیع حرکات و سکنات منظور داشت و مدت العمر بهیچ سنت  
 نبوی بقدر امکان فرو نه گذاشت - بتخر علوم رسمی نمی از دریای کمال ایشان بود - همواره  
 به آفاده محصلین می پرداخت - و بسا مردم را به میا من ترمیمت بر صدر استادی نشانده - بعضی  
 کتب درسی مثل هدایه فقه تفسیر قاضی بیضاوی و غیره یک محشی بجهت خاص او امر و موجود است  
 که دلالت دارد بر کمال بجز وجودت فطرت او - سید کریم الله پدر سید العارفین میر شاه له هاق بر  
 الله امر از همامی فرمود که اگر کسی خواهد ملک را بر روی زمین به سید میر سید طیب ارشاده  
 کند - و سید العارفین از جناب ایشان استفاده نمودند به هر شدی خود یاد می کرده و می فرمودند  
 روز سه عریضه مشتاق شده بدیدان میر سید طیب آمد و شکله از مسائل تو حیدر پور

حضرت میر خود را به تجاہل انداخته فرمود من ازین مسأله خبر ندارم و از قصور خود در نظر مردم  
دستی اعتقاد مسائل بردوانه کرد - چون مجلس منقضی شد و خلوت دست داد  
حضرت میر مسائل را فرمود - سخن خانه به بازار نتوان گفت - حالا آنچه میخواهی استفسار کن  
در میان شیخ عبدالحق دهلوی قدس سره و حضرت میر مجتبی و مودنی عظیم بود -  
شیخ عبدالحق به رعایت بزرگی او را شیخ طیب می گفت - وقتی شیخ عبدالحق  
در ایام پیری درس می گفت - در مقامی از کتاب متامل شد - در آن وقت میر  
سید طیب را یاد کرد و فرمود - اگر شیخ طیب درین وقت می بود - به آسانی این  
مقام را حل می کرد ناگاه میر سید طیب که به اراده دہلی از وطن برآمده بود در همان ساعت  
کمر بسته از راه بخدست شیخ عبدالحق رسید - شیخ بسیار خوش وقت گردید و فرمود  
مرحبا در یاد شما بودیم و قصه را باز گفته کتاب در میان آورد - میر سید طیب کتاب را  
بر دست گرفته نختی تامل کرد - و عبارت را به بنجی خواند که مطلب بے آنکه تقریر  
کنند خود بخود واضح گشت - شیخ با حاضران فرمود من نگفته بودم که شیخ طیب این  
مقام را به آسانی حل می کند - در آن ایام شیخ نورالحق خلف الصدق شیخ عبدالحق  
به تکلیف بادشاه وقت تشقله قضا و استقرار مخالفه اگره شده بود - شیخ عبدالحق از میر  
سید طیب استفسار نمود که از کدام راه آمدن اتفاق افتاد گفت از راه اگره منسہ بود  
با نورالحق ملاقات شد - گفت از موانع سفر فرصت ملاقات دست نداد شیخ فرمود  
ظاہر ازینیکه او مرکب قضا شد اعراض به عمل آمد پس کلمہ چند در تعریف پسر بزبان

مبارک آورد و فرمود اگر چہ پسر من است اما بجائے پدر۔ و اگر چہ شاگرد من است  
 اما بجائے استاد و اگر چہ مرید من است۔ اما بجائے پیری دانم۔ میر سید طیب از پیش  
 شیخ برخواست بعنوانی کہ گویا بر اے کرد و اگر دن می رود۔ و بے اطلاع شیخ ہمان  
 طور کہ بستہ بہ رجح القہرقری راہ آگرہ گرفت۔ و با شیخ نوز الحق ملاقات کردہ برگشت  
 شیخ عبدالحق از حسن خلق میر خلی خوشنود گردید و معذرتھا بزبان آورد۔

سید ضیاء اللہ بلگرامی کہ ذکرش در فصل ثانی می آید۔ روزے عزم ملازمت  
 میر سید طیب نمود و ارادہ کرد کہ اگر امروز حضرت میر بدست خود مرا برہ پان خورائند  
 ولایت ایشان را معتقد می شویم۔ چون بہ حضور مجلس النور فایض گشت حضرت میر را  
 اشراق شد۔ بہ خادم خود بلونامی فرمود بپیر ہائے پان بیار۔ خادم پیر ہارا حاضر ساخت  
 حضرت میر پیر ہارا بجمیع حضار محفل تقسیم نمود۔ و سید ضیاء اللہ را ندا چون مجلس  
 برخاست و سید ضیاء اللہ تنها ماند۔ حضرت میر پیر ہارا بدست مبارک خود واکردہ  
 بہ سید ضیاء اللہ حوالہ نمود۔ سید سخت انفعال کشید۔ حضرت میر زجر فرمود کہ درویشا ترا  
 امتحان نباید کرد۔ مبادا <sup>۱۵</sup>سخن ایشان در حرکت آید۔

روزے و ضومی کرد ناگاہ آفتابہ بسفال کہ در دست داشت بہ دیوار زد۔ مردم  
 ازین حرکت غیر متعجب شدند۔ بعد چند روز خادمی کہ اورا بجائے فرستادہ بود باز  
 آمد۔ و نقل کرد کہ در صحراے می رفتم شیرے با من دو چار شد۔ و خواست کہ حملہ کند۔

۱۵ سخن یعنی غصہ۔

حضرت پیر دستگیر یعنی میر سید طیبؒ را یاد کردم۔ از ہوا آفتابہ پیدا شد و ہر کجہ شیر زد  
شیر و از من گردانندہ راہ صحرا پیش گرفت۔ و من از آن مملکہ نجات یافتم۔ چون تاریخ  
ضبط کردند ہر دو قضیہ در یک آن واقع شدہ بود۔

حضرت میر ذریعہ پنجم شہر ربیع الاول سنہ ۶۶۱ است و ستین و الف در انجمن  
قدس جلوہ افروز گردید۔ و از کمال تبعیت او این کہ در شہر ربیع الاول انتقال کرد۔ و ہین  
سنت کہ بے اختیاری بود نیز اورا حاصل گشت۔ عمرش ہفتاد و ہشت سال و یازدہ  
ماہ الا ربیع یوم۔ مرقد او قریب بہ مرقد میر عبدالواحد در محوطہ علییہ تاریخ وصال ایشان  
دو ستون دین افتادہ و دین ایام میر محمد یوسف برادر ہم درس فقیر کہ ذکرش می آید  
این تاریخ قدیم را در سلک نظم کشیدہ

رفت طیب زد ہر بے بنیاد  
گفت ہاتف۔ ستون دین افتاد  
۱۰۶۶

پنجم شہر انتقال نبی  
از بے ضبط سال تاریخش

## (۲۳) میر عبدالواحد صلح

خلف الصدق و صاحب سجادہ میر سید طیب بن میر عبدالواحد است قدس اللہ  
اسرارہم اور نسبت بہ جد اعلیٰ اصغر گویند۔ آنجناب بہ کمالات موروثی موصوف بود و زنگار  
طبیعت از آئینہ طالبان می زدود۔ وفاتش در عشرہ ثانی بعد مانہ و الف قبرش پہلوی قبر  
میر سید طیب قدس اللہ اسرارہما۔

## (۲۴) میر سید نعمت اللہ

بن سید محمد زاہد بن میر عبد الواحد اصغر قدس اللہ سرہم - سید محمد زاہد صاحب  
 سجادگی برتہ تافت - قرعہ این دولت بنام سید نعمت اللہ زوند - در دانش صوری پایہ بلند  
 و در حقائق و معارف رتبہ ارجمند داشت - ابتدا احوال نزد عم بزرگوار خود میر عبد الہادی  
 بن میر عبد الواحد اصغر کہ ذکرش در فصل ثانی می آید انشاء اللہ تعالیٰ تلمذ نمود - بعد از  
 آن بہ جوزہ درس ملاقطب الدین شہید سہالوی رسید - و تتمہ کتب تحصیل بہ استعداد تمام  
 گذرانیدہ فاتحہ فراغ خواند و بہ وطن مالوف آمدہ سجادہ نشین آباء کرام گردید - و مسند  
 ارشاد را بہ اصناف مشغول تدریس دولتی دو بالا بخشید - راقم الحروف اکثر بحضور صحبت  
 بابرکت سعادت اندوخت - پیر مرناض نورانی - صاحب اخلاق رضیہ و سجا یاے  
 مرضیہ بود و اواع برکات از سیماے مبارک می تافت - برین حقیر عاطفت خاص می فرمود  
 نوبتی با فقیر نقل کرد کہ روزے در حلقہ درس قطب المحدثین سید مبارک بلگرامی کہ ذکر  
 شریفش در ہمین فصل آید حاضر شدم آیتے از کلام اللہ مذکور شد سید مبارک تتمہ  
 آیت درخواست من فی الفور تتمہ آیت فرد خواندم - سید مبارک استفسار نمود کہ شما  
 حافظ اید - من بسبیل طیبیت جواب دادم - حافظ نیستم اما پدر حافظم - نام یک پسر ایشان  
 حافظ بود -

سید نعمت اللہ پنجم شہر رمضان ۱۲۴۰ھ ربیعین و ماتہ و الف بہ ریاض رضوان



خرامش نمود. و پابین مرقد میر سید طیب بیرون محوطه بر زمین داخل مدفون گردید.  
مولف اوراق گوید

در گلستان قدس آرا مید  
صاحب نعمت ارم گردید

نعمت اللہ سید العرفا  
ہاتھی گفت سال تارخیش

## (۲۵) شاہ طیب

ثمر آن شجر و وارث علوم اجداد است. و در جمیع فضائل صوری و معنوی صاحب  
استعداد. برخی از کتب سجدت و الہدایا گذرانند. بعد از آن در حلقہ درس میر عبدالمبارک  
بن میر عبد الواحد صغر تلذذ نمود. و متداوالات درسی را بہ آخر رسانید. و حدیث از قطب  
المحدثین سید مبارک قدس اللہ سرہ ست کرد. خط عربی و فارسی او اگر چہ طبعی است  
اما بسیار شیرین و پختہ و پر رونق واقع شدہ کہ مشاہدہ آن تو بصری افزایش دہد. و سرعت  
کتابت او نسخہ حیرت عقول است. شرح ملا جامی را در یک ہفتہ من اولہ الی آخرہ  
نوشت و بجمہ المہافل کہ کتابی است ضخیم در سیر نبوی تصنیف یحییٰ بن ابی بکر العامری  
ایمنی در بیست و سہ روز کتابت کرد. و کتب خانہ عظیمی از خط خوش نمط خود یادگار  
گذاشت. در ایام شباب چندی بعالم نوکری گذرانند و باوصف شوغل و نیوی از  
تصفیہ و تجلیہ باطن و شغل کتاب خود را معاف نہاشت. وقت ارتحال پدر بزرگوار  
در گجرات احمد آباد بود. بہ مجرب استماع این خیر علاقہ نوکری قطع کردہ خود را بوطن رسانید.

و بر سجاده اسلاف کرام متکلم گشت و بتقدیم طاعت در ریاضت و درس روزگار خوش گذرانید  
 و بهفتم رجب المرجب روز چهارشنبه ۱۱۵۲ هـ شین و خمین و ماه و الف جانب نزهت  
 کرده اخروی شادفت - قبرش در چبوتره پایین چبوتره مرقد میر عبد الواحد اکبر قدس سره  
 متصل دیوار شرقی حریم میر سید طیب قدس الله سره است راقم الحروف آیه کریمه و هم  
 مکرّمی فی جنات النعیم تاریخ استخراج کرد -

محقق نامند که شیخ حسن بن علی الجیمی در شرح تصیّد لایمیه شیخ ابن فارض مصری  
 نوشته که بخط شیخ علامه سیدی شهاب الدین احمد المیورقی الطائفی یافت شد که  
 من ادخ وفاة شیخ کان فی شفاعته یعنی هر که تاریخ گفت وفات بزرگی را - باشد فردا  
 قیامت در شفاعت او - بناؤ علی هذا فقیرین نسخه تواریخ اکثر بزرگان به آیات قرآنی  
 و نظم و نثر ضبط کرده ام امیدوارم که برکات ارواح طیبیه قدسیه عائد حال این شکسته  
 بال شود -

## (۲۶) سید دین محمد سلمه الله تعالی

بن شاه طیب بن سید نعمت الله قدس الله سره از بهادرین ایام پر سواده اجداد  
 کرامت نژاد متکی است - و به طریقه انبیه اسلاف ستوده اوصاف مقتدی اللهم انصرا  
 من نصر دین محمد علیه الصلوة والسلام و اذقنا حبه عبادك الصالحین و اولیاء  
 المقرّبین ربنا تقبل منا دعاءنا انک انت السميع العليم -

## (۲۶) سید محمود صغری

بن سید حسین بن سید نوح بن سید محمود اکبر قدس سره اور اصغر نسبت بہ جسے  
 او سید محمود اکبر گویند کہ ترجمہ اش گذشت۔ و ترجمہ پدرش سید حسین در سلک فضلاحی آید  
 سید محمود عنصر لطیفش ملکی بود در صورت انسان متورع۔ متعبد۔ صاحب فضائل  
 صوری و اشرفیات معنوی۔ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل فرمایند

محمود در فضائل کسبی و ذہنی	ہمتاے او ترا در زارحام عنصری
----------------------------	------------------------------

در سبادی حال بہ ارادہ تحصیل علم بہ فتوح رفت و نزد علماء آنجا کتب درسی  
 گذراند و کمال استعداد بہم رساند۔ و در ایام تحصیل با وجود قرب مسافت گاہی  
 میل وطن نہ کرد چہ مسافت مابین بلگرام و قنوج پنج کروزہ است۔ و ہمت بر کتاب  
 فنون علم گذاشتہ در اندک فرصت فراغ حاصل کرد و تصویح نسخہ ظاہر و باطن بہ کمال  
 رساند و آنگاہ جانب وطن عطف عنان نمود درین ایام میر عبد الواحد قدس سره  
 در قصہ سانڈی اقامت داشتند بخدمت حضرت میر رفتہ اسم بیعت بجا آورد۔ و ریاضت  
 شاکہ کشید۔ حضرت میر اور اشمول عنایات خاص ساختند۔ و صبیہ محترمہ خود را  
 در سلک تزویج او کشیدند۔ و از بس الفتی کہ با جگر گوشہ خود داشتند۔ با اہل و عیال  
 در بلگرام تشریف از رانی داشتہ بہ لوطن خود این مقام را زیب و زینت بخشیدند۔ سید  
 محمود عمر پرتادم آخر بہ انزو گذرانید و قدم از حجرہ طاعت بیرون نہ گذاشت الا یک مرتبہ

به اراده زیارت مزارات مشایخ قدس اللہ اسرارہم سفر دہلی اختیار کرد۔ وہ زیارت  
 خاک پاک آسودگان حضرت دہلی نور اللہ صناعہم فایز گشتہ انوار النواع برکات  
 اقتباس نمود۔ و صحبت شیخ عبدالحق دہلوی و دیگر اکابر علیہم الرحمۃ دریاقت۔ وہ وطن  
 اصلی معاودت فرمود۔ و پادردا من عزالت کشیدہ بہ بیاد مولیٰ تعالیٰ اوقات معمور داشت  
 و بیست و یکم رمضان ۱۲۳۲ھ اربع و عشرين و الف بہ عالم روحانی پیوست۔ میر سید <sup>طیب</sup>  
 قدس سرہ این مصراع تاریخ یافت

ولی عاقبت محمود باشد

قبر او در باغ کنار است۔ در گوشہ شمال و مغرب۔ و باغ محمود ہمین باغ است۔ منسوب  
 بنام نامی و از آثار انامل فیض شواہل او امر و نسخہ کلام اللہ موجود است کہ در صحبت اقتدا  
 قرآن امام وارد۔ تاریخ تمام قرآن سلخ ذی الحجہ ۱۱۹۰ھ تسعہ عشر و الف ثبت فرمود۔ اورا  
 از دختر میر عبد الواحد چارہ پسر تولد یافت۔ سید عبد اللہ۔ سید عبد اللطیف۔ سید  
 امان اللہ۔ سید محمد اعظم۔ نسب مولف اور اق بہ سہ واسطہ بہ سید امان اللہ میرسد۔

(۲۸) میر سید حسین دہلی وال بلگرامی

ملقب بہ سید السادات قدس سرہ بن سید ابراہیم بن سید نظام الدین بن سید محمد رامہ

بن سید میران عرف سید ماہ میر بن سید بڈھ بن سید جمال الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن

سید سعید بن سید سالار بن سید محمد صفری قدس سرہ نقادہ دو دو مان سیادت۔ و سلالہ اہل علم

و عبادت بود - در صغر سن به اراده تحصیل علم از وطن مالوفت مهاجرت اختیار کرد و مطالع  
رسایش بخدمت شیخ عبدالعزیز بن شیخ حسن کمال الحق دهلوی قدس اللہ امرہا رسا رسید  
و در ظل رافت شیخ جا گرفته تلمذ اختیار نمود - و کتب معقول و منقول به استعداد تمام گذرانید  
و قدم بر ذروه کمالات عظیم گذاشت - درین هنگام شیخ او را به خلعت خلافت ممتاز ساخت  
و به شرف نامادی خود اختصاص بخشید - و به تقریبی رخت سفر به جانب ملک ادرکن کشید  
و عمری در آن دیار بسر برد - و به دہلی عطف عنان نمود و قدم در کتب عزلت افشرد - و آخر  
به حکم شیخ تشریف به بلگرام آورد - و مقتداے عصر گردید - و این بقعه را به اشاعت  
فیوضات صوری و معنوی معمور ساخت - و عمری در ازیانت و ہم در بلگرام بعد از رفت  
ہجری رخت سفر به عالم علوی بر بست - مرقد منور در محله سید و ارہ جاے با فیض  
است - و جہ تلقب او به دہلی وال از سباق کلام سمت و ضوح یافت - و چون میر سید  
به بلگرام تشریف آورد بار دیگر در عشرہ پنج بہیہ تزوج نمود - و از دختر شیخ عبدالعزیز و دختر  
قبیلہ ہر دو اولاد باقی است - و سید ابراہیم عرف سید میان کہ ذکرش می آید از اولاد  
دختر قبیلہ است صاحب مرآة المبتدین می نویسد کہ :-

دو دی بس بزرگ عالیشان گذشتہ - انوار مجتہدی و آثار تفسوی از جنبش جلوہ می کرد و مردم اورا سید اسادا  
دو وقت می گفتند - جامع اصول و فروع علوم بودہ و شاگرد و مرید و داماد شیخ عبدالعزیز دہلوی  
دو شیخ بارہا بر سر منبر در مجمع عام فرمود یا سیدی ہرمانتی کہ ما را از جد شمار سید بہ سلامت نیاز شما کردیم  
دو واکثر در سان و مستعدان در درس میر حاضر می شدند - و استفادہ ہر می داشتند - و مجتہد

- ۱۱ زمانه می پنداشتند - وی گفته - چگونه باشد حال کسی که دیش هوس نفس او بود و همیشه  
 ۱۲ گرد آوری دنیا باشد و نیک کردار است که از خلق گزیده بود و دانه عادت که از خلق  
 ۱۳ بریده باشد و آورده اند و فتنه که میرسد از تحصیل علوم - تکمیل نفس به اشاره پیر خود به وطن  
 ۱۴ آمد خانه موردی خود را از همسایه با طلب داشت - آنها گفتند از هر جا که میر نشان دهد همان  
 ۱۵ حد خانه اوست - چون از خوردی بر آمده بود - و تمام زمین را همسایه با داخل خانه باه خود  
 ۱۶ ساخته بودند - بدین سبب حد و در خانه خوب سلوم نمی شود - آن جا را ترک داد -  
 ۱۷ و بجای دیگر خانه ساخت که مباد از زمین دیگر گزیده بود - و در دیانت نقصان راه  
 ۱۸ یابد - و او پیوسته در کلمه حق گفتن ملاحظه کس نمی کرد - و خوش آمد و بد آمد مردم دنیا را نمی  
 ۱۹ دانست - بے محابا بر روی مردم کلمه حق بر زبان می راند - حتی که خادمان و فرزندان  
 ۲۰ منع می کردند کارگر نمی شد - و میر عادت داشت که هر مردی که در شهر و قبیله فوت  
 ۲۱ می شد و زیسوم بخانه ادمی رفت و به زن مثنوی می گفت و جزع و فزع کم کنید - رخصت  
 ۲۲ نبوی است شوهر دیگر بگوید تا بنان و لفظه خبر دار باشد با چون در هندوستان شوهر دیگر نمی  
 ۲۳ کنند هر روز ازین معنی بدی بودند و ناسزا می گفتند - میرا اگر آن نمی آمد - و گرد پیش خانه میر  
 ۲۴ مردم سادات از قوم و خویشانش متوطن بودند - اگر پسری بدان راه می رفت - تمام قدر می بخوابست  
 ۲۵ و اگر مرخصه طفلی را از سادات بخدمتش می آورد تا دعا خوانده برودند - بر یا خواسته دعای میسید  
 ۲۶ و میر عمر بسیار یافت تا زنده بود حالش همین بود - و نیز در مجلس خاص عام می فرمود که اولاد فاطمه همه  
 ۲۷ بشر به جنت اند - هر چند مردم منع می کردند که سادات بسیار اند از عبادت باز خواهند ماند این <sup>چنین</sup>

دو گفتن مصلحت نیست - جواب می داد - اگر مصلحت نمی شد - نمی نوشتند - ما نوشته آنها را  
 دو نقل می کنیم - تا دم آخر همین کلمه از زبانش جاری می شد

انتهی کلام مرآة المبتدین -

مخفی نماند که قول میر سید حسین قدس سره که اولاد فاطمه همه مشرب به جنت اند - موافق  
 مذهب شیخ محی الدین ابن العربی است لوز اللہ صریحی که در باب بست و نهم از فتوحات مکبیه  
 بیان نموده - و شیخ ابن حجر کی روح اللہ رده نیز در صواعق محرقة اعادیت نبوی و قول  
 علماء دین باب نقل کرده - مذهب قاضی شهاب الدین ملک العلماء طالب مضجعه  
 همین است که در کتاب مناقب السادات قلمی ساخته ان شئت ذلک فاطلب  
 هنالك و فقیه هم این بحث را در رساله سند السعادات به تفصیل نوشته ام -

الحال عند لیب ناطقه احوال شیخ عبد العزیز دهلوی قدس سره  
 می نماید - نیمنا و به این وسیله سعادت جادوانی کسب می نماید -

شیخ قطب عالم فرزند اجمند و صاحب سجاده شیخ عبد العزیز دهلوی قدس سره  
 احوال آباء گرام خود در سلک تخریر کشیده - منتخبه از آن بدست آمده - درین کتاب  
 مختصری از آن انتخاب درج نموده می شود -

شیخ طاهر جلالت شیخ عبد العزیز قدس سره از ولایت ملتان به تقریب علم و به  
 دیار شرقی آورد - رفته رفته در بلده بیمار رسید - و درینجا در اشنا و راه علم از فضل و عصر کسب نمود  
 قاضی بیمار و خمر خود را در حساب که نکاح او آورد - و توان و تناسل به ظهور رسید - بعد چند

شیخ باہل و عیال از انجا بہ جونپور نقل کرد و در ہمین جا بہ حواری رحمت آسود قبر شریف  
 او در جونپور است یزار و تیرک بہ۔

شیخ حسن خلف الصدق شیخ طاہر قدس اللہ اسرارہما ورنہ سالگی کلام اللہ را حفظ کرد  
 و در شہزادہ سالگی اکثر کتب متداولہ را تحصیل نمود۔ و از آن عمر مشغول بہ حق گشت۔ و در  
 بست<sup>۲۵</sup> و پنج سالگی دروشی را بہ کمال رسانید و مرید راجی سید حامد شہ گردید و خرقہ خلافت  
 و کمال الحق خطاب یافت۔ راجی سید حامد شہ می فرمود۔ اگر فردا سے قیامت بہر سہند  
 کہ بہ درگاہ عالم پناہ ماچہ تحفہ آردی۔ گویم فرزند می مثل شیخ حسن و اکثر می فرمود شیخ حسن  
 حجت موجدہ ماست۔

سلطان سکندر لودی با شیخ غالبانہ اعتقاد بہم رسانید۔ و استدعا کرد و م نمود در آن  
 وقت آردوی سلطان در آگرہ بود۔ شیخ حسن از جونپور بہ آگرہ رسید۔ سلطان غاشیہ  
 خدمت بردوش کشید۔ شیخ چندی در آگرہ اقامت داشت۔ آخر رخت بہ جانب  
 دہلی کشید۔ و در بدیع منزل رحل اقامت افگند۔ بدیع منزل بہرحی است۔ از حصار بنا کرد  
 سلطان تعلق بہ تغیر السنہ آن راجی مندل گویند۔ روزے قوال این رباعی سر آید

ای ساقی از آن می کہ دل و دین من است	پر کن قدحی کہ جان شیرین من است
کہ بہت شراب خوردن آئین کسے	معتشوقہ بہ جام خوردن آئین من است

شیخ را ذوقی غریب دست داد۔ سہ روز متصل بے اکل و شرب و جدنی کرد۔ روز سیوم در  
 بہان غلبہ شوق جان شیرین بہ جهان آفرین سپرد۔ وفات او روز جمعہ بست<sup>۲۴</sup> و چہارم شہر



ربیع الاول سنه ۹۰۹ تسع و تسعاً و مدفن شریف بدیع منزل - از مصنفات شیخ مفتاح الغیض  
 متضمن شصت و سه رساله است شیخ حسن چهار سپرداشت - شیخ عبدالعزیز از همه اصغر است  
 اما در مرتبه از همه اکبر - پدرش اوراد صغیر سن مرید ساخت - و پیر این خلافت عطا فرمود  
 دویم ساله گذشته از عالم رحلت کرد - و تربیت او خواجہ جلال الحق قاضی خان ظفر آبادی نمود -  
 شیخ عبدالعزیز چون پهن تمیز رسید نزد میر سید محمد خلف الصدق حاجی عبدالوہاب  
 بخاری تلمذ کرد و از جناب حاجی نیز کتاب فصول الحکم و فوائد اخذ نمود حضرت حاجی در  
 باره او کمال عنایت داشت - از زبان دربار خود عبدالعزیز عاشق می گفت - و جامه  
 خلافت خانوادہ سہرورد پوشانید - و فرمود - از دنیا نہ رفتیم تا عبدالعزیز مثل خود نہ کردیم  
 بعد از ان بہ ظفر آباد رفت و امانت والذکر گو از قاضی خان قدس سرہ فر گرفت و سہ سالہ  
 در بوٹہ ریاضت چندان گذاخت کہ بس خود را اطلاسے خالص ساخت - و خرقہ  
 خلافت پوشید - بعدہ خدمت میر سید ابرہیم اچھی را دریافت و بعضے کتب گذراند  
 و جامہ خلافت قادریہ در بر کرد -

و ایضاً شیخ تاج محمود خلافت جشتیہ حاصل نمود - و بر سجادہ ارشاد متکلم گشت - و عمر باخلاتن را سوئے حقانیت  
 دعوی کرد - وقت رحلت در حالت ذوق و شوق ازین عالم رفت - حافظ محمد صادق مغل مردی خوش خوان  
 و خوش الحان بود - اورا فرمود کہ قرآن بخوانید سورہ ق خواندن آنست چون بہ آیہ فحی اقربا  
 الیہ من جبل اللورید رسید حالت شوق غلبہ کرد سہ مرتبہ کلاہ از منبر مبارک بہ رقص آورد -  
 باز حافظ آیہ هو الاول هو الآخر الظاهر الباطن وهو بكل شیء علیم

شیخ طرفہ ذوقی و حالتی بہم رساند۔ چون قرآن تمام کرد۔ و آیه سبحان ربک رب  
 العزّة عمّا یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد لله رب العالمین خواند  
 حضرت شیخ نہرود دست مبارک بروئے مشکبوی فرو داد و در بر سینہ فیض گنجینہ برد و جان  
 بہ جانان تسلیم نمود۔ تصانیف ایشان سبت<sup>۲۳</sup> و سہ رسالہ است۔ صاحب مرآة المبتدین  
 گوید :-

- دو شیخ عبدالعزیز دہلوی بزرگ وقت بود اورا بحر مروجی نامیدند عقلش بر علمش غالب بودہ بدین سبب  
 دو حفظ مراتب را ہرگز قطع نکرد و با از جادہ ادب بیرون نہ نہاد و بہر حال بر خود فرض دانستی۔ و اکثر بزرگان  
 دو رائے چنانچہ پیغامبران را علیہم الصلوٰۃ والسلام واجب است اظہار معجزات است را فرض است  
 دو اخقائے کرامات۔ جامع فردع و اصول گذشتہ۔ و چند بار آن سرور را صلی اللہ علیہ وسلم در خواب دیدہ  
 دو و فوائد حاصل کردہ و از روحانیت بزرگان دہلی تمتع برداشتہ۔ چنانچہ در نفس الامر ایسی توان گفت  
 دو شکستگی نفس بہ حدی داشت کہ ہرگز خود را اعتبار نہ نہادی و بر کس اعتراض نہ کردی گریہ واسطہ  
 دو غیبت ردین۔ وے گفتہ ہر چیز سے را خدا شگاری باید تا حفظ آن کند حافظہ دین ادب است  
 دو وہم گفتہ بندہ را تا رسیدن بہ حق یک کام توان گفت و آن از خود رستن باشد یا کلمہ خود را در سنت  
 دو نبوی محکومہ بود۔ اعتقاد و اخلاص با خاندان نبوت زیادہ از ہر چیز داشت۔ تا بہ حدی کہ در محلہ  
 دو شیخ بعضیہ از باب حرفت می ماندند آنہا خود را سید می گرفتند۔ چون شیخ بر اسے دہس بر می آمد  
 دو و از وہام طلبہ می شد در آن میان اگر خود رسالی از آن مردم بازی کنان بہ نظرش در می آمد  
 دو بے توقف درس را باز داشتہ بر پامی خاست۔ و تا آن طفل بازی می کرد او بہ ادب تمام ایستادہ

دو می ماند و از نزد خود نمی راند - طالب علمان از بسکه تنگ آمدند - نگاهبانان بر سر کوه گذاشتند  
 دو تا سید طفلی را این طرف صافه آید - و فتنیکه این خبر به شیخ رسید طالب علمان را از جرمنود - تا زنده بود همین حالت  
 دو داشت - خلفاء او همه صاحب لفظ و کرامت شدند - انتہی کلام مرآة المبتدین -

مولانا عالم کابلی گوید :-

دو من در ۹۶ تصد و شصت و هفت در دہلی سجد است و سے رفتم و خواستم کہ معنی این دو بیت

دو عارف جامی را قدس سرہ پیرسم کہ

کلام از دست رفتہ دستم گیر

دو عاشقم بے دلم اسیر و غریب

در نہ ہجران نمی کند تقصیر

دو بابہ یا دقوزندہ سے مانم

دو قبل از آن کہ استفسار نمایم مناسب معنی ابیات چندان معارف بیان فرمود  
 دو کہ حاجت بہ سوال نہ ماند - انتہی -

جمع اعیان و اعمراء اکبری در خدمت شیخ می رفتند و تبرک می جستند - خصوص

بیرام خان خانخانان در اعراسی کہ شیخ می کرد حاضر می شد - و کمال نیاز مندی بجای می آورد  
 شیخ عبد القادر بداونی گوید :-

دو در ایام فترت بیرام خان سطور بہ حضرت دہلی افتادم - و در آن ایام ہر روز بہ استفادہ و استفادہ

دو بعضی کتب تصوف نزد شیخ سے رفتم - اوقاتی دست می داد کہ بہ چہ زبان ذوق آن را

دو بیان نمایم - و بہ طوری از آن کلمات معجز بیان ایشان لذت گرفتہ ام کہ مدتی از آن گذشت

دو و ہنوز حلاوت آن از دل نمی رود - و قات ایشان روز دوشنبہ ششم جمادی الآخرہ ۹۵۵ ہجری

« سبعین و تسعمائة واقع شد - قضی نحمدہ تاریخ است - مرقد مبارک در صحن خانقاه  
افشاد رحمة اللہ علیہ »

## (۲۹) سید ابراہیم المعروف بشیخ میان

بن سید غلام محمد بن سید عبدالحق بن سید حسین دہلوی وال بلگرامی قدس سرہ  
از مشایخ کبار شہر است نشاہ فقر بلند داشت - و در زاد بوم خدا پرستی می گذرانید - چندی  
و خانقاہی در جوار مرقد میر سید حسین سیدالسادات قدس سرہ بنا کرده - و شیوہ نان  
دہی و خدمت فقر اشعار خود ساخت - مسافران دارد و عمارت شہر اکثر در خانقاہ  
او نزول می کردند - دقیقہ از دقائق خدمتگاری بہ قدر امکان فرو نمی گذاشت  
بستم رمضان ۱۱۲۷ الی ۱۱۲۸ و ما تہد الف بہ رحمت حق پیوست - خواہگاہش بلگرام  
رحمة اللہ علیہ -

## (۳۰) شیخ ادہن معروف بشیخ الاسلام بلگرامی قدس سرہ

از فرزندان حاجی سالار قنوجی است کہ از کمل اولیاء عصر بود - و نسب حاجی سالار  
منتہی می شود بہ خواجہ عثمان ہرودی پیر خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ اسرارہم ازین  
جہت عشیرہ اورا عثمانی گویند - شیخ ادہن از اعظم خلفاء شیخ مبارک سندیلوی است  
مقتدا بہ عصر مفتی شہر بود - و در زاد بوم تقوی و حفظ شرع و حل و قلع طلب ظاہری

د باطنی نظیرنداشت شیخ محمد غوثی مندوی در کتاب گلزار ابرار در ضمن احوال شیخ سالار  
بزرگ می نویسد :-

دو سید صفی جنتی و شیخ بدرالدین سرملندی <sup>له</sup> و شیخ ادب بن بگرامی از خلفا و شیخ مبارک سندیلہ اندلس سامان  
دو عالی در احوال سامی داشتند۔ اہل روزگار در کار ہائے دین و دگر در اخذ شناسی پیوستہ روے  
دو توجہ و نیاز بہ آستان این بزرگواران می ورودہ حل مشکلات و وجہانی از گرفتار اسرا گذار ایشان می نمودند  
و صاحب مرآة المبتدین می آرد :-

دو شیخ ادب بن استاد شہر بود و اکثر مدرسان و مستعدان برائے شاگردی بخدمتش می آمدند۔ حتی کہ ملا محمد  
دو خرازی کہ از شاگردان رشید ملا احمد جنیدی بود و قتیکہ در ہندوستان آمد بہ شاگردی شیخ پیوست  
دو وے گفتہ :- در ویش را کار خلات شرح آن است کہ پس از کردن پشیمان شود۔ یعنی چرا کارے  
دو کند کہ بعد از آن پشیمانی حاصل کند۔ شخصے از شیخ پرسید فاضل ترین طاعات کہ ام است۔ گفت  
دو ملاحظہ ادب در جمیع اوقات پیوستہ از صحن خانقاہ بیرون نمی آمد مگر برائے نماز عیدین و امر و زور  
دو سلسلہ اش بہین رسم است کہ جانشین از صحن مسجد و خانقاہ بیرون نمی آید آوردہ اند روزے  
دو حاکم معزول شہر بہ حجت و داع بخدمت شیخ آمد دید کہ بہت خود خشت برائے مسجد می سازد۔  
دو حاکم التماس نمود کہ اگر من بجال بیا نم این را درست بکنم تا تصدیع نہ رسد۔ فرمود چون نیت خیر در  
دو دل آوردی بجال خواہی ماند۔ و فاتحہ خواند۔ همان روز در مجلس صاحبش کے ستایش عملش کرد  
دو و پروانہ بجال برائے اور دانہ گردید۔ چون بدو رسید مردم ملاحظہ کردند تا پنج و وقت همان برآمدند  
دو کہ شیخ فاتحہ خواندہ بود۔ و قتیکہ و دیعت حیات سپرد سپر کلان او کہ شیخ عبد الجلیل نام داشت

» جانشین گشت - در اندک زمانه ازین عالم رفت - خلفا در پہلوی قبر پدرش قبر گذاشتند  
 » آن قبر از جانب قبر پدر کج شد چنان کہ کسے تو وضع بزرگی کند - و بعد از ان برادر خوردش  
 » کہ شیخ ابوالمعالی نام داشت جانشین شد چون از دار فنا بہ دار بقا رحلت فرمود در آنجا  
 » دفن گردید - قبر او نیز تو وضع کنان است ہر چند راست می کنند همان طور است -  
 انتہی کلام مرآة المبتدین -

و بعد از شیخ ابوالمعالی بہ لام پیش ازیا خلف الصدق او شیخ ابوالمعالی  
 بہ نون پیش ازیا لقب بہ شیخ الاسلام ثانی بر سجادہ خلافت نشست بزرگوار بلند مقدما  
 بود - و از دولت صوری و معنوی حظی را فر داشت - مدتی مستدار شاد را رونق داد -  
 و ابواب ہدایت بر روی طالبان خدا کشاد - آخر در صدر حیات فرزند خود  
 شیخ صوفی را بر جاے خود نشاند - و خرقة خلافت آبا و اجداد بر او پوشانید - و خت سفر بہ  
 دار الخلافہ شاہجہان آباد کشید و شرف زیارت آسودگان دہلی نور اللہ مصباح جمع دریافت  
 و حجرہ عبادتی در مسجد آدینہ اختیار کرد و مدتی اقامت ورزید - و او کلام اللہ را از ہر دو  
 و از حسن الحائش دل مستمع می گداخت - پیکے از امرای معتقد تعریف او نزد صاحبقران  
 شاہجہان انار اللہ بر ہانہ کرد و بہ صحبت پادشاہ رسانید - اتفاقاً ایام رمضان بود  
 پادشاہ فرمود آیتے در حق رمضان المبارک باید خواند آیتے کریمہ شہر رمضان الذی  
 انزل فیہ القران شروع کرد و نوے عے بہ آواز دل فریب خواند کہ پادشاہ راتے بہت  
 داد و استعا و اعادہ نمود - نوبت ثانی در قراءت دیگر خواند - پادشاہ خیلی محفوظ گشت

و قریه سیر حاصل از توابع بلگرام کردلی نام حسب الاستدعا شیخ به طریق مدد معاش حمت فرمود - تاریخ تحریر فرمان قریه مذکور سنه ستین و الف هجری است -

شیخ ابوالمعانی رشید دودمان خود است - محله سکونت اجدادش بنام او مشهور شده یعنی محله شیخ معانی و آن شرقی محله سید و اژه واقع شده - مخفی نماند که مسجدی که شیخ ادین قدس سره بنا کرده بود کتابه دروازه آن که در سنگ پیشانی دروازه نقش کرده اند این است ۵

در ایام جلال الدین محمد اکبر غازی	که از معمار عدل او عمارت یافته دوران
بنا از میرزا حاجی محمد اوزبک گشته	عجب دروازه خوش خم چو طاق ابر و خوبان
گذشته نه صد و بیست و هشت از هجرت مرسل	که گشته از در رحمت تمام اندر مه شعبان

و چون آن مسجد رو به شکست آورد در عهد شیخ ابوالمعانی عمارت مسجد تجدید یافت - و کتابه مسجد پیشانی که در پیشانی محراب وسط بر لوح سنگی نقش کرده بودند این است ۵

در زمان شریف شاهجهان	منبع السجود مطلع الاحسان
ساخت میرزا حسن عسلی و انا	مسجد اسس علی المقومے
از پے سال این خجسته بنا	کردم از پیر عقل استملا
عقل بالفور در پاک بسفت	و ادخلوا المسجد الحرام بکفت ۶۶ هـ

و بعد در ایام عمارت مسجد که میرزا حسن علی دانا بنا کرده بود آن بهم رو شکست آورد - و در سنه ۶۶ است و ستین و مائت و الف نواب ابوالمنصور خان صفدر جنگ وزیر اعظم احمد شاه

فرمان ردا سے ہندوستان پہنچید عمارت مسجد توفیق یافت۔ ومولف کتاب بہ استدعا  
 شیخ غلام حسن صاحب مجاہدہ این قطعہ تاریخ در سلک نظم کشید

زر زمان جلوس احمد شاہ	زیر سرمان اولوک جہات
رکن عالی جناب صفدر جنگ	آصف احمد بانی خیرات
کرد تعمیر خانہ ایزد	یافت از غیب حسن توفیقات
صاحب این مکان غلام حسن	زیب افزا کے سند برکات
گفت تاریخ این بنا آزاد	مسجد تازہ منزل حسنت

شیخ صوفی قدس سرہ صاحب عظمت و جلالت بود و قوا عد سلسلہ علیہ خود بر وجه احسن  
 نگاہ داشت۔ آورده اند کہ افغانی بر شیخ دعوی خلافت واقع کرد کہ شما پانصد روپیہ  
 نقد از من بطریق فرض گرفتہ اید۔ شیخ شہود طلبید۔ گفت شہود ندارم۔ قسم با بدخورد شیخ  
 خاموش ماند و برخاستہ درون خانہ رفت و زیورہ زوجہ و اثاث البیت فروختہ پانصد  
 روپیہ نقد ادا ساخت۔ افغان زر را قبض کردہ راہ خود گرفت و بعد مدتی باز آمد و در قدم  
 شیخ افتاد و عرض کرد کہ من کہ مفلس بودم چون نفس من گواہی صادق می داد کہ شما قسم  
 نمی خورد و زرمی دہید۔ بدعوی خلافت واقع زر از شما گرفتہ۔ و آن را سرمایہ سود و بہبود  
 خود ساختہ بہ تجارت پرداختہ زمانہ موافقت کرد و مرا حج بسیار بدست آمد و بدولت  
 آن پانصد روپیہ صاحب ثروت شدم و مبلغ ہزار روپیہ نقد و برنجی اقمشہ براسے شیخ  
 آورد۔ شیخ دست زد۔ و فرمود چیزے کہ دادہ باشیم نمی گیریم و بلندتر از اول درین مرتبہ



ہمت را کافر بود۔

برہمنی از بلگرام بلبہ ز نام کتابی در نورس سنگار بنام شیخ نوشته و آن را مہونی ست  
نام کرده۔ و در او اہل کتاب چند دوہہ در بیخ شیخ پر داختہ این دو دوہہ از آنجا ست  
جولی جنگم ساوہر کھرا جاہارا نارائی

دیگر

کرے کامنان کوت کوئی کے ابو حال

بروے سوئے پاک میں صوفی کھپتال

بعد از رحلت اذ فرزند ارجمندش شیخ عبد الجلیل قدس سرہ قائم مقام گردید  
محرر رسالہ ادراک نمود۔ سرتاپا شریعت و طریقت مجسم بود در عشرہ ثالث بعد  
ماندہ الف جان گذران را دواع نمود و بعد از و پسرش شیخ غلام شاخ قدس سرہ جانشین  
گشت۔ و بر سچیہ رضیہ گذشتگان زندگانی بہ انجام رسانید۔ قبور این ہمہ بزرگان در مقبرہ  
شیخ ادھمن است روح الہیہ را داحم و الان شیخ غلام حسن پسر شیخ غلام مشائخ  
جانشین آباے کرام و اجداد عظام است۔ حضرت حق جل شانہ در عمر و مہاش بر بفراید۔

(۳۱) محمد و محمد کن الدین بلگرامی قدس سرہ

و اماے حقان کیانی و الہی است و شناساے موزیدار دلی و اکاہی لمالات

مضوی را با فضائل صوری فراہم داشت۔ و شکتہ دلان در و طالب را بہ موسیائی و جعل  
داوامی کرد و آنجناب برادر زادہ حقیقی و مرید و خلیفہ شیخ الہدیہ شیر آبادی است قدس سرہ کہ

که مناقب اور امور خان روزگار اجمالاً و تفصیلاً گذارش نموده اند۔ میر میرین جد مخدوم محمد رکن الدین  
 را دو خلف ارشید به وجود آمد میر نصیر الدین و میر نظام الدین المعروف به شیخ المدینه قدس سره  
 اسمرا بهادر در اعیانی انداز بطن دختر میر سید جان پدر مخدوم سید علاء الدین صاحب  
 ولایت قصبه سندیلہ قدس سره مخدوم محمد رکن الدین فرزند ارجمند میر نصیر الدین است  
 ولادت باسعادت او در دارالارشاد خیر آباد واقع شد۔ وہما نجان شو و نمایافت  
 و دست ارادت بہ دامن عم بزرگوار قدس سره زد۔ و مدارج بلند و معارج ارجمند حاصل  
 کرد۔ تقریب قدم میمنت لزوم او بہ خطہ بلگرام این است کہ چون سید عمر بن سید بدر الدین  
 جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید و ارہ نجد مت شیخ ابوالفتح خلف الصدق  
 شیخ المدینه قدس اللہ اسمرا بہا مرید گردید۔ و پیوند معنوی باین خاندان کرامت  
 درست کرد۔ چنانچہ از مرآة المبتدین کہ تصنیف سید شریف بن سید عمر مشارالہ است  
 صراحتہ معلوم می شود۔ سید عمر بجناب شیخ ابوالفتح عرض کرد کہ شیوخ و ضعفاء وطن ما  
 از بعد مسافت کسب فیض حضور نبی تو انند کرد۔ یکے از مخدوم زاد ہمارا رخصت  
 بلگرام باید فرمود کہ مردم آنجا اقتباس انوار سعادت نمایند۔ شیخ ابوالفتح رجوع بہ  
 روحانیت شیخ المدینه قدس سره نمود و بہ رخصت مخدوم محمد رکن الدین مامور گردید۔  
 لہذا حضرت مخدوم قدس سره از خیر آباد بہ بلگرام تشریف آورد۔ و این خطہ را از مقدم  
 گرامی بہ فراوان برکات معمور ساخت معاصر میر عبد الواحد اکبر صاحب سنابل  
 است قدس سره در یکے از قبالات شریعیہ مشاہدہ افتاد کہ این عبارت بہ خط مبارک

خود شہادت نمود۔

« اقر المقرءون المذکورین بالقسمۃ اللہ مطورة فی الصدر عندی کتبہ  
« خولیدم العلماء محلل رکن الدین بنحطہ »

تاریخ تحریر قبلاً نوزدہم شہر محرم الحرام سنہ ثمان و الف۔ محل اقامت ایشان در جوآ  
محلہ میدان پورہ در گوشہ شمال و مغرب او مرکز منور در محوطہ محاذی مسجد شریف یزار ایتوبک  
بہ دلدار شدہ آنجناب حضرت شیخ محمد قدس سرہ جامع علوم شریعت و طریقت بود و  
ابواب مرادات بروے طالبان می کشود۔ از حد مغرب در ظل رافت پدربزرگوار  
قدس سرہ تربیت یافت و بہ شرف ارادت و خلافت و الاسعادت اندوخت و بعد  
از انتقال والد ماجد رونق افزای سجادہ کرامت گردید شبہ در عالم رویا  
غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اورا اشارہ فرمود کہ در مقام بہتہ رفتہ  
از فرزندم عبد اللہ جیلانی خرقہ خلافت حاصل کن و شیخ عبداللہ را ہم در معاملہ  
بالباس خرقہ امر شد۔ حضرت شیخ محمد قدس سرہ حسب الارشاد کرامت بنیاد از  
بلکہ اعم بہ موضع بہتہ شافت و خدایت شیخ عبداللہ قدس سرہ را دریافت و خرقہ خلافت  
پوشید۔ و بہ عنایات خاص الخاص ممتاز گردید۔ و بعد چندی بوطن اصلی معاودت  
نمودہ و لقبیہ عمر بہ ہدایت و ارشاد گذرانید و طالبان بسیار را بہ مطلوب رسانید۔ اکنون  
برنے از ذکر شیخ عبداللہ بہتہ قدس سرہ املاؤ وقت می شود۔

شیخ عبداللہ بن سید عمر بن سید حسین جلی قدس اللہ امر الہم۔ نسب ایشان بہ دوازده

واسطه به غوث الثقلین رضی اللہ عنہ منتهی می شود - خرقة از پدر بزرگوار خود پوشید  
 و اکثری از مشایخ کبار هندوستان را دریافت و در موضع بهتہ من توابع دہلی طرح  
 اقامت یخت و بہ رفاقت شیخ سلیم حشتی فتحپوری بہ سفرے رفت و سعادت  
 زیارت حسین شریفین کرہما اللہ تعالی اندوخت و عنان جانب ہند عطف نمود  
 و بہ اشارہ شیخ در اجمیر قریب روضہ خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ العین  
 کشید - و چندی در آن مقام سعادت انجام کسب برکات نمود - بہ اشارہ حضرت  
 خواجہ قدس سرہ باز بہ موضع بہتہ عود کردہ حل اقامت افگند - و خلقی کثیر را بہ شرف  
 ارادت و بہایت مخصوص ساخت ہمہ وقت با وضو مستغرق و مراقب می بود -  
 جہا تکبیر بادشاہ بہ سعایت بعض مردم ایشان را از روی غضب طلب کرد - چون  
 رو برد شد دعا خواند و سنگریزہ پرتافت - پادشاہ پرسید این چہ بود گفت  
 براے دفع بلیات خواندم - بادشاہ را از آنرا قول حضرت سید دل نرم شد و بہ  
 تعظیم و توقیر تمام رخصت کرد - عمر گرامی از صد سال متجاوز بود - روز جمعہ دہم شہر  
 ربیع الاول سنہ ۸۳۰ سبغ شلشین و الف بہ نزمہنگاہ اخروی خرامید آرام گاہ  
 بہتہ عرس شریف مجمع عظیمی می شود -

آدم بر سر اصل مطلب بعد از ارتحال حضرت شیخ محمد قدس سرہ فرزند از حمید  
 آنجناب مخدوم تاج معین الدین قدس سرہ صدر ارشاد از بی وزینت بخشید  
 و او را الا قدرے است از بس گذشتگی روح پیماے مرتبہ احدیت و از کمال سبک روحی

بلند پرواز عالم قدرت و وسعت در شیوه تقوی کامل عیار - در دعوت سما یکتا سر روزگار  
 و هرگاه ادبه کشور باقی انتقال نمود - گو کسب آن آسمان شاه امام الدین قدس سره در مقام  
 آباء کرام پر تو افکن گردید - و عمر گران مایه رایه یاد الهی و تلقین اصحاب صرف ساخت  
 و فائش در عشره ثانی بعد مائه و الف واقع شد - قبور سر اسر ثور این اکابر در جوار عزرا مخدوم  
 محمد رکن الدین است - و شاه یس قدس سره نخل بر و مند حد لایقه شاه امام الدین قدس  
 سره مستطرا از آبا کرام و چراغ افروز اجداد عظام است لوز معنوی از جنبش جلوه افروز  
 بود و عرصه روزگار از وجودش شرف اندوز - مزاجش با تکلف نا آشنا و سلوکش با همه  
 کس یک ادا - حقا که سرا پا خلق مجسم بود و لطف مصور - و جوهرش بس بلند افتاده  
 بود فتوح را از خیره نمی ساخت - و به خبر گیری فقراء و اردد و صا و شهرت پرداخت - اکابر  
 و اصاغ شهر شسته نیاز به دست داشتند مردم شهر و اطراف پیش از حصر به سعادت  
 ارادت بهره گرفتند - چهارم جادی الاولی ارسال حال یعنی سنة ۱۱۶۶ است و ستین  
 مایه و الف پنز هتکه قدس خرامید - و بیرون حریم مخدوم محمد رکن الدین قدس سره قریب  
 زمین مدفون گردید حجر او را ق گوید

<p>شاه یس آیت عرفان          دوش پروانه در انجمنه</p>	<p>از جهان رفت آن بزرگ شرت          گفت تاریخ شمع بزم بهشت</p>
---	--

و خلف الصدق او شاه محمد حافظ سلمه الله تعالی در مقام پدر بزرگوار جلوه نمود  
 و سجاده آبا کرام را به تازگی رونق افروز - سید و فیاض حل رسانه آن مقبول دل سارا

الی یوم القیام زینت پیرایه این مقام دارد. بعد ختم کتاب شاه محمد حافظ ملقب  
 به حافظ میان تاریخ بست و هشتم ذی قعدة ۱۰۲۳ شد و سبعین و مایه و الف دامن از خازران مکان  
 برچید. و در باغچه نمود که متصل پوره حیدرآباد جانب شمال محله میدانپوره است  
 مدفون گردید. مولف کتاب گوید

دواع جهان کرد حافظ میان شبه هاتف غیب تاریخ او	چراغ بزرگان عرفان شرت بفرمود او شمع بزم بهشت
--	---

### (۳۲) شاه رکن الدین المعروف به شاه آناولی

بن مخدوم تاج معین الدین بن مخدوم محمد بن مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی قدس الله  
 اسرارهم از عقلاء و مجانبین است. صاحب جذبه قوی و نفس گیر بود. هر چه بر زبانش  
 می گذشت حکم قضا و مبرم داشت و همواره در دلق درویشانه مستانه می گشت. و خوارق  
 عادات بسیار از او سر برزد. و فاش بعد مایه و الف واقع شد. قبرش بیرون محوطه  
 مزار مخدوم محمد رکن الدین متصل دیوار شرقی.

### (۳۳) سید تاج الدین حجره نشین قدس سره

از سادات حسینی واسطی بلگرام ملقب به پنج بهیبه ساکن محله میدانپوره است نسبش  
 نام محله ایست واقع بلگرام ۱۲

ہرین وجہ۔ سیدناح الدین حجرہ نشین بن سید طیب بن سید بدلی بن سید حسین بن سید  
 فضل اللہ بن سید محمد بن سید فضل اللہ بن سید علاء الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن سید سعید  
 بن سید سالار بن سید محمد صغریٰ قدس سرہ۔ درمرا تہ فقر یگانہ می زیست و بہ یاد مولیٰ  
 مشغول بودہ قدم از حجرہ خود کم بیرون می گذاشت۔ لہذا اور حجرہ نشین می گفتند  
 صاحب مراۃ المبتدین گزارش می نماید کہ :-

- دو او در بدایت حال مقید بخواندن بود۔ بہ حجت مطالعہ کتاب در باغی کہ از شہر دور دست است  
 می رفت و بہ مطالعہ مشغول می شد۔ در آنجا با فقیری بے قید کہ شیخ پیارے نام داشت  
 اتفاق ملاقات افتاد۔ آن فقیر اوراہ خود کشید۔ سید از خواندن باز ماند ولای خواری گشت۔ و مردم  
 بسیار با و متابعت نمودہ بے قید ولای خواری شدند و بطاہر بلاستی گشتند۔ وے گفتہ پیر  
 دو یک ہفتہ مار اجاے بنشانند و فراموش ساخت۔ عرض کرد حق تعالیٰ وحشت تنہائی از  
 دوستان خود برداشتہ است۔ چون این کلمہ بشنید گفت کارت تمام شد۔  
 دو آوردہ اند شبے در ہواے گر با با اصحاب خود بیرون شہر برآمد از بسکہ ہوا گرم بود با یاران گفت  
 دو شاید بر لوک این درخت کلان بادی شد کہ سوزش بر طرف کند فی الحال بر پرید و بہ لوک  
 دو آن درخت برفت و ساعتی نشست و باز آمد۔ یاران او اکثر اباحتہ شدند و سبب یاران چند  
 دو با چند جا محجوس گشت۔ نزدیک بود کہ علما بہ کشتن او فتویٰ دہند۔ تا مدتی در حال دشانش  
 دو مردم غلو بسیار داشتند۔ و غوغاے خرق عادت در عوام افتاد۔ و خواص بہ الحاد نسبت  
 دو کردند۔ رفتہ رفتہ غوغاے مردم تسکین یافت و ادا از آن حالت فرود آمد۔ درین وقت

« دین وقت آن فقیر شد بے قید را بسیار پائید نیافت ،، انتهى کلام مرآة المبتدین -  
 قبر سید تاج الدین در باغ شمالی محله سید انپوره نزدیک مزار شهدا طرف آبادی حیدرآباد  
 است

## (۳۴) سید قاسم اسرار قدس سره

از مریدان سید تاج الدین حجره نشین بلگرامی و از قبیلہ سادات بخاری الاصل بلگرام  
 است که محله ایشان بجانب شرقی محله سپداره واقع شده - پیروشن ضمیر میخانه عرفان بود -  
 و به ارادت طریق و ادارت حقیق اشغال داشت - مخموران بسیار به قیج گردانی او دماغ  
 رسانند و دامن از عبا خودی افشانند - سید تاج الدین فرمود : « قاسم اسرار مرآة  
 این ملک است ،، راقم الحروف گوید کلام سید تاج الدین بر وتیره کلام سلطان المشائخ  
 نظام الدین دهلوی قدس سره واقع شده که درباره شیخ سراج الدین عثمان اودی بنگالی  
 فرمود -

« دو عثمان آئینه بهندوستان است ،، فرق همین که بر زبان سلطان المشائخ قدس سره  
 لفظ هندوستان جاری شد - هندوستان شامل جمیع ممالک هند است - و بر زبان سید  
 تاج الدین قدس سره این ملک جاری شد این ملک احتمال دارد که مراد مجموع ملک  
 هندوستان باشد و احتمال دارد که مراد بعض قریب نسبت بوطن متکلم باشد به قرینه کلمه  
 این که موضوع بر اے اشاره قریب است ظاهر امر اذ ثانی است چه سلسله شیخ عثمان  
 قدس سره در اقطار هند شائع است و سلسله سید قاسم اسرار شیوعی ندارد - و معنی قول



سلطان المشائخ عثمان آئینہ ہندوستان است تو اند لوہو کہ کشف اسرار عالم ملک و ملکوت  
 در ہندوستان از وجود مصفا می مجلای شیخ عثمان حاصل می شود مثل جام جم و آئینہ اسکند  
 کہ بعضی اسرار این عالم از آنها منکشف می شد با آنکہ حضرت حق جل و عللاراد در ہر ملکی  
 و ولایتی از وجود اولیاے خود آئینہ ایست کہ جمال با کمال خود در آن آئینہ مشاہدہ  
 می کند و خود را در آن منظر بہ تجلی خاص جلوہ می دہد و در کشور ہندوستان آئینہ از وجود  
 شیخ عثمان است واللہ اعلم۔ صاحب مرآة المبتدین گذارش می نماید :-

دو سید تاج الدین اکثر طالبان حق را بہ سید قاسم اسرار حوالہ می نمود و ہر کہ احتیاج دین یا دنیا

دو با وظاہر می کرد اشارہ بہ سید قاسم می نمود۔ در مرض موت با او گفت جاے شما غرب رویہ

دو شمس آباد کہ بلندی است از خدا مقرر شدہ نہ ہر اسید از غیب عمارت و مادہ توکل بہم خواہد

دو رسید۔ بعد موت او سید قاسم آنجا رفتہ بہشت دوسہ ماہ نگذشتہ بود کہ دو لہتمندی را بان

دو طرف گذر افتاد و مسجد و خانقاہ و جاہ وروضہ و باغ آنجا ساخت و وظیفہ معین گردانید۔ انتہی

سید العارفین میر شاہ لدھا قدس سرہ می فرمود۔ از خاک سید قاسم پوی عرفان

می آید و علامہ مرحوم میر عبد الجلیل می فرمود۔ سید قاسم اسرار صاحب سخن بود گو یار تو سید قاسم نو

برساحت احوال تافتہ قاسم اسرار گردیدہ۔ می فرمود وقتے دیوان اورا در مستقر اختلافہ اگرہ دیدہ بودم

اما نسخہ دیوان در بلگرام مفقود است۔ آرا مگاہش شمس آباد من توابع قنوج۔

## (۳۵) سید عمر بلگرامی قدس سرہ

از نژاد سید محمد صفری است برین طریق سید عمر بن سید بدالین عرف سید بک بن سید ابراہیم

بن سید پیاره بن سید حسن بن سید محمود عرف بدھن بن سید بدھن بن سید جمال الدین بن سید  
 ابراہیم بن سید ناصر بن سید سجاد بن سید سالار بن سید محمد صغریٰ قدس سرہ - سید  
 بدر الدین عقیلی سید بدھن پدیر سید عبد القیلم یکے از قبائل اربعہ محکمہ سید وارہ است  
 و در ۹۸۷ سید و ثمانین و تسعمائتہ دامن از غبار ہستی افشانند و سید عمر از تلامذہ خاص  
 سید السادات سید حسین دہلی وال بلگرامی بود - مدتنا در حلقہ درس آختاب تلمذ  
 نمود و سر بابہ علوم ظاہر و باطن برداشت دوست بعیت بہ شیخ ابوالفتح فرزند  
 و صاحب مجادہ شیخ الہدیہ خیر آبادی قدس اللہ امر الہما داد و مدتنا خدمت شیخ  
 کرد و ریاضتہا کشید - و بہ وطن مالوت بازگشت و در گوشہ خدایرستی عمر فنا ساخت  
 قبرش در موضع چانپور جانب شرقی شہر است و بر سر مرقد او گنبدی تعمیر کردہ اندرحمۃ اللہ علیہ

### (۳۶) سید شریف

خلف الصدق سید عمر مذکور قدس اللہ امر الہما تحصیل علمی بخدمت والد خود  
 نمود و بطریق پدر گرامی دست ارادت بہ ذیل شیخ ابوالفتح قدس سرہ زد و خرقة خلافت  
 پوشید و از حقائق و معارف حظی وافر برگرفت و در خدمت انصاف یافتہ در وطن  
 اصلی گوشہ نشین شد و دل بہ سبداو اصلی بر بست - و بیشتر اوقات بہ مطالعہ کتب  
 سلوک و اقوال و احوال صوفیہ اشتغال داشت و نہتہ مرآة المبتدین در احوال مشائخ  
 ہند کتابی متوسط مفید نوشت - و در جمیع کلمات مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کوشش

موفور حبا آورد - و از راه هضم نفس خود کتاب را به مرأة المبتدین موسوم ساخت که الله

## (۳۷) سید کرم الله

از احفاد سید محمود اکبر بلگرامی است که سابقا ذکر یافت برین پنج - سید کرم الله  
 بن سید لطف الله بن یحیی بن سید نوح المعروف به سید پیاره بن سید محمود اکبر قدس سره  
 و ازینها ذکر سید حسن در سلک فضلا می آید - سید کرم الله بزرگ عهد و عهده عصر و متخلق  
 به اخلاق الهی بود و در حدود ۱۰۵۰ هجری خورشیدی و الف به حکومت سهارنپور پوریا  
 از طرف سید محمد که از سادات باره و نوکران شاهجهان بادشاه بود قیام داشت  
 و آخر حال بدرگاه شاهزاده محمد شجاع بن شاهجهان پادشاه بصری برد شاهزاده بغایت  
 تکریم و تجلیل میکرد و بعد برهم خوردن محمد شجاع در بلگرام خانه نشین شد و اوقات گرامی  
 به طاعت و ریاضت معموری داشت - دو از دهم رجب المرجب ۱۰۷۳ هجری قمری  
 و سبعین و الف دل از جهان فانی برگرفت - بر طبق وصیت او قبرا در ابا زمین هموار کردند  
 و از آثار خیر او دست مسجد در وسط محله میداپوره و بعد از مدتی سال تعمیر آن به خط خاص  
 سید کرم الله در کاغذهای کهنه ۱۰۷۳ هجری و سبعین و الف برآمد - و محرر سطور بر  
 حفظ سنه این قطعه تاریخ در سلک نظر کشیده

زبدۀ دو دمان آل عبا  
 گردنیاد او حلی التقوی

اکرم الله سید عالی  
 مسجدی ساخت از صفا معمور

من بنی مسجد الوجه لله  
با تفضی گفت سال تاجش

کان متواله جنت الماوی  
کرد تعمیر مسجد ریا

## (۳۸۱) سید عبدالبنی

بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس الله امر از بهم دارش  
کمالات ابون و جامع فضائل نشانین بود سیما در فروع حنفیه بد طولی داشت و سپهواره  
به افاده قال و افاضه حال می پرداخت - مستفید از خدمت پدر و الا که خود است  
و خلافت از جناب میر سید محمد کاپوی قدس سره نیز داشت - ملاقات او با سلطان  
اوزنگ زیب عالمگیر انار الله بر بانه واقع شد - سلطان اعزاز و اکرام تمام بجا آورد  
و موازی صد بیگه زمین از بلگرام به مدد معاش مقرر فرمود - و فاتش در سنه ۹۴۰ هجری  
در تحمین و الف خوابگاهش بلگرام - مرشد مجتهد زمان تاریخ یافته اند - ذکر فرزند  
از جنتش میر سید مرئی بعد ازین می آید انشاء الله تعالی و در ترجمه سید عبدالبنی  
نام میر سید محمد قدس سره به نوازش سماعه پرداخت و من محمود را سر خوش کیفیتی ساخت  
چه سلسله فقیر بواسطه سید العارفین به میر سید احمد خلف الصدوق میر سید محمد قدس الله  
امر از بهم می رسد - لاجرم مناقب این دو دمان قدسی مجلا بر صفحه نیاز می نگارم و منت عظیم  
بر کام و زبان می گذارم -



## (۳۹) میر سید محمد الترمذی الکالپی قدس سره

اصل ایشان از سادات صحیح النسب ترمذ است آباء کرام در مقام جالت در  
 سن توابع لاهور سکونت داشته اند والد ماجد آن جناب میر ابو سعید به تصاریف روزگار  
 از وطن مالوف برآمده در دوازده ولایت کالپی طح اقامت ریختند - حضرت میر سید محمد قدس  
 سره در عنقوان تحصیل سجدت شیخ یونس نور اللہ مضجعه که عالم عامل و محدث کامل  
 بودند تلمذ کردند - و تا مطول تفقازانی نزد شیخ گذرانیدند - و اجازت حدیث فراگرفتند  
 شیخ یونس در حفظ شریعت و ابیاری کوشیدند - تشریح استاد در مزاج و علاج تاثیر تمام  
 کرد و نور متابعت نبوی سر تا پای ایشان را فرو گرفت - و تتمه کتب تحصیل قدری  
 پیش مولانا عمر جاجوی روح اللہ رحمه و اکثری در حلقه درس شیخ جمال اولیا کوروی  
 قدس سره گذرانیدند - و در فضیلت صوری رتبه بلند حاصل کردند و فاتحه فراغ  
 از شیخ جمال اولیا قدس سره گرفتند - و هم با حضرت شیخ در طریقه علیّه چشتیه بیعت کردند -  
 و اجازت سلاسل قادریه و سهروردیه و مداریه یافتند - حضرت شیخ ایشان را به عنایات  
 خاص الخاص نواختند - و اماناتی که از مشایخ سلاسل اربعه فرارسیده بود همه را تسلیم نمودند  
 حضرت سید حسب الارشاد شیخ قدس سره از کوره در کالپی آمده پای اقامت افشروند  
 و بیادرب الارباب تلفیق صحاب مشغول گردیدند - و بمراتب معدوده از کالپی برآمدند  
 یک مرتبه سفر جالت پیش آمده اراده این که در انجارت با دختر عشیره که خدا شوند - چون به

اکبر آباد رسیدند با امیر ابو العلاء احراری قدس سره ملاقات کردند و در پائین مجلس اقدس  
نشسته حضرت امیر را عادت بود که از ایشان قهقهه اکثر سر بر میزد به خاطر حضرت سید راه  
یافت که در ویش و قهقهه این چه آئین است حضرت امیر از صدر مجلس جانب ایشان  
نگاهی کردند و ارشاد نمودند که مولانا سے روم فرموده ۵

بر بیفته دل باش بان مانند مرغ پاسبان	کز بیفته دل ز ایدت مستی و شور و قهقهه
--------------------------------------	---------------------------------------

بعد از آن بر زبان مبارک آوردند قهقهه ما از اینجا است قریب بود که در بدن  
حضرت سید ریشه افتد به زور شرع خود را نگاه داشتند و رجوع ناکرده متوجه حالت در  
شدند و وقت معاودت در هر منزل حضرت امیر ابو العلاء قدس سره می دیدند که پاکی  
سواری ایشان را جانب خود می کشد ناگزیر بعد رسیدن اکبر آباد التماس طریقه علییه  
نقش بندیه نمودند - حضرت امیر با کمال التفات طریقه را تلقین فرمودند حضرت سید  
به کاپی آمده سالها بآن مشغولی نمودند و بعد ده سال بار دیگر به خدمت امیر قدس سره  
رسیدند و چهار ماه در صحبت اقدس کسب فیوضات فراوان نمودند و از جمله اسفار  
والاسفر اجمیر است که به کیشش خواجه بزرگ قدس سره ضرور افتاد - درین سفر خلف الصدق  
ایشان میر سید احمد قدس سره در رکاب سعادت بودند و زود حصول اجمیر بهادر خان  
کنینو ناظم آنجا بیرون شهر با استقبال برآمد و لوازم خدمت با کمال تیار مندی به تقدیم  
رساند - هشت روز در آن مکان فردوس نشان توقف کردند - هر روز اول و آخر وقت  
یا صوفیان به زیارت مرقد مبارک می رفتند و در قبر مطهر مراقب می نشستند صاحب

معارج الولاية در ترجمه آن جناب می نگار که :-

دو چون ادب زیارت خواجہ بزرگ شرف گشت از یک بیوشی اورا دست داد- حضرت خواجہ بزرگ  
 دو در آن زمان دو تا بزرگ تنبول بوسی عنایت فرمودند- چون بہ رفاقت  
 دو آمد آن دو تا بزرگ تنبول در دست داشتند- و بیتیوت نیز درون روضہ متبرکہ کرد و باروح آن  
 دو حضرت ملاقات حاصل نمود- و بسا انوار و اسرار استفادہ کرد-“ انتہی-

حضرت سید دوام دلی بریان و دیدہ گریان و ہشتہ اند در ہر مجلس یک رومال یاد و رومال  
 از اشک جاری ترمی شد و بست و شش سال از او اخر عمر علی الاتصال صائم  
 بودہ اند اگر عارضہ جسمانی لاحق می شد دو وقت شب استعمال می کردند- اطباء ہر چند  
 عرض می کردند کہ استعمال دو وقت صبح الفع است در جواب می فرمودند کہ صحت  
 و بیماری در دست مشیت باری است اگر او سبحانه و تعالی صحت خواستہ است استعمال  
 دو وقت شب ہم نافع خواہد شد- پس چرا لذت صوم را بر باد دہم- و در ایام منہیہ شریعیہ  
 غیر از یک پیرہ پان تناول نمی فرمودند- و آیین والا بود کہ در مجلس تلقین لفظ مبارک  
 اللہ لبوق و جا ذیہ تمام بر زبان شریف می گذرانیدند و سامعان را از خود می ربودند-  
 وقتے پسر چار پنج سالہ ایشان کہ بہ عنایت مقبول بود و فوت کرد- تا سہ روز لب بہ  
 اظهار آن کلمہ شریفہ نہ کشادند- تا در دو غم فوت پسر بہ محبت الہی تعالی اشائہ ممنون  
 نہ گردد-

حضرت سید در او اخر عمر عیسوی المشہد بودہ اند- و در مقام قطبیت کبری متمکن-

و عیسوی المشهد بودن عبارت ازین است که چنانچه احیاء اموات از عیسی علیه السلام واقع شد احیاء قلوب ازین شخص واقع می شد -

شیخ کمال انصری قدس سره که از جمله خلفاء خاص حضرت سید و کبر آوراه دین است و ختیاورخان نام او در تاریخ مرآة العالم در محل شعر اذکر کرده در مثنوی راج در بیان در مدح حضرت باین مقام اشاره می کند و میگوید

دم عیسی اگر احیاء گل کرد	دم جان بخش او احیاء دل کرد
بود بر صبح روشن کار این دم	کز استادان این کار است او دم

از مصنفات شریفه تفسیر سوره فاتحه و در آنج به عبارت عربی در رساله تحقیق روح

و اسرار التوحید و ارشاد السالکین و رساله الفنا و عقائد صوفیه و رساله عمل و معمول و

رساله واردات در آن وقت که علماء ظاهر بر رساله تسویه شیخ محب الله آله آبادی

قدس سره هنگامه بر پا کردند و سلطان او رنگ زیب انار الله بر هانه را رسانیدند که

این رساله سخنان مخالف شرع شریف دارد و سلطان حکم فرمود که در ویشان قلمرو

پادشاهی را در محسکه سلطانی احضار نمایند و از مقاله هر که ام استعلام نمایند شیخ محمد افضل

آله آبادی قدس سره از رساله واردات اندیشیدند که در غلبه حالات رقم زده کلک ارشاد

گردیده هر چند دل شیخ قدس سره نمی خواست که بشویند لکن در آن ایام که آتش فتنه

له کتاب مرآة العالم تصنیف ختیاورخان بسیار کمیاب است و در کتاب خانه مولوی سید حسین صاحب

بلگرامی مخاطب به نواب عماد الملک بهادر دام ظلهم موجود تا حال چاپ نشده - ۱۲



سخت مشغول بود نگاهداشتن بهم مصالحت نمی دیدند - لاجرم آب در ظرف کلان  
 جوین پُر کرده آن رساله چهار ورق را انداختند که چون کاغذ کاپی در آب زود متلاشی  
 می گرد و خود به خود محو خواهد شد - غرض شیخ اینکه بدست خود در آن خط سعی نه کرده باشد  
 تمام شب در آب بود - ورق وسطی محو نشد - دم صبح این حال مشاهده  
 نموده بخاطر آوردند که مرضی حضرت سید قدس سره آن است که این رساله با شد -  
 خشک کرده نگاه داشتند - شیخ محمد یحیی آله آبادی قدس سره در کتاب علام الانام می گوید :-  
 « من آن رساله را بعینها بار سائل دیگر از تصانیف حضرت سید قدس سره یک جا جلد کرده  
 در حرزجان و ایمان خود دارم »

وصال اقدس ببت و ششم شعبان روز سه شنبه اکنه احدی و سبعمین و الف  
 واقع شده - آسایش گاه کاپی را تم الحروف گوید :-

میر سید محمد ذی شان	غوث عالم یگانه آفاق
رفت قطب زمان بسوی حینان	گفت تاریخ رحلتش آزاد

(۲۰) میر سید احمد بن میر سید محمد الکاپوی قدس سره

وارث ولایت محمدیه و حامل رأیت احمدیه اند - از عنفوان نشوونافروغ رشد  
 و نور ولایت از جبین سہایون می تافت - سب و فیاض تعالی شانه جمال صوری و  
 کمال معنوی هر دو با هم ارزانی داشته - و جمیع صفات رضویه و سمات مرضیه سہاشیمه بذل

و ایشان را در صورت و در حضور لطیف و دلچست گذاشته - ابتدا در حال در اسحی و اکتادانش  
 صورتی بر زدند - و چندی نزد والد ماجد قدس سره تحصیل نمودند - و از حسانی اصول  
 تا تفسیر بیضای نزد شیخ محمد فضل اله آبادی قدس سره گذرا نبیندند - و دست به بیت  
 به حضرت والد قدس سره دادند - و طریقچه مجربیه را به کمال اعتنا ورزیدند - و در علمیت  
 و چهار سالگی به دست حضرت والد قدس سره نشستند - و مجلس ارشاد و تلقین گرم ساختند  
 حق تعالی حظی وافر از اعتبار و اشتها از زانی فرمود - و سده سینه را قبله حاجات  
 و ضعیف و شریف ساخت - با وصف این دقیقه از ذائق فقر و انکسار فرو نمی گذاشتند  
 و چون آفتاب عالم تاب پر تو التفات بر همه کس یکسان داشتند - حضرت والد  
 را در باره ایشان کمال عنایت بود فرمودند محمد و احمد یکی است - و نیز روزی که از  
 طراز فائق الانوار خواجه بزرگ معین الدین حشمتی قدس سره رخصت شدند - فرمودند  
 حضرت خواجه قدس سره ما را رخصت کردند - و دستار بر سر سید احمد بستند - و فرمودند  
 که مجلس حشمت گرم سازد - از اینجا است که آنجناب به سماع میل تمام داشتند - و با وصف  
 احترام حضرت والد قدس سره در حین حیات ایشان به سماع و سرود علانیه می پرداختند  
 و بعد انتقال حضرت والد در ایام عرس شریف هم مجلس سماع آراستند - شیخ محمد افضل  
 اله آبادی قدس سره این خبر شنیده از اله آباد نامه و پیام فرستادند که آمدن من در ایام  
 عرس مجال شد که موافقت یاران نه توانم - و خلاف یاران هم نه توانم کرد - حضرت  
 قدس سره در جواب دو نامه بهم نوشتند و به تاکید تمام طلب داشتند - شیخ محمد افضل

بعد وصول نامہ اخیر بہ کاپی تشریف بردند حضرت علی بعد قدم ایشان - سرود  
 موقوف کردند - اما تا سر روز طحان نہ خوردند - و درین روز با ہر مرتبہ کہ باشیخ ملاقات  
 می شد از دست ناصحان و مریدان حضرت والدہ قدس سرہ کہ در باب سماع ہنگامہ  
 ملاست گرم ساخته بودند شکایت می کردند - آخر الامر روز سیوم بہمان شکایت  
 سر کردند - شیخ در تسلیہ مبالغہ بہ کار بردند - تا آنکہ وقت نماز عصر رسید نماز را ادا نمودند  
 باز بر سر بہمان گفتگو رفتند - و بعد نماز مغرب نیز آن سلسلہ انقطاع نہ پذیرفتند  
 خدمت شیخ علیہ السلام منحصر در آن دیدند کہ پرسیدند - تو الان کجا اند - آنہا گفتند حاضریم  
 فرمود - چرا بہ کار خود مشغول نمی شوید - تو الان اجازت یافته سر گرم کار شدند و خاطر  
 حضرت شاد گردید فرمودند - میان جیوہ من ہم سرودکنم - رومال تسبیح بدست  
 گرفته ایستادند و لفظ مبارک اللہ بزبان آوردند - در حاضران اثر سے عظیم کرد  
 جمعی بے خود افتادند و حضرت شیخ تو الان را اجازت دادہ خود از مجلس برآمدند -

مخفی نہ ماند کہ میر سید احمد قدس سرہ شیخ محمد افضل الہ آبادی را الزایام صغیر سن  
 میان جیومی گفتند - توت تاثیر توجہ حضرت قدس سرہ کا شمس فی رابعۃ النہار اشتہا  
 دارو - بر ہر معتقد و منکر کہ توجہ می فرمودند فی الفور از خود می رفت -

شخصی بہ خدمت حضرت آمد و گفت سختی دل من بجاسے رسیدہ کہ در فوت

مادر و پدر و زن و فرزند گریہ نہ کردہ ام - ترا نشان می دہند کہ مردم را در گریہ می آری  
 بر من ہم توجہی کن - حضرت ہر دو دست او را بہ ہر دو دست خود محکم گرفتہ بہ جنبانیدند

سه بار به وحشت تمام به گفتند - بنخواهی گریست ؟ بار سوم سردادند - آن شخص بر  
 زمین افتاده های های می گفت و زار زاری گریست - بعد دیرس به افاقه  
 آمد و مرید شد -

یکی از مخلصان جامه دوخته بر سبیل نیاز آورد - و کلاه کرد که بپوش آن نوازش  
 فرمایند - وقت نماز جمعه همان جامه پوشیده متوجه نماز شدند - بعد ادا نماز شخصی  
 که دم شمع می زد بر طول آستین اعتراض کرده - آستین خود را بدست او دادند و آستین  
 او را بدست خود گرفتند - در آستین او آن قدر زیارت فاحش نمودار شد که باعث  
 انفعال او گردید - و آستین ایشان تا بند دست بود - در طبقات شعرانی آورده  
 دو کان علی رضی الله عنه قطیع منکم مقیمه فاذا د علی روس الاصابع و کذاک عمر رضی الله عنه  
 هنگامیکه سلطان اورنگ زیب عالمگیر امارت شیربانه به واسطه رساله تسویه حکم  
 فرمود که در ایشان ممالک محروسه را به حضور خلافت طلب نمایند و اسامی فقراء  
 بلاد هندوستان را نوشته از نظر سلطانی گذرانیدند - نام نامی میر سید احمد هم نوشته بودند  
 سلطان بر نام ایشان به خط خاص نوشت - بر حجت حق پیوست ، چه ایشان انتقال  
 کرده بودند - سلطان مطلع بود و کاتب اسامی اطلاع نداشت - و اسم شیخ محمد افضل  
 اله آبادی قدس سره نیز به تخیر در آورده بودند - سلطان بر اسم ایشان دائره کشید  
 و بر نام حاجی محمد ولی قلمی فرمود که این برادر طریقت شیخ محمد افضل است این خاندان  
 نقوی است اینها از سوسه سوسه عقیده مبر اند - آخر الامر طلب در ایشان موقوف

شد - حفره سید احمد قدس سره پر سنت و الدماجد خود یک مرتبه زیارت اجماع شریف رفته  
اند - و از روحانیت خواججه بزرگ قدس سره فیوض وافر اندوخته وصال حضرت نوزدهم  
ماه صفر سنه ۸۲۲ ریح و ثمانین و الف آرامگاه کاپی و ایشان را سه پسر والا گهر بوجود  
آید شاه فضل الله و سید سلطان مقصود و سید سلطان مسعود اما شاه فضل الله  
قدس سره جامع دانش صورت و معنی بودند - و بر روش پدر و جد بزرگوار قدمی را سخ شتند  
شیخ محمد فضل اله آبادی فرماید

عنان فضل سید فضل الله آنکه هست	برشان فقرش از عمل و علم دو گواه
--------------------------------	---------------------------------

عنه گرامی ولایت مجسم بود و ذوق و شوق از هر سو تراوش می کرد و بذل و کرم و سایر صفات  
رضویه به مرتبه اتم داشته اند - و قتی قحط شد پداقتاد و چند سال امتداد کشیده عالم را  
به معرض تلف در آورد - آنجناب در شبانه روز یکبار جز اندک غذایی که سدر منق می تواند  
شد نمی خوردند و به قدر دسترس بر مختاجان ایشامی نمودند - چهاردهم ذی الحجه ۱۱۱۱  
احدی عشر و ماهه و الف به ملک قدس خزا امیدند - فرزند و جانشین آن جناب  
سلطان ابوسعید قدس سره از کسل ادلیا بودند - صاحب دوام حضور و ذوق و سرور  
و قتی که شاه فضل الله قدس سره ازین عالم رحلت کردند خلف الصدق ایشان  
سلطان ابوسعید و برادر ایشان سید سلطان مقصود هر کدام نامه طلب سید العارفين  
میرشاه له با بلگرامی قدس سره نوشتند - سید العارفين حسب الطلب صاحبزاد با  
به کاپی شتافتند - و در آنجا تمامی خلفاء این دو دمان و الا مثل شیخ محمد فضل

اله آبادی و شیخ عبدالحکیم موبانی جمیع آمدند۔ در صاحب سجادگی اختلاف شد۔  
 اتفاق جمهور بر آنکه صاحب سجادگی به میر سید سلطان مقصود مقرر شود که ایشان  
 پسر سید احمد اند۔ و سلطان ابوسعید نیره و نیز سید سلطان مقصود صاحب علم و فضل  
 و اسن قبیلہ اند۔ سید العارفين فرمودند این چه اندیشه است صاحب سجادگی  
 پدر حق پسر باشد۔ و علم باطن موقوف بر علم ظاہر نیست کہ این تعلق بہ زبان دارد و  
 آن تعلق بہ دل انشاء اللہ تعالی از برکت آباء کرام ایشان نیز رشید دو دمان و قبلہ  
 عالمیان می شوند۔ بعد از ان سید سلطان مقصود سید العارفين را در خلوت طلبیدہ  
 از روی تو اضع عنایت کردند کہ شما بجای میر سید احمدید۔ اگر حق پدر بہ پسر می رسد  
 می باید کہ دستا میر سید محمد بر سر من بسته شود و دستار شاہ فضل اللہ بر سلطان ابوسعید  
 سید العارفين عرض کردند کہ حضرت میر سید محمد دستا کہ بر سر خود بسته بودند حق تعالی شما را  
 نشانی علم و فضل عطا کرده است چنان کنید کہ دیگران دستا بر سر بندند نہ آنکہ شما محتاج  
 غیر باشند و استعاره حق دیگرے کنید۔ و بہ سعی سید العارفين صاحب سجادگی بر سلطان  
 ابوسعید قرار یافت و عنقریب کرامت سید العارفين بہ ظہور رسید۔ چه بہ حکم قضا و قدر  
 در اندک فرصت نسل سید سلطان مقصود منقرض شد ایشان پسرے گذاشتند سلطان  
 محمد اعظم نام در ایام جوانی جہان فانی را و داع نمود۔ و او پسرے گذاشته کہ در صغیر سن در  
 کنار لحد خوابید و عقبی نماز مالک اللہ و انا الیہ راجعون سلطان ابوسعید قدس سرہ در ۱۳۰۶  
 ست و نلشین و ماتہ و الف براے ملاقات سید العارفين قدس سرہ بہ بلگرام تشریف آوردند

و کلبه اراذتمندان خود را به خورشید جمال اقدس نورانی ساختند - آن جناب اکثر معانی عرفان در لباس شعر ادومی نمودند و عرفان تخلص می کردند - از شتاج والا است **ه**

دیروز که دل رفت ز کاشانه ما	بیلی گویان بیرون شد از خانه ما
امروز شنیدم انا بیلی می گفت	گلبانگ دگر شنوز دیوانه ما

وصال ایشان در **۱۴۴۰** سبوع و اربعین و مائتة و الف واقع شد - محرر اوراق گوید **ه**

آن شاه ابو سعید قطب عرفان	شد منزل آن سید اکمل فردوس
دریاب که از آیه قرآن مجید	تا پنج نوشتم بر ثون الفردوس <b>ه</b>

فرزند از جنم ایشان سید احمد سعید سلمه الله تعالی امر و زریب افزائی سجاده آباء کرام و خضر راه سرکشندگان بادیه عوام اند - چون فقیر به اراده حجاز فیض طراز از بلگرام برآمد - و بر بوضع چوره این طرف دریای جمن عبور افتاد صحبت با برکت ایشان را دریافت - اما سید سلطان مقصود پسر دوم میر سید احمد قدس الله اسرارها ابتداء حال مدتی به تحصیل علم پرداختند - و از خدمت سید سعد الدین سید مرتضی بلگرامی که ذکر ایشان می آید اکثر فنون درسی کسب نمودند - و در ایام اقامت بلگرام هر روز به خدمت سید العارفین قدس سره می رسیدند و تلقین بعضی اشغال طریقه رشیده احمدیه می گرفتند و بعد فراغ تحصیل به کاپی مراجعت فرمودند - و جمیع کتب متداوله را به وقت تمام درس می گفتند و بر اکثری از کتب درسی حواشی بقلم آوردند - و بر شرح هدایه الحکمت - میبندی - و بر شرح قصیده برده که از قاضی شهاب الدین ملک العلماء است حاشیه بدون تعلیق کردند -

اما اجل فرصت نداد که حواشی متفرقه شیرازه جمعیت پذیرد - و اکثر مسودات از بس تبصری  
پس ماندگان ضائع شد - انتقال ایشان در ماه صفر ۱۲۳۳<sup>۳۳</sup> ۱۳<sup>۳۳</sup> و عشرين و مائت  
والف اتفاق افتاد -

اما سید سلطان مسعود مشهور به میان صاحب پسر سید احمد قدس الله سر از سما  
ولادت آن جناب در سنه ۸۲<sup>۸۲</sup> اشین و شمانین و الف دست داد - نیک بخت - که ترجمه  
مسعود باشد تا پنج است - دو ساله بودند که حضرت والد ایشان قدس سره انتقال کردند  
آن جناب بعد وصول به سن تمیز بسیار از خلفا و مریدان پدر و جد بزرگوار دریا فتند

مثل شیخ محمد فضل اله آبادی و شیخ عبدالحکیم موهانی و سید العارفين میر شاه لدها بلگرامی  
و غیر هم قدس الله سر از هم و اجازت ارشاد از شیخ محمد فضل اله آبادی قدس سره گرفتند  
و چون برادر اکبر ایشان شاه فضل الله قدس سره رحلت کردند آن جناب از کاپی  
برآمده به سکندره بر مسافت یک منزل از کاپی این طرف آب جمن حل اقامت افکندند  
و مدة العمر طالبان راه سوئے حق دعوت نمودند - و در سنه ۱۲۵۲<sup>۱۲۵۲</sup> الیخ و خمسين و مائت و الف  
داعی حق را البیک اجابت گفتند - فقیر ایشانرا مکرر دیدم - و گلهای فیض از محفل بهشت  
آئین برچیدم کرت اولی در کن پور که به تقرب عس شاه بدیع الدین مدار قدس سره در اینجا  
تشریف آورده بودند و فقیر هم به عزم زیارت مزار فالیض الانوار وارد شده بود - واقعه  
شهر جمادی الاولی ۱۲۶۲<sup>۱۲۶۲</sup> اشین و اربعین و مائت و الف و کرت آخری در سکندره وقت  
معاودت فقیر از سفر شد واقعه ماه شعبان ۱۲۶۴<sup>۱۲۶۴</sup> الیخ و اربعین و مائت و الف -



## (۴۱) شیخ عبدالحفیظ فرشوری بلگرامی

از قبیلہ متولیان این شهر است۔ در عنقوان شباب از وطن مالوت بہ درد  
 خدا طلبی برآمدہ در کاپی بہ سده سنہ میر سید محمد کاپوی قدس سرہ پیوست۔ و چهار ماہ  
 پیش از وصال حضرت قدس سرہ بہ شرف ارادت والا استعاذ یافت۔ و اکثر اوقات  
 در صحبت شیخ عبدالحکیم موہانی گذرانید و فایده ماخذ نمود۔ شیخ عبدالحکیم موہانی از کمل  
 خلفاء میر سید محمد کاپوی قدس سرہ بودہ و بست و ہفتم ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ ختم و عشرین  
 ومانہ و الف در موہان محفوف سرادق رضوان گردیدہ شیخ عبدالحفیظ اگر چہ مرید  
 میر سید محمد است قدس سرہ۔ اما نعمت فراوان از غزہ ناصبیہ ولایت میر سید احمد  
 قدس سرہ فرا گرفت۔ و مثال خلافت و اجازت حاصل نمود۔ نسخہ اجازت نامہ او کہ  
 آنحضرت بہ خط و املاء خاص تحریر فرمودند این است :-

” چون فقیر حقیر احمد بن محمد شیخت پناہ حقائق آگاہ شیخ عبدالحفیظ را دید کہ بہ جمیع وجوہ آراستہ است  
 و بہ شریعت عزا پیراستہ بعد از اتمام مومی الیہ سلوک طریقت اجازت داد کہ ہر کہ خواہد کہ توبہ  
 نماید یا طریق حق خواہد بہ آن شیخت پناہ رجوع آرد بے تامل و بے درنگی اجراء نفع نماید چنانچہ  
 ” بر این معنی عارف شیراز اشارت نمود

” اگر شراب خوری جرئہ نشان بر خاک در آن گناہ کہ نفعی رسد بہ غیر چہ باک

” خداوند سبحانہ مشار الیہ را مقبول خویش و مقبول خلق گرداناد۔ بالنون و الصاد ” انتہی۔

## (۲۲) سید درگاه‌ی بلگرامی قدس سره

بن سید عبدالحق المعروف به سید کھاسی بن سید درویش بن سید حاتم بن سید بزرگوار  
 عن سید بدلی جد القبیله یکے از قبائل اربعه محله سید واره اوائل حال قدم در  
 طلب علم گذاشت و تصبات اطراف بلگرام را سپرد و دور کرد - و نزد علماء عصر  
 کتب درسی علی الترتیب تحصیل نمود و به خدمت قاضی علیم اللہ کجندوی فاتحہ  
 سراغ خواند - و از مراتب قال بہ منازل حال افتاد و بہ جناب شیخ عبد الرسول  
 عم حقیقی قاضی علیم اللہ مسطور و مرید و خلیفہ شاہ مجاساکن لاهر پور من توابع خیر آباد  
 دست ارادت داد و تربیت ہائے باطنی یافت - آخر عنان بوطن اصلی منقطع  
 ساخت و تا دم واپسین مشغول درس و یاد الہی بسر آورد - و در عشرہ ثانی بعد ماتہ و الف  
 از تنگنای امرکان بہ وسعت آباد لامرکان شتافت - آرامگاہش بلگرام رحمۃ اللہ علیہ

## (۲۳) میر سید مبارک محدث بلگرامی قدس سره

صحیح الاصول و الفروع بود - و کوس اجیاء سنت - و از آلہ - بدعت می نواخت  
 در علوم ظاہری و باطنی یگانہ - و در تقوی و طہارت ممتاز زمانہ می زسبت - نسبت  
 برین طریق سید مبارک بن سید فخر الدین بن سید بہار بن سید پیارہ بن سید پسر الدین  
 جد القبیله ولادت او ششم شعبان المکرّم ۱۰۳۳ ہجری ثلاث و ثلاثین و الف دست داد

در عنفوانِ شباب کمر سعی به تحصیل علم بر بست - و از بدایت تا نهایت علوم پر نوج  
 وقت و اتقان تحصیل نمود - در مبادی حال نسخ تحصیلی نزد میر سید طیب بن میر  
 عبدالواحد قدس الله امرایها و دیگر فضلاء بلکه اعم و اطراف آن استفاده کرد - و در ۶۱  
 احدی و ستین و الف به اراده اکتساب علم به دہلی تشریف برد - و در اینجا مطول  
 تفقازانی به خدمت خواجہ عبداللہ المشہور بہ خواجہ خرد بن خواجہ باقی باللہ نقشبندی  
 قدس اللہ امرایها گذرانید و از اول تا آخر ایام اقامت دہلی در خانہ شیخ نور الحق  
 بن شیخ عبدالحق قدس اللہ امرایها سکونت ورزیدہ و علم حدیث از آنجناب اخذ کرد  
 و درین فن اشرف ہمارتی عالی بہم رساند - و تمام عمر در خدمت کلام نبوی قما ساخت  
 و بہ لقب محارث بلند آوازہ گشت و لہذا اورا درین کتاب بہ قطب المحدثین یاد کردہ  
 ایم - و ہفتم رجب المرجب ۶۲ سنہ اربع و ستین و الف بہ خدمت شیخ نور الحق  
 قدس سرہ فاتحہ فراغ علوم خواند - و ہم در دہلی روز یکشنبہ چہار دہم شوال ۶۲ سنہ اربع و ستین  
 و الف بہ جناب میر سید عبدالفتاح العسکری الاحمد آبادی قدس سرہ در سلسلہ علیہ قادریہ  
 دست بیعت داد - و بعد از این ہمہ ملکات شریفیہ بہ وطن اصلی عود کرد و ہر مسند توکل و  
 قناعت متکی گردید - و بقیہ عمر گرامی بہ تدریس علوم سیمادیت شریف و ریاضت و یاد  
 باری عرشانہ صرف نمود - و در امر معروف و نہی منکر پر سجد بود و ہر چکس مجال نداشت  
 کہ در حضور قدس سرہ کوئی از جادہ شرع متین انحراف نماید - بعضی فرزندان آنجناب  
 در حین حیات ایشان قصداً کردند اصلاً کہ رسوم تعزیریہ خلاف شرع نشد - وقتی

غیرت خان حاکم لکنو بہ ادراک شرف خدمت آمد۔ خان پایچہ زیر جامہ دراز شکن  
 دارنام شروع پوشیدہ بود۔ میرا اعتراض کرد۔ غیرت خان احتساب میرا قبول داشت  
 وہمان وقت پایچہ زائد را بہ دست خود قطع کرد۔

میر بسیار لطیف طبع نکتہ سنج لطیفہ گو بود۔ و با وصف این مہابتی داشت کہ زہرہ  
 مردم در حضور مقدس آب می شد۔ و معاش بہ وضع صفا و تراکت می کرد۔ نشستگاہ  
 خاص و پیش مسجد چنان مصفا و پاکیزہ می داشت کہ نمونہ سینہ صاف دلان و دیدہ  
 پاک بینان توان گفت۔ و گویا رقم الحروف این بیت را از زبان میر گفته باشد

حباب خوش منشم می زیم بہ وضع صفا	ز آب صرف بنا کردہ اند منزل من
---------------------------------	-------------------------------

استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی طالب شراہ می فرمود روزے شرف خدمت  
 حضرت میر دریا فتم۔ برائے تہیہ و حضور خواستہ بود ناگاہ بر زمین افتاد۔ بہ سرعت تمام تہمت یافتہ  
 نزدیک رفتیم بعد ساعتی افاقہ آمد۔ کیفیت استفسار کردیم بعد مبالغہ بسیار فرمود  
 سہ روز است کہ مطلقاً از جنس غذا میسزاید۔ درین سہ روز باہیچکس لب بہ اظہار نہ کشود  
 دوام نہ گرفت۔ مرا بسیار رقت دست داد۔ فی الفور از آنجا بہ مکان خود شتافتیم و طعامی  
 شیرین کہ مرغوب ایشان بود ہمیا ساختہ حاضر آوردیم۔ اول خود نباشت بسیار ظاہر نمود  
 و دعا ہا کرد۔ بعد از آن فرمود سخنی گویم بشرطیکہ شما اگر ان خاطر نہ شوید۔ گفتیم حضرت بفرمایند  
 فرمود در اصطلاح فقرا این را طعام اشرف گویند۔ ہر چند نزد فقہا اکل آن جائز است  
 و در شرع بعد از سہ روز میتہ حلال۔ اما در طریقہ فقرا اکل طعام اشرف جائز نیست من

چون این جشن شنیدم بچون و چرا بر خاستم و طعام را همراه گرفته از آنجا بر آدم و بیرون در  
 زمانے توقف کردم۔ و طعام را باز آوردم و عرض کردم۔ کہ ہر گاہ بندہ طعام را برداشته برد  
 حضرت را توقع بود کہ باز خواہم آورد۔ فرمود نے گفتیم حالاکہ این طعام بے توقع حضرت آوردہ  
 ام طعام اشرف نماند۔ حضرت میرا زین تاویل حظی کرد و فرمود شما عجب فراستی بہ کار برد  
 و طعام را بہ رغبت تمام تناول فرمود۔

والیضاً استاد المحققین می فرمود کہ چون علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بہ خدمت  
 بخشی گری و وقائع نگاری گجرات شاہ دولہ از پیشگاہ سلطان اورنگ زیب انالہ اللہ برہانہ  
 منصوب شدہ از دکن بہ بلگرام تشریف آورد۔ و از بلگرام عازم گجرات شد۔ مرا تکلیف  
 مرا نفقت کرد۔ قبول کردم۔ و بہ خدمت حضرت میرا را دہ خود اظہار نمودم فرمود عمر من بہ پایان رسیدہ  
 می خواہم کہ درین وقت جدانہ شوید و بر جنازہ من حاضر آئید من متامل شدم کہ رفاقت  
 علامہ مرحوم ضروری بود۔ حضرت میر در مرا قبہ رفت و بعد از دیر سہر بر آوردہ فرمود بروید۔ امید  
 ہست کہ یک بار دیگر ہم ملاقات دست دہد آخر چنان شد۔ سائے کہ حضرت میر انتقال  
 کرد علامہ مرحوم را ضرورتی داعی شد کہ مرا از گجرات بہ بلگرام روانہ ساخت بعد وصول  
 بلگرام در اندک فرصت میرا زین عالم رحلت کرد۔ و امامت نماز جنازہ بہ من وصیت فرمود۔  
 ملک بدہی بلگرامی ساکن محلہ سکنت از معتقدان حضرت میر اکثر اوقات حاضر الخیمت  
 می بود۔ روز سہ می فرمود فلانے ہمیشہ نزد ما حاضر می باشد۔ اما بر جنازہ من حاضر نہ خواہد  
 چون میر را عرض موت عارض شد ملک بدہی مشبار و ز خود را حاضر می داشت۔ اتفاقاً

متعلقان میر دران ایام حسرت می کشیدند - در عین روز وفات ملک بدی در شکرت  
متعلقان میر جانب بدی رفت - و عقب او قضیه وفات روداد همین که خاک مرقد  
همواری کردند - ملک بدی در رسیدن خاک حسرت بر سر کردن گرفت -

نواب مکرم خان بن نواب شیخ میر عالمگیری در خدمت میر اعتقاد عظیم داشت و  
خدمات شایسته به تقدیم رساند - و میر از محله سید داره و عشیره خود بر آمده جانب شرقی شهر  
در میدانی اقامت گزید - در عایا آباد کرد مسجد و منازل سکونت تعمیر نمود - و گرد آبادی  
سوری محکم از خشت و گچ کشید - تا از آسیب دزدان و وحوش و سیاح محفوظ باشد  
و همیشه قوم حایک آباد کرد که اینها اکثر دیندار نماز خوان می باشند - و مقرر کرد که رعایا  
مسلمین هر پنج وقت در مسجد حاضر شوند و نماز را به جماعت ادا کنند - حایک عذیر آورد  
میر سبب استفسار کرد گفت چون به نمازی آیم از کار بازمی با تم و نقصان در اجرت من  
راه می یابد - میر پرسید هر روز به قدر وقت نماز چه مقدار نقصان راه می یابد گفت یک  
پیه میر فرمود یک پیه از ناباید گرفت و نماز باید خواند - قبول کرد - روزی بن هاگ در مسجد آمد و طهارت  
ناکرده به نماز ایستاد - میر وحشت کرد که نماز ابله طهارت می خوانی به جواب داد که به یک  
پیه دو کار نمی توان کرد - میر بے اختیار خنده زد و پیه دیگر پرانے وضو اضافه کرد - رفته  
رفته حایت را رغبت دلی در نماز بهم رسید و از تقاضای اجرت در گذشت - عمارت  
مسجد در حین حیات میر خام بود - قبل انتقال خود وصیت فرمود که کتب مرا فرود خسته  
مسی سازند - مسجدی که الآن موجود است بعد وفات میر به اتمام سید محمد فیض بن

سید محمد صادق که ذکرش در سلک فضلامی آید در ستمه ثمانیه عشر و مائه و الف  
 تعمیر یافت - وصال مبارک روز دوشنبه یک پاس روز بر آمده بستم شهر ربیع الاخر  
 ۱۱۱۵ هـ  
 ستمه عشر و مائه و الف واقع شد - علامه مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی گوید

مقدس گهر میر سید مبارک	جو فرمود در حجر رحلت شناه
په رحلت آن مطهر سرشت	خر و گفت تاریخ رضوان پناه ۱۱۱۵ هـ

فرزند و صاحب سجاده اومیه سجاد و طب مشواه فاضل بود - کتب  
 درسی نزد والد ماجد خود و استاد المحققین میر طفیل محمد قدس الله امرایها عبور نمود -  
 در نهایت خلق و شکستگی می گذرانید - و تخم عمل صلاح در مزرع زندگی می افشانید  
 بست و پنجم رمضان ۱۱۶۱ هـ احدی وستین و مائه و الف در ریاض حبا و ادانی  
 آرمید - و پایان مرقد والد بزرگوار متصل دیوار بیرون حریم بریسار داخل مدفون گردید  
 زکارنده اوراق گوید

آن ثمره شجره مبارک	از دست زمانه حیف افتاد
تاریخ وصال او خرد گفت	همان بهشت میر سجاد ۱۱۶۱ هـ

مخفی نه ماند که نام سه استاد و الاثر او در ترجمه سید مبارک مذکور شد هر سه استاد  
 عمده عمده زاده و در فضائل صدوری و معنوی ذکر استاد اول گذشت - و ذکر استاد ثالث  
 در فضلامی آید - و ذکر استاد ثانی و پیر سبیت درین جا بر سبیل اجمال تمیناً مستور می گردد  
 و خواجیه محمد باقی بالله قدس سره را در گرامی گوهر سحر ولایت بود -

## (۴۴) خواجه عبید اللہ المشهور به خواجه کلان قدس

ولادت ایشان عزه شهر ربیع الاول سنه عشر و الف اتفاق افتاد. چون  
 هر دو فرزند در منتها عمر پدر بزرگوار پیرایه هستی پوشیدند. خواجه محمد باقی بالله به حضرت  
 مجدد الف ثانی شیخ احمد سندی قدس سره فرمودند. اسید از حیات کم مانده از احوال  
 اطفالی خبر دار باید بود. هر دو طفل را که در ایام رضاعت بودند و حضور مبارک  
 طلبیده فرمودند توجه باید کرد حضرت مجدد حسب الامر توجه کردند. به مشایخ که اثر از  
 ناصیه اطفال هویدا گشت خواجه محمد باقی قدس سره است پنجم جمادی الاخره ۱۰۱۲ هـ  
 اثنا عشر و الف به عالم قدس خرامید. خواجه کلان بعد وصول به سن تمیز کتاب  
 فضائل صوری و معنوی کرد. و به پایه کمال و تکمیل برآمد. و تذکره مشایخ مقدار یک لک  
 بیت تألیف کرد. و نیز دهم جمادی الاولی سنه اربع و سبعین و الف بساط هستی چید  
 و در مقبره والد ماجد دفون گردید.

## (۴۵) دوم خواجه عبید اللہ المعروف به خواجه خور قدس

ولادت ایشان ششم ماه رجب بعد چهار ماه از ولادت برادر کلان در سنه مسطور  
 از بطن مادر دیگر دست داد. در صورت او سیرت با پدر بزرگوار مشابست تمام داشت  
 قرآن را حفظ کرد. و علوم عقلی و نقلی تا آخر به استعداد تمام کسب نمود. درس به قدرت



می گفت و برخی حواشی بر بعضی کتب درسی تعلیق کرد. - دوسه رند در سایه تربیت  
 حضرت مجدد قدس سره جا گرفت. - و از معارف خاصه ایشان فراوان بهره برداشت  
 و به تفویض خلافت و ارشاد ممتاز گردید. - و به وضع آزادگی و وارستگی عمر بسر آورد.  
 و در ماه و تاریخ انتقال پدر بزرگوار یعنی بست پنجم جمادی الآخره روز چهارشنبه ۹۴۵  
 خمس و سبعین و تسعمائة به رحمت الهی پیوست و در مقبره پدر بزرگوار آسایش گرفت.

### (۴۶) میر سید عبدالفتاح العسکری الاحمد آبادی قدس سره

از کبار اولیاست. - مستجمع دانش اسمی و معنوی. - و فیض عام و مقبول تمام داشت  
 سلسله خلافتش به چند واسطه بنا بر طول عمر مشایخ به غوث الثقلین رضی الله عنه  
 می رسد. - برین طریق میر عبدالفتاح از شاه الهداد و ایشان از شاه غریب الله و  
 ایشان از شیخ تاج الدین و ایشان از شیخ سعید و از ایشان از سید عبدالرزاق  
 و ایشان از پدر بزرگوار غوث الثقلین قدس الله اسرارهم.

چون صیبت کمالات میر عبدالفتاح به سامعه سلطان اوزنگ زیب عالمگیر  
 انار الله بر بانه رسید. - استدعا و مقدم گرامی کرد. - و به اعزاز و اکرام تمام از گجرات احمد آباد  
 به دار الخلافه دہلی طلبید. - و در صحبت خاص برکات فراوان کسب نمود. - میر بعد چندی  
 رخصت خواسته به وطن مالوف برگشت. - و بست و چهارم ذی الحجه ۱۰۹۰ تسعین و الف  
 به رحمت حق پیوست عمر گرامی نود سال خواجگاه احمد آباد. - رغبت به شنوی مولوی روم

بسیار داشت همیشه در می گفت و شرحی در سلک تخریر کشیده که بین الناس شهرت دارد.

## (۴۶) سید مرینی

بن سید عبد النبی بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم  
 مرید والد ماجد خود است بس بزرگ عالیشان ذات مقدس منور بود صاحب حسن شمائل  
 و لطف خصائل حافظ کلام مجید۔ کتب مختصرات تا حاشیہ علامہ دوانی بر تہذیب المنطق  
 نزد سید اسمعیل بلگرامی خواند بعد از آن سجدت شیخ قنوجی تلمذ کرد و آخر در حلقہ درس  
 ملا ابوالواعظ ہرگامی تتمہ کتب گذراند و فاتحہ فراغ خواند و بہ وطن مالوف عود نمودہ بہ قنصنا  
 اسم شریف خود طلاب ظاہری و باطنی را تربیت فرمود۔ استاد المحققین میر طفیل محمد قدس  
 سرہ می فرمود کہ شیخ محمد عاقل اترد لوی مردی صاحب کمال بود او را دیدہ بودم۔ شیخ  
 علوم ظاہری از جناب سید مرینی قدس سرہ فرا گرفت و بعد از اتمام تحصیل سجدت بزرگی  
 از سلسلہ امیر ابوالعلا نقشبندی اکبر آبادی قدس سرہ مرید گشت و حالتی قوی بہم رساند۔  
 وقتے سید مرینی بہ تقریبی در قصبہ مارہرہ وارد شد و از آنجا با تروی تشریف برد۔  
 شیخ محمد عاقل خبر مقدم حضرت سید یافتہ استقبال کردہ و بہ ادب و نیاز تمام ایشان را  
 بہ منزل خود برد۔ دو ستار خود را در صحن خانہ گسترد۔ و عرض کرد کہ قدم مبارک بردستار گذاشتہ  
 صحن خانہ طے فرمایند چون اصرار از حد گذرانید میر ملتیس او را قرین قبول ساخت  
 روزے در اثنا صحت با شیخ محمد عاقل فرمود استماع افادہ کہ توجہ شما بسیار موثرست

حالت پیچیدی می آرد در علوم ظاهری آنچه دستمایه ما بود از شمارد لیغ نداشتیم بحال شمار می  
 باید که توجه باطنی خود را از ما در لیغ نه دارد پدید شیخ به پاس ادب استادی در مقام اعتماد  
 درآمد - میر سبالقم بسیار نمود - شیخ امتثال امر نموده مراقب نشست میر را معلوم شد  
 که اگر به دفع نمی پردازم توجه او موثر می افتد متوجه دفع گردید - شیخ سر بر آورده تبسم کرد  
 و گفت من خود اول عجز خود به عرض رسانیده بودم - میر تاریخ چهاردهم شعبان روز دوشنبه  
 ۱۱۰۰ سبعمه عشر و مائتة و الفنا هجده فانی را وداع نمود و درین سال نسبت پنجم  
 جمادی الاخره میر سید احمد بلگرامی نیز رحلت کرد - علامه مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی  
 در تاریخ رحلت هر دو می فرماید: -

<p>مولوی سید مرئی دین پناه          جانب فردوس سرگردند راه          مرد یک پوشید زین ماتم سیاه          بر مرز اهر دو سوز و شمع آه          گفت با لطف هر دو غلذ آری نگاه</p>	<p>میر سید احمد آن بحر سخا          هر دو زین گلخن به راهی بے بقا          عالم اندر دید با تاریک شد          تا قیامت از دل پر سوز حلق          خواهم از بهر شان تاریخ سال</p>
---	---

و این میر سید احمد از اولاد سید محمود اکبر است که ذکرش تقریم یافت - برین پنج سید احمد  
 بن سید بدیع بن سید عبدالفتاح بن سید عبدالقادر بن سید ابوالقاسم بن سید خان محمد  
 بن سید محمود اکبر قدس سره سید احمد از عمده ملازمان شاهزاده محمد اعظم شاه بن سلطان  
 اورنگ زیب عالمگیر بود و حکومت شاه جهان پور مالوه و دیگر محاللات بتول شاهزاده

داشت و در ایام دولت خود عالی را از خویش و بیگانه به جود و احسان نواخت و در  
 شاهجهان پور به اهل طبیعی درگذشت و بهمانجا مدفون گردید. از آثار او ست تلمیح حسین  
 متین در گوشه مغرب و جنوب محله میدا پنوره در ۶۲۱ هـ. ثنین و ستین و مائتة و الف  
 نسخه از کتاب گلزار ابرار در محروسه اوزنگ آباد بدست فقیر افتاد که شیخ محمد فاضل  
 نامی آن نسخه را بر اے سید احمد تسوید نموده در ذیل کتاب عبارتی رقم زد ساخته  
 درینجا عبارت بعینها نقل کرده می شود که فی الجمله احوال سید احمد از آن واضح می گردد :-  
 دو بنده عاجز قاصر شیخ محمد فاضل بن شیخ اسمعیل حشتی لکنوی مندومی این کتاب را به جهت مرکز  
 دو داکره مردمی و مروت مهر سپر مجد و کرمت در دیار سیادت و نقابت گوهر سبز شرافت  
 دو و منزلت مروج مراسم ملک و ملت چراغ افروز نبوت و ولایت سید احمد بن سید بدده  
 دو بن سید عبدالفتاح متوطن شکرگت قصبه بلگرام بزرگ منصبدار سرکار دولتدار محمد اعظم شاه  
 دو که به تقریب خدمت فوجداری و امینی دیبا پور و غیره محالات صوبه مالوا تشریف ارزانی  
 دو داشت نوشت. چون از آغاز سال یک هزار و یک صد و هشت هجری برگشت سرکار  
 دو مند و از حضور خلافت و جهانذاری در اقطاع خان ذی شان افتخار خان تنخواه گشت خان  
 دو مذکور بر اے معاونت خویش و نظم و نسق و انتظام امور مالی و ملکی آن حاتم زمانه را که خوان  
 دو ابراهیمی او بار عام زمانیان است بصد آرزو و خواہش از دیبا پور به مند و طلبید. چون  
 دو آن خدیو عرصه شجاعت سلوک خود را با که و مد سادی داشت پذیرا نمی نموده عزم دیدن  
 دو خان معز الیہ نمود. در همان سال به قصبه تغلچ تشریف آورد. در آن هنگام سیادت

- دو شرافت و دستگاه سید محمد اشرف بن سید عبدالداکم متوطن همان شکر ف قصبه در رکاب خان عمر قوم تله ناز
- دو نعم صوری و مخومی می نمودند - و احقر نیز از برکات و در دولت و صحبت ایشان کسب نصیض
- دو ظاهری و باطنی می نمود سبحان الله چون بنده شنید که آن جوهر شناس فصاحت و بلاغت
- دو در دایره سید محمد اشرف نزول از زانی فرموده است به هزاران هزار خرمی و خورسندی از نگاه خود
- دو براسه قدمبوس مشتافت - و بعد از ملازمت در نخستین تکلم از زبان گوهر افشان همین
- دو ترخم بر آورد - که فلان اتفاق چنان افتاد که نسخه گلزار ابرار که از خط شام در کتابخانه ما بود شیخ
- دو احمد لکنوی به فراوان تمنا از من بستد اگر فرصت باشد در نگاشتن نسخه سلسله کاسل
- دو نکند - همان زمان جرم من شد و بتایخ غره رجب المرجب روز آدینه سال مذکور و روز گاشتن
- دو کتاب همت نگاشت - و سید دوسه روز در صحبت خان مذکور مانده باز مراجعت به دیبا بود
- دو فرمود - و احقر کتاب مطلوب را به اهتمام میادت و لقا بت پناه سید محمد اشرف و
- دو به یاری و یادری ایشان به تاریخ هفدهم ربیع الاول سال یک هزار و یک صد و نه روز
- دو جمعه وقت ظهر به اختتام آورد - بجهت و کرمه - انتهی -

و میر سید محمد بن سید احمد سطور از خوبان روزگار و عمده رفقا و نواب مبارز الملک

سر بلند خان اتونی و در سر کار نواب صفدر جنگ ابوالمنصور خان نیشاپوری  
 که در عهد احمد شاه به پایه اعلاسه وزارت رسید نیز صاحب فیل و علم و اعتبار بود  
 و شعر فنی خوب داشت و در حسن خلق و مردودت و احسان ممتاز می زیست - و روز جمعه  
 هشتم ماه صفر ۱۱۵۸ ثمان و تسین و ایامه و الف و در آن خلافت دلی رخت هستی بر بست

و در جوارمقد سلطان المشایخ نظام الدین دهلوی قدس سره پہلو سے قبر نواب  
مبازر الملک مذکور مدفون گردید۔ میر سید محمد تخلص بہ شاعر سلمہ اللہ تعالیٰ خلف  
الصدق علامہ مرحوم میر عبد الجلیل کہ ہمنام مشار الیہ اندونیا بین روابط محبت افزون  
از حد بود۔ برائے تاریخ وفاتش مصراع عجیبی تلاش کرده اند۔ و این قطعہ در سلک  
نظم کشیدہ ۵

میر سید محمد احمد	ذات اور اتوان بیگانہ شمارد
در سخاوت نظیر حاتم طے	در شجاعت عدیل رستم گرد
زین جہان رفت و نام او باقیست	کی توان گفت زنده را کہ بہ مرد
سال تاریخ رحلتش سعدی	زادہ طبع خود بہ بندہ سپرد
بشود اکنون ز شاعر این مصراع	خنک آن کس کہ گوی نیکی برد

درین مقام بہ آگاہی تمام نظر بایک کرد و سرسری بناید گذاشت نسبت بادرویشانی  
چہ نسبتی است شریف ہر کس ادنی نسبتی باین طائفہ علیہ ہم رسانند اور از خاک برداشتہ  
بہ عالم پاک بروند و از آنجمن عوام بہ خلوت سراے خواص راہ دادند مصداق این معنی  
معاملہ سید احمد است کہ بہ ادنی ملا بسہ یعنی رحلت کردن با سید مرئی قدس سره در  
یک سال اولاً در قول علامہ مرحوم چون دو گوہر در یک سلک انتظام یافت و ثانیاً  
در ساحت این صحیفہ بہ ہنشین مقرران بارگاہ الہی بلند پایہ شد۔ و پسر بہ تفضل پدر  
کامیاب گشت سبحان اللہ و انفت سال این کرشمہ وانمود موافقت حال چہ کرشمہا

داشته باشد شبهه صوری مقلد موسی را با وصف کفر از غرق نجات داد. و فیض مصاحبت  
 ماهیت قطیر بدل ساخته تاج کرامت بر سر نهاد. خوشا سعادت مندانی که سر به فتراک  
 درویشان بسته اند و کلاه گوشه به تاج شاهان شکسته **ه**

نخه زرمی شود از پرتو آن قلب سیاه	کیمیای ست که در صحبت درویشان است
----------------------------------	----------------------------------

## (۲۸) سید سعد الله

بن سید مرتضی بن سید فیروز بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس الله اسرارهم  
 مجمع البحرین فقر و فضل بود. و در صغرن با ارادت جدا مجد سید فیروز سعادت اندوخت  
 ابتداء حال بنجد است ملا فیضی ساکن امر و همه که از شاگردان شیخ یس قنوجی بود. اکتساب  
 علوم نمود. و آخر به ملا عبد الرحیم که قاضی مراد آباد قریب بنیل و عالم کامل و تلمیذ بلاد اسطه  
 مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی بود پیوست. و تحصیل فضائل کرد و قاتح فراغ علوم خواند و به  
 وطن آمده بر مسند تدریس نشست و مدت ها درس گفت. ناگاه ورق حالش برگشت یکبار  
 از همه پرداخته به حرمین شریفین شافت. و به طواف بیت الله زیارت مینشاند البقی صلی  
 الله علیه و آله وسلم ذخیره آخرت فراهم آورد. بعد چندی عنان عزیمت به هند عطف  
 نمود. و در گجرات احمد آباد منزوی گشت. شیخ محمد طاهر احمد آبادی مرد فاضل معمر از  
 نمانده سید سعد الله در حیدرآباد دکن با فقیر برخورد. می گفت من شاگرد خاص سید سعد  
 ام. حضرت سید در گجرات تشریف آوردند در مدرسه مولانا نور الدین نور الله مرقد

اقامت گزیدند و از حجره خود کم حرکت می کردند شب بیداری و آگاهی می گذراندند  
 در روز به شغل درس و افاده مولانا نورالدین ادب و احترام بسیار بجای می آوردند - و اکثر نزد ایشان  
 آمده می نشستند - وقت احتضار حضرت سید حاضر بودیم - شگفت پیشانی به عالم  
 روحانی شتافتند - و در روزنه شاه بهیکن نمیره شاه عالم بخاری در کتله کج خوابیدند - و کان  
 ذلک فی السابغ عشر من شوال یوم الاربعاء وقت الصبح ۱۱۹۰ تسعة عشر و مائة و الف  
 میر محمد یوسف برادر چهارم فقیر تاریخ به اقتباس آینه کریمه بر آورد - <sup>۱۱۹۰</sup> شرب من کاس کان  
 حزا جا کافورا

### (۲۹) سید العارفین میر سید لطیف الله المعروف بشاه له بالبلگرامی قدس سره

ترجمه والد ایشان سید کریم الله بانی مسجد جامع محله پیشتر گذارش یافت - آنحضرت از کمال و بیای  
 بلگرام و باعث افتخار سلف و خلف این مقام اند - لقب ایشان سید العارفین  
 رسید الا اولیاست از آنجا که شوق الهی و ذوق تامتنابی در اصل فطرت عالی و ودیعت  
 بود - در تباشیر ایام شعور با طایفه خدا شناسان سری داشتند - و صحبت جم غفیه این گروه  
 و الاشکوه دریافتند - مرشد اسبق ایشان شاه اعظم اند قدس سره در عتقوان شباب  
 همراه پدر بزرگوار بجانب بنگاله تشریف بردند - در آنجا بخدمت شاه اعظم ریاضتها  
 کشیدند - و مراتب بلند و مدارج ارجمند طے کردند - بعد از آن بر اے کسب معاش  
 لایبی نوکری نواب نجابت خان اختیار نمودند - و در جماعه چهل تن از شجعان که



نواب اینهارا ممتاز از نگاه می داشت منسک شوند. و بعد چندی در عیبت و دوساگی  
دل از علائق صوری بالکلیه برگرفتند. و اکثر بلاد هند را سیاحت کردند. و دارالسرور  
برهمنپور خدمت شاه برهمن راز آئی قدس سره ادراک نمودند. و چندی در خانقاه  
شیخ اقامت کردند. و از صحبت ایشان تمتعی فرا گرفتند. اما مشیت الهی در اندک  
فرصت صورت مفارقت و انمود. آن جناب از فقدان صحبت شیخ متاسف  
شدند. بهمدان حالت در واقعه می بینند که شیخ به جانب ایشان التفات می نماید  
و به دوست مبارک خود غالیه در جامه ایشان می مالند. ازین مبشره روح پرور آنچه الله  
فی ایام دهر کم نفحات الا فترضوا لها. استشمام کردند و عنقریب به صحبت میر عبد الحلیل  
قدس سره رسیدند و فیضها برگرفتند. و در دیاغ غالیه را به ملاقات میر تقییر نمودند.  
میر از اکل اصحاب شاه برهمن قدس سره بودند. و در لباس نوکری از فتم خلق دور می زیستند  
حضرت شاه برهمن راز آئی برهمنپوری متوفی در سنه احدی و ثلثین و الف و ایشان  
مرید سید شکر محمد عارف متوفی در سنه ۹۹۳ ثلث و تسعین و تسعمائة و ایشان مرید محمد غوث  
گوالیاری قدس الله سره از هم مجموع این اکابر قافله سالاران شاهراه ولایت. و جرس  
جنابان کاروان شهرت اند. فقیر را عبور برهمنپور بارها اتفاق افتاد. و سعادت  
زیارت قبور طیبیه دست داد و چون شهر برهمنپور گرد بسیار دارد نوعی که هیچ شهر به گداو  
نمی رسد. از فیض روحانیت سید شکر محمد عارف توحی به خاطر فقیر رسید و لباس  
نظم پوشید

فتاد بکه گذر شکر محمد را

غبار خیز بود کویچه های بر پانپور

القصه حضرت سید العارفین بعد ایامی بجانب کاپی حرکت کردند و پرویت  
 جمال با کمال میر سید احمد بن میر سید محمد قدس اللہ امرارها فایز گشتند و به تحصیل سعادت  
 ارادت دست به عروہ و ثقی زدند - حضرت سید را نسبت به آنجناب نظری و عنایتی  
 خاص بود - در وقت بیعت فرمودند ما هر دو یک ذاتیم - و این بیت بر زبان مبارک  
 آوردند

اینجا ز فیض پیرمغان نبرم وحدت است

در پرده دار دیده کفرت ستائی را

و این عنایت مشابہ است به عنایتی که میر سید محمد در باره میر سید احمد نمودند و فرمودند  
 محمد و احمد یکے است - شاه فضل اللہ خلف الصدق میر سید احمد قدس اللہ امرارها  
 فرموده اند که حضرت سید در وقت ارتحال به فرزند ان خود وصیت کردند که خلفاء جد و پد  
 شما بسیار اند اگر به فقر درویشی عامه خواہید در صحبت هر کدام حاصل می تواند شد - و  
 اگر درویشی خواص منظور باشد صحبت میر سید لطیف اللہ مغنم بای شمرد - و نیز شاه فضل اللہ  
 فرموده اند شراب نایب میخانه سید احمد شاه لد بانوشیدند و دیگران دروچسیدند - و آن  
 جناب با خرقه خلافت و مثال اجازت سلاسل خمسہ یعنی چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و  
 سہروردیہ و مداریہ و ودائع موفورہ رخصت انصاف یافته به بلگرام تشریف آوردند و قریب  
 ہفتاد سال در گوشہ انزو اقدم افشردند و بہ افاضتہ النوار معنوی شہراچراغان کردند  
 طریقتہ انبیتہ در تربیت طالبان آن بود کہ گاہے بہ کرشمہ کار طالب می ساختند و گاہے

به ریاضت و مجاهده مشغول می گردند و ریاضات شاقه که آدمی را از من سازد نمی فرمودند  
 و اگر در اربعین می نشاندند اغذیه لطیف می دادند - می فرمودند باعث قوام انسان  
 غذاست اگر تندرست است جهاد نفس از خوب می آید - و اگر نتوان تصور واقع  
 می شود - و از دل پوشیدن و مرقع دوختن و خود را در نظر خلق و انمودن منع می کردند  
 و از تاهل و کعبه اش که سنت سنیه انبیا است علیهم الصلوٰۃ والسلام با نهی  
 داشتند می فرمودند مرد آن است که ظاهرش با معامله خلق متفق باشد و باطنش  
 در یاد مولی مستغرق و فتوح را از خیره نمی ساختند و هر چه از غیب می رسید کشاده پیشانی  
 صبر می کردند - و جز فقره دار و دو صد در شهری گرفتند و اکثر اوقات خصوصاً آخر شب  
 به سیر صحرا بر می آمدند می فرمودند سیر صحرا دلگشا است سرش این که صحرای نسبتی به مرتبه اطلاق  
 دارد و شهر نسبتی به مرتبه تقیید سخن در کمال خوبی و رنگینی و تکلیف ادا می فرمودند و هر گاه از  
 حقائق و معارف سخن می رفت تمام ذوق و شوق از زبان اقدس می تراوید - و مستمع  
 را حالتی و کیفیتی دست می داد - صاحب کمالاتی که به حضور مجلس انور مستفید شده  
 اند اتفاق دارند که کیفیتی و حلاوتی که در مجلس اشرف یافته ایم جاے دیگر کمتر یافته ایم  
 و با آنکه سن عمر از صد تجاوز کرد و حالت ذوق و شوق در عنصر مبارک همان تازه بود سلطان  
 ابو سعید بن شاه فضل العبدین میر سید احمد قدس اللہ اسرارهم می فرمودند - وقتی  
 از میر شاه لد با پریدم نماز تہجد خوانده می شود فرمودند سالهاست که شب مرثه  
 بهم نمی رسد اما نماز تہجد از دیوانگی دل میسر نمی آید و صلوة فریضه بے اختیار ادا می کرد

و از عجایب مختارات و الاین که اگر عارضه جسمانی رومی داد هر چند صعب بودی  
 از احتما پر میز می کردند بر خلاف ایام دیگر در اغذیه تکلفات به کار می بردند هر چند اطبا  
 در مخالفت می گویند حرف اینها فائده نمی کرد - و این معنی ناشی بود از کمال توکل  
 بدات حکیم مطلق تعالی شأنه از تقاس قدسیه است - و که دیدیم شکل تر از او پر خداست  
 ایضاً لیلی را محل ضرور است یعنی احسن آنست که هر حقیقت در پرده مجاز گفته شود  
 تا از چشم زخم ناقصان محفوظ ماند - ایضاً اسلام عبارت از نفی وجود خویش و اثبات  
 وجود حق است ایضاً محمد نام تشبیه است و الله نام تنزیه - ایضاً شریعت غنیمت  
 مردان است - ایضاً شریعت رنگ است و حقیقت بوی چون گل مرخ جامع حقیقت  
 آمد بر سایر گلها تفوق یافت - و چون لاله ایمن هر کدام منفرد افتاد آن مرتبه نیافت

کناره گرد خط لایه بیکر آن دارد	میان روز و دو جانب نگاهبان دارد
--------------------------------	---------------------------------

روزی یکم از اعیان مشایخ بر قولی که از آنجناب منقول بود نوره بیجا گرفت  
 مخاطب فقیر بودم - ملتفت جواب نه شدم - همان روز قولی از تحریرات شیخ مذکور شد  
 و شخص عمده آن را در کرد - شیخ سخت متاثر گشت و آن نوشته در حضور شیخ حسب اشاره  
 شیخ بردست فقیر چاک گردید - فاعتبر و یا اولی الایصار رحلت آن جناب  
 شب یکشنبه چهارم جمادی الاولی ۳۳۳ هجری و اربعین و امانه و الف واقع شد  
 کاتب الحروف از کلام ربانی این دو تاریخ بر آورد - فاجانت النعم - وهم رزقهم  
 غیر آکره و عشت با مرقد منوره در جرحیل سکونت سیر نوازش علی سلمه الله تعالی اصحاب

سجاده بر فراز قبا یض الانوار عمارتی مسجدی بنا کرده اند را تم الحروف در باب جادی الاولی<sup>۱۳۴</sup>  
 سبع وثلثین ومانه و الف در سلسله عالیچ شتی با حضرت ایشان بیعت کرده اند از دست  
 قدسی آیات فیضها اندوخت.

## (۵۰) میر عظمت اللہ

شجره شجره سید العارفين قدس الله اسرارها خاص الخواص طائفه عليه صوفيه اند و  
 از مشرب وحدت وجود چاشنی بلند داشته اند اگر چه ایام زندگانی در ملازمت امر البس آوردند  
 اما همه وقت جمال بے رنگی در آئینه رنگ دیده اند و غنچه جمعیت از شاخسار تفرقه  
 چیده و اصل طریقه سید العارفين همین است که ظاهر مشابه عوام باشد و باطن ممال  
 خواص اینها که انحصار الخواص اند علیهم الصلوٰة والسلام اشبه به عوام بوده اند و به طور  
 سائر الناس بسر برده و کسانی که جاده کمال تبعیت می پیمایند همین رویه مستقیمه اختیار  
 می نمایند. شناخت مردان الهی کار هر کس نیست. صاحب بصیرت باید که محقق  
 را در لباس مقلد در یابد عوام از نقصان حس در غلط افتند و ایشان را از جنس خود  
 شناسد لغم مدارا عقدا و عوام بر امتیاز وضع است شخصی را که وضع سائر الناس ممتاز  
 یابند ولی پندارند. و سرشته اعتقاد به دست آرند طعن مالهذا الرسول یا کل  
 الطعنه و همیشه فی الاسواق شاهد حال است و خطاب ادیان لك بیت من  
 ذخرت اذ ترقی فی السماء مصداق این مقال حضرت مجدد قدس سره در کتب و دستاویز

دوم از مجلد اول می نویسد که انبیا علیهم الصلوٰة و التسلیمات در بسیارے از احکام  
 در رنگ عوام زندگانی می نمایند و در معاشرت با خلق و با اهل و عیال مثل ایشان معامله  
 می فرمایند اخبار حسن معاشرت خیر البشر با اهل و عیال خود علیهم الصلوٰة و التسلیمات مشهور  
 و منقول است که روزے سید البشر علیه و علی آله الصلوٰة و السلام تقبیل اما بین  
 می فرمودند و به انبساط تمام با ایشان معاشرت می نمودند -

شخصه از حاضران گفت یا رسول اللہ من یا زده پس در ام هرگز یکے را بوسه  
 نه کردم - حضرت فرمودند علیه و آله الصلوٰة و السلام که این رحمت است به بندهای  
 رحیم خود عطا می فرماید و چون آنخص خواص در بعضے اوصاف به عوام مشارک اند اگر چه  
 شرکت به اعتبار صورت باشد - ناچار عوام از نارسائی خود از کمالات ایشان <sup>تنصیب</sup> قلیل  
 اند و ایشان را در رنگ خود با خیال می کنند و آنکه در اوصاف و شمائل از ایشان جدا  
 بود و در امی گردند و بزرگ می دانند از اینجا است که اوصاف و اخلاق اولیا که از اوصاف  
 و اخلاق ایشان که مشابه اخلاق ایشان است اگر چه آن اخلاق در انبیا موجود  
 بودند علیهم الصلوٰة و التسلیمات -

بشنو نقل کرده اند از محمد دوم شیخ فرید گنج شکر چون یکے از فرزندان ایشان  
 می مرد و خبر موت به ایشان می رسید بیچ تغیرے در ایشان راه نمی یافت می گفتند سگ بچه مرده است  
 بیرون پرتابید - و چون فرزند سید البشر ابراهیم نام علیه و علی آله الصلوٰة و السلام فوت کرد -  
 حضرت پیغمبر علیه و علی آله الصلوٰة و السلام بروے گریه گردند و محزون گشتند و فرمودند

انا بفرأقك يا ابراهيم المحزون به تاكيد و مبالغه بيان حزن خود فرمودند.

گنج شکر بهتر است یا سید البشر نزد عوام کما لا لغام معاملة اولی بهتر است و آن را بے تعلقی می دانند و ثانی را عین تعلق و گرفتاری می انگارند. اعاذنا الله سبحانه عن معتقداتهم و چون این دارد از آزمائش و ابتلا است عوام را مشتبه ساختن و در شبه انداختن عین حکمت و مصلحت است اللهم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابه بجرمه سید البشر علیه و علی آله و اصحابه من الصلوة افضلها و من التسليمات اکملها. اکنون سر رشته مطلب اصلی بدست آریم.

میر عظمت الله بسیار خوش صحبت سنجیده و وضع مقبول دلها بودند و در کمال حسن خلق و تهذیب آداب می زیستند. در تصوف رسائل و پذیر پر پرداخته اند و شعر بیشتر موحدانه ادا ساخته تخلص ایشان بخیر است. فی الواقع با خبر بے خبر بودند. و بر قول حضرت لسان الغیب قدس سره عمل می کردند که

مصلحت نیست که از پرده بردن افتد از	ورنه در مجلس ندان خبر بے نیت که نیت
------------------------------------	-------------------------------------

برخی از اشعار ایشان در دفتر شعر اقلیمی می گردد. وفات ایشان روز دوشنبه بیست و چهارم ذی القعدة ۱۲۲۰ هـ اشین و اربعین و مائتة و الف در دهلی اتفاق افتاد و در وقت احتضار مردم استفسار کردند که اگر حکم شود نعش را بیلگرام روانه کنیم. و اگر درین شهر مکانی اختیار افتد اشاره فرمایند که موافق آن عمل نموده شود. فرمودند این مشت خاک را هر جا خواهم دید به پرتابید. و نیز در حین احتضار شخصی که او را در مسئله وحدت وجود با ایشان

راه سخن بود پس سید حال احمدی فرمایند - جواب دادن سخن مردان یکی است - قبر ایشان  
 در جوار صدر قد سلطان المشایخ نظام الدین دهلوی است قدس سره - بر سر شاهراه  
 متصل دیوار شرقی باغ دریاخان لقاے اعظم شاه بن سلطان اورنگ زیب  
 و قبر سید درویش هما نجا بر ابر قبر ایشان واقع شده - قبر میر عظمت اللہ بجانب غرب  
 است و قبر سید درویش جانب مشرق - و این سید درویش برادر اعیانی شاه جنت  
 اللہ است که ذکر شریف او می آید - و هم عمر و هم دست میر عظمت اللہ بنجیر اسمی با سمی  
 بود و نشاء فقر بلند داشته - و با وصف تاهل در کمال دارستگی می گذرانید  
 آخر کار از همه گذشته در شاهجهان آباد منزوی گردید - و بقیه ایام زندگانی را بے تعلقانہ  
 بسر آورد تا آنکه به رفیق اعلیٰ پیوست -

## (۱۵) میر نوادر شش علی سلمه اللہ تعالیٰ

فرزند زاده صاحب سجاده سید العارفين قدس سره و ولادت ایشان نو زدهم شهر  
 رمضان المبارک ۱۲۲۲ الاربیع و عشرين و مائت و الت دست داد از ابتدا سن تمیز تا عنقوان  
 شباب در حجر عنایت جد بزرگوار تربیت یافته اند - و خطی کامل و نصیبی وافر اند و خسته  
 و در عمر نه سالگی بی بیعت والا شرف اندوز گشته - سید العارفين را با ایشان و راهی رشته  
 فرزندی عنایتی و مجتبیٰ خاص بود - چون والد ایشان میر عظمت اللہ بنجیر شش ماه پیش  
 از رحلت سید العارفين قدس سره ازین عالم انتقال کردند - سید العارفين قریب به زمان



ارتحال خود میرنوازش علی را به خلافت و اجازت ممتاز ساختند و خرقة خلافت که  
از مرشد بر حق میرسید احمد قدس سره پوشیده بودند - بدست مبارک خود میر را  
پوشانیدند الیوم میر وارث کمالات جد بزرگوارند - صاحب مشرب بلند - و معارف  
ارجمند - دوام اوقات به یاد آئی سمجوری دارند - و طالبان را سر مته بیتائی در چشم  
می کشند زاد الله عمه -

## (۵۲) میرسید نورالحق سلمه الله تعالی

خلف الصدق دوم سید العارفين و داماد صاحب البركات سید برکت الله بکر می  
که ذکر شریفش می آید - ولادت ایشان در سنه ۱۱۹۶ است و تسعین و الف اتفاق افتاد  
علامه مرحوم میر عبد الجلیل لفظ <sup>بخت مند</sup> تاریخ یافته اند - از آغاز ایام شهور خود تا انجام  
حیات سید العارفين در ظل رافت ابوت تربتیا یافته اند - و راه به مقصد اعلی برده  
از بکر ام کم بر می آیند و محل سفر در وطن صوره و معنی می آرایند - الاگاه گاه به سلسله جنبان  
قرابت جانب قصبه مار بهره که اقامت گاه حضرت صاحب البركات است قدس  
سره حرکت می کنند - سید العارفين قدس سره قبل زمان ارتحال خود ایشان را به  
اجازت ارشاد طالبان مورد عنایت ساخته اند بعد از رحلت والد ماجد پائین  
مزار فالض الانوار مقیم اند - و دائم الاوقات بر جاده خد پرستی در منمونی مستقیم  
مد الله حیاته -

## (۵۳) سید نور اللہ قدس سرہ

برادر صغیر اعیانی سید العارفین شاہ لدہا بلگرامی صاحب دل بریان و دیدہ  
 گریبان خدا دوست - دنیا دشمن - ابتداء و حال در طلب علم دامن برزد و بخیرت  
 شیخ ابوالفتح ساکن نیوتنی من توابع او دہ تلمذ نمود - و فاتحہ فراغ خواند - ملا ابوالفتح  
 از اولاد قاضی ضیاء الدین است کہ از اعیان نیوتنی بود - وہ احمد آباد رفتہ بہ خدمت  
 شیخ وجیہ الدین علوی قدس سرہ کسب کمال نمود و فضیلت بر حبتہ بہم رسانید -  
 شیخ اور امور و عنایت خاصہ ساخت - و صبیہ خود در سلک تزویج کشید - تاضی  
 ضیاء الدین بعد چندی با حلیہ خود بہ وطن اصلی عود کرد - ملا ابوالفتح در ایام شباب  
 بہ شوق تحصیل علم در قصبہ متر دگر دید - و از ملا محمد زمان ساکن کاکوری و دیگر  
 فضلاء عصر تحصیل نمود - بعد ازان بہ خدمت میر سید حسین شاگرد رشید میرزا ہد رفت  
 و چندی تلمذ کرد - آخر کار بہ خدمت میرزا ہد شافت و تحصیل را بہ انتہا رسانید - وہ  
 وطن اصلی معاودت نمود - و دوست بیعت بہ شیخ پیر محمد لکنوی داد و مادۃ العمر بہ درس  
 و افادہ مشغول گشت - و مردم بسیار سے را فیض رسانید - القصہ سید نور اللہ بعد فراغ  
 از تحصیل جانب دہلی رفت - و در جوار مرقد مقدس سلطان المشائخ نظام الدین  
 قدس سرہ معتکف گردید - در ایام اعتکاف بعضے امر اسدیومیہ و اراضی مدومعاش  
 بہ خدمت آوردند - دست رد زد - و سدر پارہ کرد - آخر بہ خدمت سید العارفین قدس سرہ

مرید شد و ریاضات شاقه فوق الطاقه کشید۔ و حالت عجیبی بهم رساند۔ شبها چشم  
 کلم بر سیم می زد۔ اکثر اوقات می گریست گاہے در رکوع و گاہے در سجود و شب را صبح  
 کردی۔ و مصداق حدیث شریف حتی تو زمت قدماہ مشاہدہ شدی۔ و احیاناً حالتی  
 رومی داد کہ تا یازده روز بیشتر بہ اکل و شرب نمی پرداخت روزے ایستادہ بود خواست  
 تا آفتاب بر اے وضو از زمین بردارد خم شد ناگاہ حالتی طاری شد کہ تا سه روز  
 بہ بہان شکل رکوع خم ماند۔ اکثر بہ دیوانگی می زد۔ و بے طاقتی ہامی گرد۔ و گریبان چاک  
 می گشت۔ زرد سیم بہ دست نمی گرفت۔ می فرمود این مردار است۔ دست آلودن  
 باین جائز نیست۔ از نبس تشریح لوائے احتساب بردوش داشت روزے قلندرے  
 از طائفے قیدان نزد سید العارفین نشسته بود ناگاہ آواز غزالی بہ گوش رسید  
 قلندر گستاخانہ بہ خدمت سید العارفین گفت جائے کہ مزا میراست روان باید شد  
 سید نور اللہ از راه زجر گفت در آنجا چہیت بہ قلندر گفت اللہ است۔ سید نور اللہ  
 برخاست و گفت برخیز اللہ را بنما قلندر گفت نجاست را از خود دور کن۔ گفت نجاست  
 چہیت۔ گفت این لباس دنیوی کہ در برتست۔ سید نور اللہ دستار بر زمین زد و جامہ  
 چاک گرد و گفت بیا اللہ را بنما۔ قلندر را حیرت دست داد و در مقام عجز و تضرع  
 درآمد۔ سید نور اللہ تنگ گرفت آخر سید العارفین در میان آمدہ قلندر را از دست ایشان  
 دار ہانیدند۔ شبے نماز تراویح بہ جماعت میخواند۔ امام بہر این آیہ رسید فلیضک فی لیل  
 ولیبک کثیراً در عین نماز بیہوش افتاد۔ و تا چند روز از گریہ نیا سوہ۔ وقتے اورا

در طے این راه مشکلی پیش آمد - به خدمت سید العارفين اظهار کرد - حضرت شغلها فرمودند عقده وانہ شد - آخر فرمودند - برو قرآن مجید حفظ کن - چند جزو از قرآن حفظ کرده بود که عقده انحلال پذیرفت آمده به پاسکے حضرت افتاد و باقی قرآن یاد کردن گرفت - بست و پنج چیز یاد کرده بود که درین اثنا هر دو قدم او از کثرت قیام شبها آما سید و به همان عارضه قدم ازین عالم بیرون گذاشت در وقت احتضار اورا پرسیده اند که تمنا سے یہ خاطر دارید - فرمود ہجین تمنا با خود اورم کہ پنج جزو از قرآن باقی مانده فرصت حفظ نیافتم - وفاتش سیزدهم ماہ شعبان ۱۱۳۳ ھ ثلاثہ عشر ومانہ والفقہ واقع شد - کاتب الحروف آید کہ میہ جشن نکم الیوم جنات تاریخ یافت بعد از فوت او مردم خانہ قرآن تلاوت اورا کم کردند و متاسف شدند شخصہ اورا در واقعہ نمود کہ قرآن در خانہ فلان کس در فلان محل است چون خبر گرفته اند ہا نجا یافته اند رحمۃ اللہ علیہ

## (۵۴) سید محمدی قدس سرہ

بن سید بدیع الدین عرف سیدنتہا بن سید تاج الدین حجرہ نشین مذکور قدس سرہ اسبق الکلفاء سید العارفين است در صغیر سن کلام اللہ را از بر کرد و بہ خدمت مولوی عبید الغفور متولی بلگرامی تلمذ نمود - و کتب درسی را مرتب گذراند - و بہ تحصیل ارادت سید العارفين ابواب سعادت بر روی خود کشود - و چاہدہ سلوک بہ قدم آگاہی در نور

۱۱۳۳ ھ  
سورۃ الحديد آید - ۱۳ (بشیر نکم الیوم جنات -)

و مسدود را به منتفی رساند - و به لیس خرقة مخالفت و اجازت پیرایه کرامت در بر کرد - و مقید  
 به خلوت گزینی نه گشت - و با شاه عالم بهادر شاه بسرمی برد - بادشاه ادب و احترام بسیار  
 می کرد - روزی در خلوت با پادشاه حرف می زد - در اثنا کلام دست برزانوی  
 بادشاه می رسانید ناظر گفست قواعد ادب نگاه باید داشت - بادشاه ناظر را منع  
 کرد و فرمود اهل اللہ را در هیچ حال تعرض نه باید کرد - بسیار عالی مشرب بلند حوصله بود  
 و قوت باطن به درجه کمال داشت - هر صاحب دلی که با او بر می خورد مطیع و منقاد می گشت  
 روزی بایکے مشائخ ملاقات نمود حرف توحید در میان آمد - شیخ را رفته دست داد  
 گفت سقائی می کنی - شیخ گفت این سخن را ما هم می دانم - سید گفت این سخن نفس است  
 در توحید من دلگنجایش نه دارد - و فائش در ۲۳<sup>۱۱</sup> الله ثلث و عشرين و مائة و الف اتفاق  
 افتاد - خوابگاهش بلخ شمالی محله میدان پوره نزدیک مزار شهدا طرآبادی حیدرآباد  
 و در همین سال قاضی محمد حافظ که ذکرش می آید درگذشت - علامه مرحوم میر عبد الجلیل  
 می فرماید ۵

بروند بیک سال سو و حبت راه

هائف تاریخ گفت - رضوان اللہ

چون میر محمد و قاضی حافظ

گشتند به رضوان آئی و اصل

(۵۵) سید برکت اللہ الملقب به صاحب البرکات

بن سید اویس بن سید عبد الجلیل بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ سرار هم -

۵ این حیدرآباد محله ایست من محلات بلگرام -

شاهبازی است آشیانش سدرۃ المنتهی و یک تازی است میدانش سموات علی شحشہ  
 ولایت از جنبش پیدا - و جبروت فقر از ناصیہ اش ہوید امدۃ العمر سر بر آستان خالق  
 گذاشت و قدم بر در مخلوق نه فرسود - امیر و فقیر فرش آستانش بودند - و گوی سعادۃ  
 عرصه علوی و سفلی می ربوند - اگر چه او ازل حال دست بخت به جناب سید عربی بن  
 سید عبدالنبی بلگرامی قدس اللہ سر از جهاد داد - اما از مبادی عهد شباب تا آغاز ایام  
 کسولت صحبت سید العارفین قدس سره لازم گرفت - و عقیق استعدادش به فروغ  
 باطن اقدس رنگ کمال پذیرفت - و از مشرب خاص آن حضرت حظی مستوفی اندوخت  
 دست خلافت و اجازت اخذ نمود - سید العارفین را نسبت به ایشان معاملات معنوی  
 خاص بود و مکاتیب محتوی بر اسرار حقائق و معارف اکثر به نام مشارالیه شریف صدور  
 یافت بسیار از آن مکاتیب در نسخہ انیس المحققین مندرج است و طالبان را از  
 مطالعہ آن حظ روحانی حاصل می شود - و نیز صاحب البرکات به دارالولایت کالیی رفته  
 از خدمت مخدوم زاده قدس سره التفات و عنایتها بمنذول داشت - و به عطای  
 شال خلافت پایہ اش بلند گردانید - و به اعزاز و اکرام فراوان رخصت فرمود  
 صاحب البرکات همین سلسلہ را جاری کرد و به علاقہ مرقد بزرگوار خود سید عبدالجلیل قدس  
 سره به قصبہ مارہرہ من توابع مستقر الخلافتہ اکبر آباد تشریف برد - و در آن مقام طرح  
 توطن ریخت - و جلوه نمودش عرصہ آفاق را فرا گرفت - خلائق بے شمار از اطراف و اکناف  
 از زمین تربیتش به مقصد اعلیٰ پیوستند - و اوزان تفرقه را شیرازہ جمعیت بستند - همواره

دست ایشان کشاده می داشت و ذخائر مشوبات اخروی فراهم می آورد - تصانیف ایشان رساله سمسبی به سوال و جواب در حل معانی حقائق و رساله سمسبی به چهار انواع در آداب و رساله سمسبی به عوارف هندی که امثال زبان هندی را به سمت معانی حقائق کشیده - و لطافتها به کار برده - و دیوان شعر موجزی و مثنوی موجزی سمسبی به ریاض عشق و رساله سمسبی به پیغمبر کاس شتمل بر اشعار هندی قدری از اشعار فارسی و هندی ایشان در فصلین آخرین دفتر ثانی ایراد نموده می شود انشاء اللہ تعالی - تولد آن جناب در سنه سبعین و الف دست داد - عظیم الهدی تاریخ است - و روز عاشورا ۱۲۲۱ هجری اشین و اربعین و یانه و الف عنان از عالم سفلی تافت - و باروح مقدس امام علیه السلام به گلگشت فرودس اعلی شافت - عمر شریف هفتاد و دو سال و قبر لطیف در مارهره هزار و دویست و یک به و چون روز عاشورا روز شهادت امام علیه السلام است مجمع عرس ایشان پانزدهم محرم مکرم قرار داده اند را قم الحروف گوید

بر بست ز صحراے جهان محل قدس  
صاحب برکات و صل منزل قدس

بیدار دلی رفت سوے محفل قدس  
تاریخ وصال او خرد کرد قسم

## (۵۶) سید آل محمد رحمة اللہ تعالی

بن سید برکت اللہ مذکور قدس سمره نوزدهم رمضان المبارک روز پنجشنبه ۱۱۱۱ هجری  
احدی عشر مائه و الف در بگرام متولد گردید - و در ظل رافت پدر بزرگوار خود تربیت باطنی

یافت - و خرقه خلافت پوشید - و به اجازت سلاسل خمسلسل سعادت به دست آورد  
 و بعد رحلت والد بزرگوار به دارالقراری سجادہ آباد کرام قرار گرفت و از سید العارفین قدس  
 سرہ نیز التماس خلافت نمود - حضرت قدس سرہ نے بہ ارسال خلافت نامہ دو تبار مبارک  
 سر افتخارش بہ آسمان رسانیدند - مشار الیہ در مارہرہ کوس شیخت می لوناخت - و حمای  
 شریعت را بہ جد تمام نگاہبانی می کرد - و در ازالہ امراض قلبی سیحانی داشت - و گشتگان  
 وادی شوق را از تلویں بہ تمکین می آورد - و بہ اتباع سنت سنئہ نبوی تیر خوب می انداخت  
 و دست و بازویش بہ صفای شست تیر و کمان را می لوناخت - و بیشتر اوقات  
 بہ کتب تصوف خصوص مولفات والد ماجد خود مشغول بود - و مردم بسیار از اطراف  
 و اکناف بہ ارادت او کامیاب بودند - سید بتاریخ پانزدہم ۶۴۲ھ ربیع دستین و ماتہ  
 و الف در نہ ہست کدہ قدس خرامید - و در مارہرہ مدفون گردید - مولف اوراق گوید

فرد و جلوہ او رونق حریم بہشت  
 نصیب آل محمد بود نعیم بہشت  
 ۶۴۲ھ

چراغ آل عباس شمع دو دمان عسلا  
 افادہ کرد بہ من سال جلش ہاتف

## (۵۶) سید نجات اللہ المعروف بہ شاہ میان سلمہ اللہ تعالیٰ

بن سید برکت اللہ مسطور قدس سرہ مجمع فضائل و کمالات است - و مستجمع شرف الف

حالات صاحب خلق عظیم - و جوہد کریم - ولادت او در سال ۱۰۰۰ھ سبعمہ عشر و ماتہ و الف در بلگرام  
 اتفاق افتاد - و ہمین جانشو و نمایافت - و از اول عمر تا آخر عمرات معارف از شجرہ طیبه والد



بلند قدر برچسبید - و حظی و افزائذ ذات روحانی فرا گرفت - و پس از انتقال آن بزرگوار  
 سجاده ارشاد درار و نقی تازہ افزود - و بہ خدمت رسید العارفین قدس سرہ علیہ منصفین  
 استدعا و خلافت والابہ قلم آورد - جناب ایشان قدس سرہ بہ عنایت مثال خلافت  
 و دستار فیض آثار نوازش فرمودند - الیوم در ماہ ہرہ رایت ہدایت می افرازد - و او را کان  
 طوق کثرت را بہ دائرہ وحدت می کشد - و در احیائے قلوب فیض مسیحائی دارد  
 و بادل شکستگان لطفش کار موسیائی می کند طبعش وقاداشت - و ذہنش نقاد  
 بہ قماش شعریک می رسد - و اوقات را بہ تلاوت قرآن و مطالعہ کتب حدیث  
 و تصوف و حق پرستی معمور می دارد - و عالی ازان و یار بہ شرف ارادت است فیض  
 است صاحب البرکات قدس سرہ در بعض رسائل خود مو عظمتی بہ ہر دو فرزند از جنہد  
 خود قلمی فرمودہ ہر دو برابر در بہ مفہوم آئیہ کریمیہ و تعیہما اذن و اعیہہ بر آن کار بستند  
 و بہ توفیقات ربانی و تائیدات یزدانی فائز گشتند - عبارت مو عظمت در این  
 جا بعینہا نقل کردہ می شود :-

دو آل محمد و نجات اللہ سلامت باشند - این چند نصیحت نوشتہ شدہ بر آن عمل نمایند و این رسالہ  
 دو را ہموارہ با خود دارند باید کہ مشغول بہ یاد آئی باشند - و بہ کتب فقہ و سلوک المغت نمایند  
 دو و از مقام خود ہا جنبش نہ نمایند - و بہ خانہ مخلوق و مردم رنیا نہ روند - و بہ زیارت قبور و بہ  
 دو دیدن عالی کہ دلی داشتہ باشد یا آنکہ ظاہر او بہ دین و دیانت آراستہ باشد البتہ  
 دو روند - و دیدن او را سعادت کونین دانند - و بہ بیج کارے و مطلبی بہ حاکم و بہ کسی رجوع

دو نیکند که سازنده کارها کار ساز است - و حسبته سدا بر اے کار خلق با هر کس تملق و لجاجت  
 دو نمایند که باعث ثواب است - روزے حاکی با این عاجز بر اے کارے مخالفت کرد  
 دو در گذر کرده شد - اکثر عزیزان به او ملتجی شدند قبول نه کرد و گفت اگر فلانی مرا رقعہ نو بسد  
 دو ازین کار و انکار بگذرم - عزیزان به این محتاج الی اللہ تقاضاے رقعہ نوشتن به کرد و جهد  
 دو پیش کردند ناچار این بریت نوشته شد ۵

دو آنکه خسارت را نگسل و نسریں داد صبر و آرام تواند به من مسکین داد

دو خواند و باز آمد - و موافقت نمود - بهر حال دریا و او باشند و بهر آن قصر و الی الله ولا تقنطوا  
 دو من رحمۃ الله و توکلوا علی الله بر دل و جان و زبان جاری دارند - و طریقه ظاهر را  
 دو به اسلوب نازد و لاکه پیش سازند - و شعار دین را هر چه تقید و تکلف کرده آید در بیخ نه کنند -  
 دو جاہد وانی سبیل اللہ آری جہاد اکبر همین است که خود را آرام نہ دهند تا که آرام نیابند محاربہ  
 دو بالفلس کنند - و به محکمہ رجوع نشوند - و بر خلق هرگز بر گزرا اعتماد نہ کنند - و به اینها محتاج نہ شوند ۵

دو باغ مرا چه حاجت سرو صنوبر است شمشاد خانه پرور ما از که کمتر است

## ۵

دو نصیحتی کمنت یاد گیر و در عمل آرد که این حدیث زیر طریقتم یاد است  
 دو مجودستی عهد از جهان سست نهاد که این عجز و عروس بنزاد اما د است

دو المقصود علم و عمل پیش گیرند و بران مغرور نہ شوند - و آرزوے آن کنند که چشم گریان و دل  
 دو بر بیان و عمل خالص و اجابت دعا و رفاقت درویشان و مسکن مسجد و آہ دردناک و اخفای حال

از مدد آئی و از فیض عالم پناهی میسر شود - آمین ثم آمین - ہم درین بودم کہ دل با من عتاب کرد  
 و جانم بیچ و تاب نمود - مطابق قول مشہور کہ خود نصیحت و دیگر آن را نصیحت -

اے ناہموار مویت سفید شد و دولت همچنان سیاه است - ظاہرت آراستہ و باطنت تباہ

پس کار خود بنشین و بر حال خود غم و الم نما - کہ امام حسنہ از تو سرزدہ کہ دیگرے را بہ نصیحت

پیش می آئی - و کہ امام حمیدہ را سر انجام دادہ کہ ارشاد می فرمائی - بس کن و وقت از دست

دہ

بنشین پس کار دہیدہ بر دوز  
 از نافرمانی خود ہمین سوز

این گندم نمائی و جو فروشی تا چند آنچنان باش کہ می نمائی - و آن چنان نما کہ می باشی -

چون نیک نگریتم از ان ہم ترم کہ دل گفت آہ صد آہ

وقت عزیز رفت بیاتاقنا کنیم  
 عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت

بس کردم تو بہ نمودم - خموش گشتم یہ جوش و خروش آمدہ بودم باز بہ ہوش رسیدم پنجرہ الحی

من المیت بسنہ و کرمہ

### (۵۸) سید عین الدین

بن سید حسین بن سید ابوالفتح بن میر عبد الجلیل بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی

قدس اللہ اسرارہم در سبادی شعور کلام اللہ را یاد گرفت - و در عنفوان شباب میل حق

جوی بہم رساند و عقبہ علیہ سید العارفین را ملتزم گردید - و بعد کشف برہان شرف

بیعت دریافت - و در بوٹہ ریاضت گذاختہ طلاے خالص بر آمد - و مشق ذکر قلبی

جگائے رساند کہ شہباجون می غنود از دل او اسم جلالہ باواز بلند مردم می شنیدند  
 از ابتدا عمر تا انتہا در گوشہ قناعت قدم افشرد۔ وہ مزروع زمین قلیلے کہ بہ طریق  
 در ایش رسیدہ بود اکتفا کردہ بسر می برد وہ بہ اختلاط مردم کم می پرداخت۔ و در  
 احضار جن و اجراق شیاطین تصرفی عالی داشت و فاش در عشرہ ثانی بعد ماتہ و الف  
 آرام گاہش بلگرام رحمتہ اللہ علیہ۔

## (۵۹) سید محب اللہ بلگرامی قدس سرہ

از احفاد سید محمود اکبر مذکور است۔ بدین ترتیب۔ سید محب اللہ بن سید محمود

بن سید محمد فاضل بن سید عبدالحکیم بن سید ابوالقاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر  
 قدس سرہ در عنفوان جوانی ذوق حفظ کلام ربانی بہم رسانید۔ بر بالا خانہ جوہلی خود نشستہ  
 در عرصہ شش ماہ قرآن را یاد کرد۔ و تا این مدت گاہے از آنجا فرو دنیا مد۔ و در داوود

و تقوی بردوش گرفت۔ و خود را بہ فتراک ارادت سید العارفین نسبت۔ و کتان ہستی  
 بہ متاب فن دادہ در انوار سمدی مستملک گردید۔ و ستر حال شعار خود ساخت۔ بہ شاہیہ

کہہ چیکس اور ازین طائفہ نبی دانست۔ صورتہ در زمی سپاہی و معنی در یاد آہی۔ در صفت

شجاعت و مردانگی تمام عیار بود و بارہا کار با از وہ ظہور رسید۔ داد لو کہ شاہزادہ محمد اعظم

بن سلطان عالمگیر بود۔ چون صوبہ دار الفتح اجمین از پیشگاہ خلافت بہ شاہزادہ محمد اعظم

تفویض یافت۔ و نیابت بہ میرزین العابدین پسر فضائل خان مقرر گشت سید محب اللہ

در زمزه منصب داران متعین میرزین العابدین به آجین رسید - و در آن سمرزین بسمر می برد  
 اتفاقاً در بعضی اسفار روزی از فوج جدا شده متصل سراسر سیکی رسید - و پیش دروازه  
 زیر درختان سایه دار از اسپ فرود آمد و زین پوشش فرش کرده نشست - و با آنکه محل نزول  
 لشکر پیشتر بود خدمتگاران را فرمود تا احوال و ائصال فرود آوردند - و لباس سفید بر آورده  
 تجدید لباس کرد و مشربی ساخته نوش فرمود - و به تلاوت قرآن مشغول گشت - بعد فراغ  
 تلاوت بالا لای کت آمد و چادر بر سر خود کشیده به خواب رفت - مقارن این حال  
 میرزا سلطان نظر که از اقربای میرزین العابدین و بخشی فوج بود - و با سید محب اللہ  
 ربط داشت از آنجا گذر کرد و اسپ سید محب اللہ را شناخت - نزدیک رسیده  
 خدمتگاران را فرمود منزل پیشتر است بیدار باید ساخت - و خود از بالا لای اسپ  
 دو سه بار آواز کرد و جوابی بر نیامد - آخر خدمتگاران را فرمود چادر بر کشیدند - دیدند که  
 جان بجای سپرده است - میرزا سلطان نظر تجمیز تکفین کرد و با خجابه خاک سپرد -

میر سید احمد بلگرامی که در آن وقت به حکومت شاهجهان پور و سجاد پور و اندور  
 محالات صوبه مالو امی پرداخت - و میر لطف اللہ برادر اعیانی سید محب اللہ که همراه  
 میر سید احمد بود ایننا شخصی را بازارے فرستادند که قبر آن مرحوم را پنجه ساز و چون فرستاده  
 آنجا رسید دید که حاکم سراسر مذکور قبر را با چوبوتره از خشت و گچ پیشتر تعمیر کرده است  
 و اسپ ایشان دانه و کاه را ترک داده شب در روز اشک از چشم می ریخت لهذا حکم  
 بعد سه روز اسپ را ذبح کرده پائین مرقد دفن نمود - و قبر اسپ مریع ساخت و چاه می کنده

آن را نیز به خشت تعمیر نمود. مردم آنجا به زیارت سید می آیند. و تقاره می نوازند. و نیازها می گذارند و قاتش چهاردهم ماه شعبان سنه هزار و صد و شصت و شصت اتفاق افتاد. سراسر سیسی حصار سنگین دارد. قیر سید متصل دروازه جانب اکبر آباد است و این سیسی از توابع سیدپی است مابین ترور و کالاباغ. نسخه کلام الله جمله سی جز در پانزده مجلد به دستخط سید محب الله که صحت تمام دارد امروز موجوده است مردم تلاوت می کنند. و نسخه های دیگر از روی آن تصحیح می نمایند. سید العارفین قدس سره می فرمودند سید محب الله می گفت در وقت ذکر کلمه طیب هرگاه لا اله الا الله می گویم هیچ چیز در نظر نمی آید و هرگاه الا الله می گویم همه موجود می گردد. و نیز سید العارفین قدس سره می فرمودند که در وقت خطی به سید محب الله نوشتیم این بیت متدرج ساختم

غیر روانه داشت که برقع بر افکنم	تا جمله نگرند که جانانه خودم
---------------------------------	------------------------------

سید محب الله در مقابل بیت مذکور این بیت نوشت

جز تو کس نیست تا ترا بیند	ز چه برقع غمی کشائی تو
---------------------------	------------------------

سید العارفین فرمودند کلام سید محب الله از کلام من سبقت برد.

(۶۰) میسر سید لطف الله المعروف به خور و میسر قدس سره

برادر حقیقی و طریق سید محب الله مسطور است. اگر چه ظاهر حال به ملازمت امر می پرداخت اما فی الحقیقه شمع خلعت در انجمن می فروخت و خطی و افزا ثروت صورتی

داشت - و دوام بهمت بر انجام مطالب مستمندان صرفه می کرد - بے تصنع تشریف  
 مروّت و احسان بر قامت او دوخته بودند - و با وصف ملازمت امر اکوشش بلیغ در صلاح  
 و تقوی داشت و دقیقه از دقائق فرد نمی گذاشت - گاهی نماز تہجد قوت نہ کرد - و جمعیت  
 ظاهر و باطن روزگار بسر آورد - و در سال ۱۳۲۰ شین و ثلثین و مائت و الف از دار الخلافہ شاہجان  
 آباد بہ بلگرام می آمد - قضا را ما بین سکندره و قنوج قطع الطریق ریختہ زخم ہاے کاری  
 رسانیدند - بہمان حال در وطن رسیدہ بعد یک ہفتہ از زخمی شدن - ساغر موت  
 احمر چشید - و در قبرستانی کہ متصل دیوار قلچہ سید احمد بن سید بدہ جانب شمال است  
 آسایش گزید - آیہ "رضوا عنہ" تاریخ یافتہ ام استاد المحققین میر سید طفیل محمد متحد تجمیز  
 و تکفین او شدند رحمۃ اللہ علیہ -

## (۶۱) شیخ محمد سلیم قدس سرہ

از قبیلہ قضاة بلگرام است و از احفاد قاضی یوسف عثمانی ممتاز اقران خود بود  
 و کمال تکلیف و وقار و اخلاق سنہ داشت - در بدو حال چندی بہ منصب قضا بلگرام  
 پرداخت و بہ کمال دیانت و امانت سرانجام داد - آخر بہ اقتضای علو بہمت خود را کنار کشید  
 و منصب قضا بہ برادرزادہ خود قاضی محمد حافظ تفویض نمود - و بہ اعتقاد جبل المتین یعنی  
 ارادت سید العارفین سعادت اندوخت و ساہما کر بہ خدمتگزاری بست و ہلال استعدا  
 خود را بہ اقتباس اشعہ قدس بہر کامل ساخت و بست و ہشتم محرم ۱۱۱۴ لہ اربعہ عشر و مائت و الف

در ملک منعم من قضی بجهت منتظم گردید - مرقدش در باغچه ایست که قریب قلعه میر سید احمد واقع شده بر چوبه کلائی مربع را تم الحروف تاریخش از آیه کریمه و نجوی الذین احسنوا بائسی استخراج نمود - چون میر نوازش علی سلمه الله تعالی صاحب سجاده سید العارفین قدس سره متولد شدند - شیخ محمد سلیم اهل خانه خود را در عالم رویا بشارت داد که امشب حضرت شاه لدهار انبیره که امت شد پاره شعیری که در خانه حاضر است به طریق نیاز ارسال باید داشت چون اهل خانه بیدار شد - موافق اشاره به عمل آورد در حمته الله علیه -

## (۶۲) شیخ محمد حافظ

برادر زاده شیخ محمد سلیم مذکور است قدس الله امره ارماد در عصر خود به غایت کرم و مجل می زیست - و اکابر و اصاغوشهر ادب و احترام به تقدیم می رسانیدند - در آدان خورد سالی قرآن مجید را حفظ کرد - و در ربیعان شباب به کسب علم پرداخت - و در حلقه درس تقاضی علم الله کچندوی تلمذ نمود - و در زمره مستعدان به امتیاز برآمد - و خط نسخ و نستعلیق در جودت می نوشت - چون شیخ محمد سلیم منصب قضا به او تسلیم کرد - چندی این امر بنا بر ضرورت وقت تمشیت نمود - دل به یار و دست به کار داشت - و متاع دنیا دور میزان اعتبار می بنجید و سیم و زرد در دست نمی گرفت - آخر الامر عمده قضا را به دستور عم بزرگوار به یکے از اقربا سپرد و سر بر خط ارادت سید العارفین گذاشت و ریاضت لانهایه کشید و سبب حال به مهر داغ عشق مزین ساخت بسیار خوش صحبت بود و سر پا ذوق و شوق



مجموع اشعار ارستانه می خوانند و اینها را می گردوی گرفت - میر سید محمد سلمه اللہ تعالیٰ  
خلف الصدق حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی فرمود که روزی از سر راه حسانه  
قاضی محمد حافظ می گذشتم قاضی بر بلند می ایستاده بود سلام کردم و خواستم بگذرم که آواز  
داد ایستاده باشید و بیستی از میرزا اصحاب گوش کنید

ساعید سمین اور انا کلیم اللہ دید	نسخه افسوس شد دستی که در اعجاز داشت
----------------------------------	-------------------------------------

و حالتی در ایشان مشاهده افتاد که دامن تاثیر تمام کرد و نیز فرمود که روزی بخانه  
قاضی رفتم بپناشت بسیار نمود و گفت ابیات امانت پدر خود به گیرید و این غزل میر خسرو  
علیه الرحمة را که از علامه مرحوم میر عبد الجلیل شنیده بود خواندن گرفت به ذوقی و کفایتی  
که به زمان قال تعبیر نتوان کرد

یار قبا چست کرد خشن به میدان برید	این سرو هر مهر که هست در خم چو گان برید
غمزه زن مار سید ساخته دارید جان	یوسف ماباز گشت مژده به کنعان برید
مست خراب مرا حاجت نقل است اگر	این جگر خام سوز را به نمکدان برید
بیت دل چون معنی در خورشاپین شاه	پاره مردار را بر سنگ در بان برید
برد و رخ از خون نوشت خسرو دل خسته حال	ده ز دل مانده ام قصه به سلطان برید

وفات او بست و چهارم ماه محرم ۱۲۳۱ هجری و عشرين و امانه و الف در مقام  
موبان من توابع لکنه واقع شد - نقش او را به بلگرام آورده بست و هفتم ماه مذکور به خاک  
سپردند قبرش پائین مرقد قاضی محمد سلیم بر چوبو تره علییه قطعه تاریخش در ترجمه سید محمدی گذشت

## (۶۳) شاه رحمت اللطیف اللہ سرہ

از سادات حسینی واسطی بلگرامی قبیلہ کچھ بیہ ساکن محلہ منیدانپورہ است - وی  
 سلطان العاشقین و برہان العارفین است حضور بود - از عنفوان شعور اوراد و طلب  
 نعل در آتش کرد - خانمان را ترک دادہ - دست تو سل - و ارادت بہ دامان سید تقار  
 زد - و ساغر عرفان نوش کرد - و مستانہ در نہایات الوصال خرامید - و طریق آزادگی  
 و گذشتگی پیش گرفت سال دو از دہ ماہ بہ یک چادر و کلاہ و زیر جامہ اکتفا کرد - و در کعبہ  
 مسجد جامع محلہ منیدانپورہ مسکن گرفت - از حطام دنیا ذرہ بر نہ داشت - و مدۃ العمر  
 سیم ذرہ را دست نہ کرد - و گاہ لب بہ سوال ہیج چیز با ہیچکس نہ کشود و از حسانہ  
 مرشد خود قوت سہلی کہ سد رمق می تواند شد قبول کرد - ابتداء حال مشرب سکرو  
 مستی بر مزاجش غالب بود آخر حالت اطمینان بہم رسانید - مرید بنی گرفت - می گفت  
 پیش باپیری و مریدی محبت است عزیزے با فقیر نقل کرد کہ من بادشاہ اعتقاد خاص  
 داشتم و ہمیشہ عرض می کردم کہ می خواہم شرف بیعت حاصل کنم - و انکار می کرد - روزی  
 بخدمت فرمود از ارادت مقصد چیست اگر این است کہ فرود آئے قیامت بہ کار  
 شما بیایم از دو حال خالی نیست در آن روز کلمہ من نافذ بہت بیعت در صورت ثانی  
 مرید شدن بے فائدہ در صورت اول ما شما آشنایم حیف آشنا کہ با وصف قدرت  
 از خدمت آشنا خود را مقصود از آن روز کہ ارشاد فرمود دست از داعیہ بیعت برداشتم

رغبت بہ مظاہر صورتیہ بیشتر داشت تحفہ حسن انسان نبود بلکہ ہر شے کہ در نظرش خوش  
 مے نمود فریفتہ آدمی گشت وحی گفت سرشوق من سلامت ہر جا نظری افکنم تمام حسن  
 بہ نظری آید و بردست خان ناظم صوبہ اودہ از راہ بلگرام عبور کرد فیلان آدمی گذشتند  
 فیلے را خوش کرد و او را دیدہ وہ قریب ہفت ہشت کردہ راہ طے کرد۔ فیل بانان نگا  
 کردند کہ فقیرے بر ہنہ پاسے ڈولیدہ موے ہمراہ می آید پرسیدند کہ اے فقیر چہ می  
 خواہی فرمود نزدیک بودن بہ این فیل و خوب ملاحظہ کردن حالانکہ آن فیل مست  
 بود و در زنجیر ہا مقید و نگاہیانان نیز ہا در دست گردن فیل می رفتند فیل بانان عرض  
 کردند کہ فیل مست است مبادا آسیبی رساند فرمود شمارا چہ کار فیل بانان فیل را  
 ایستادہ کردند۔ شاہ نزدیک رفت و خوب ملاحظہ کرد۔ حضار نقل می کنند کہ فیل در آن  
 وقت گویا تن بے جانی بود چون فیل بانان این معاملہ مشاہدہ کردند یہ تو اضع پیش  
 آمدند و بچشدند کہ امر و منزل مارا شرف اندوز باید ساخت۔ فرمود ذوق مانا ہمین  
 جا بود و برگشت۔ دہر کرانظر او انتخاب می زد با آنکہ سابق منظور مردم نہ بود۔ از پرتو  
 التفات او قبول خاص و عام ہم رساند۔ وقتے بایکے از مظاہر تعلق خاطر پیدا کرد  
 بسیار سیاہ نام بود۔ عزیز۔ در مجلسے کہ راقم الحروف در آنجا حاضر بود زبان اعتراض کشود  
 کہ عجب از شاہ است کہ برین سیاہ التفات کردہ اند حرف تمام نہ شدہ بود کہ حضرت شاہ  
 از غیب پیدا شد و با معترض خطاب کرد کہ لیلی را چہ چشم مجنون باید دید و با منظور تنها  
 نمی نشست و تا کہ نالشی حاضر نمی بود اختلاط نمی کرد اکابر و اسانغ فریفتہ آزاد منشی او بودند وہ

ادب و به اعتقاد تمام سلوک می کردند و او آئینه دار همه کس را به یک نگاه می دید هر کس می دانست  
 بر من مهربان تر است از غلبات سکر مقید به نماز نه بود مردم زبان طعن در از ساختند و به خدمت  
 سید العارفین عرض کردند حضرت فرمودند باشه من بیک پانزده اورا هیچ نه باید گفت -  
 متناسع مرگ بسیار داشت و با ذم لذات را اکثر یاد می کرد و وقتے مار را به گرفت خضر دست  
 راست او را گزید زهر سراسیمت نه کرد و کرتے هر دو دست خود را نشتر زد و خون سرد داد  
 تا وقتیکه خون در عروق نه ماند - و بدن سفید گشت و بارها سم قاتل فرود برد - چون اجل موعود  
 نه رسیده بود هیچ کدام کار گزینفتاد -

فرمود وقتے از شاه جهان پور به بلگرام می آمد چون به سرحد آٹھ کنوه که دہی ست عمده  
 رسیدم شخصے از ساکنان دیه زیر درختے نشسته بود از دور به من گفت چادر خود را بیدار  
 مهنوز سخن تمام نه شده بود که چادر را از خود کشیده جانب او بر تانتم و سیر راه گرفتیم - بعد دو سه روز  
 روح الامین خان بلگرامی که در آن ایام به حکومت بعضے محالات صوبه اوده می پرداخت  
 بر سر آٹھ کنوه رفته تاراج نمود و هزار دصد کس را از مردم آنجا به قتل رسانید - خلافت حمل بر کرامت  
 شاه کردند و افسوس بود سرش این است که چادر من مملو از سپهشا بود و من آنها را از چادر  
 جدا نمی کردم که رزاق حقیقی قوت آنها را از جسم من میرسانید - قاطع الطریق جمعی را به زر  
 ساخته در معرض هلاک انداخت - و به شامت یک کس جم غفیر را غیرت الهی در زیر تیغ  
 کشید - چه اصناف آفرینش همه هم رنگ اند - و در میزان عدل خداوندی هم سنگ و  
 ماسن و ابته فی الارض و لاطا کر لیطیه بجنایه الامم امثالکم ازینجا است - که طائفه ابدال قدس علیهم السلام

اسراہم موزی راہم نہ رنجانند۔ وہریشے کہ پیش آید بچاے نوش درکشند۔ وازام کشیدن شاہ  
 توان دریافت کہ گویا در مقام ایوبی بود۔ عزیزے نقل کرد کہ من و شاہ از قصبہ ساندی بہ بلگرام  
 می آمدم در باغستان ساندی دزدی را کشتہ از درختے آویختہ بودند شاہ مرا گفت باش و  
 خود پیش رفتہ پاسے دزد را بوسید۔ سوال کردم کہ این چہ بود۔ فرمود این دزد شیوہ خود را  
 بہ کمال رسانید۔ حق تعالی ہر کس را در ہر راہی کہ اختیار کند مثل این دزد ثابت قدم دارد۔  
 وقتے جمعی از مردم بلگرام بہ تقریبی طرف جاجو گذشتند وہ دریاے گنگ کہ از  
 زیر جاجو می گذرد۔ شاہ ہم در ان کشتی نشست۔ آشناے بر کنار دریا کہ در آنجا ساحل بسیار  
 بلند واقع شدہ شاہ را در کشتی دید و بغل اشتیاق واکردہ خود را دریا افگند۔ شاہ  
 نیز بغل واکردہ در دریا افتاد و ہر دو ہم آغوش شدہ در آب فرو رفتند۔ غوغا از اہل کشتی  
 برخاست۔ ملاحان بہ سرعت رسیدند و آن ہر دو آشناے دریاے محبت را بر آوردہ در  
 کشتی گرفتند۔

شبے از بلگرام قصد ملاوہ کرد آخر شب در آنجا رسید۔ طائفہ عس و زو گفتہ  
 اور اگر رفتند۔ و در زندان نگاہ داشتند۔ و صبح عس را خبر کردند عس اور اطلبید  
 چون حال مبارک مشاہدہ کرد در قدم افتاد و معذرت خوا نمود۔

روزے سید محمد باقر فاضل بلگرامی طفلی را نزد شاہ آورد و التماس کرد کہ این طفل  
 یتیم است۔ در حق این دعاے کنند فرمود این طفل یتیمیت چرا کہ فرست و عقل صحیح  
 دارد یتیم کسے است کہ فرست و عقل صحیح نہ داشتہ باشد۔

قصه وفاتش چنین است که شبی در شهر تقریب اجتماعی در میان بود - اتفاقاً  
 مردم هر محله در یک مکان جمع شدند - و محفل عظیمی به جلوه افروزی حسن و دل فریبی نغمه  
 التقاد یافت شاه در آن هنگامه طرفه ذوقی و حالتی داشت ناگهان برخواست - و از فرود  
 حضار مجلس رخصت گرفت - به عنوانی که گویا به سفر دور و راه می رود - مردم استفسار کردند  
 به جواب مبهم گذرانید شبان شب به قصه ملاوه که از بلگرام به مسافت شش کرده است -  
 شافت و با قاضی آنجا بنا بر سبب ارتباطی که داشت ملاقات کرد - و علی الصبح به اتفاق  
 قاضی به موضع فرحت نگر مسافت یک کرده از ملاوه متوجه گردیده و به گلگشت چنتائی  
 که در آن موضع قاضی ترتیب داده بود خرامش نمود - و درخت گله را خوش کرده با قاضی  
 تبسم کنان فرمود اگر اجل من در رسد نزد این درخت دفن باید کرد - قاضی عرض  
 کرد - که بر مرقد ایشان گنبد عالی شانی تعمیر می کنم به این مصراع جواب داد

بر سر گور غریبان گنبد گردون بس است

تمام روز اثری از گسل نه داشت - چون شب شد با قاضی فرمود امشب وعده  
 من در رسیده پاره از شب گذشته پیشی در شکم عارض شد و در عرصه دوسه ساعت  
 جان بحق تسلیم نمود در نفس و اسپین دوسه مرتبه لفظ حق بر زبان آورد - در وقت اختصار  
 سید عبدالوهاب بلگرامی پرسید چه حال دارید این بیت بر خوانند

ست ذوق عرفیم که نغمه توحید تو

لذت آوازه در کام جهان انداخته

و این واقعه شب چهاردهم شهر رجب آن سال ۱۰۳۳ هجری قمری و ماهه و الف اتفاق افتاد

تبرش در همان موضع است رقم الحروف گوید

رحمت اللہ شاہ کشور دین سال تاریخ رحلتش آزاد	یافت در عالم تقدس راہ گفت مشمول رحمت اللہ
--	--

## (۶۴) سید محمد بلگرامی قدس سرہ

از قبیلہ سادات پنج بہیچ سید انپورہ است مرید سید العارفین و از دیدار مشایخ  
مرزوق بود پیش از بیعت مرشد سیاحت بسیار کرد۔ وہ صحبت خیلے از صاحب دلان  
رسید و فیضہا گرد آورد۔ و سالہا ریاضت جسم شکن روح پرورد کشید۔ در علم دعوت و تکبیر و  
جعفر بطولی داشت۔

روزے نقل کرد کہ وقتے غرم بہاگل پور از توابع بہار کردم۔ روز داخل شدن شہر  
باران بہ شدت گرفت و آفتاب قریب بہ غروب رسید۔ در سواد شہر تکیہ ہندوی جوگی  
بہ نظر درآمد در آنجا پناہ بردم۔ چون صبح دیدم از کلفت سفر و آبلہ پان روز در تکیہ توقف  
کردم ہندوان بسیار جہاں و سنا از معتقدان جوگی ہجوم آوردند۔ در حضور نماز من خلل کردند  
مزاج من بر آشفت۔ با جوگی گفتم این چہ دام مکر و فریب چیدہ۔ جوگی جواب تلخ داد۔ حرف  
طول کشید جوگی گفت باش والا ترا ہلاک می کنم۔ گفتم آنچہ توانی در بیغ نکن۔ جوگی قدرے  
شکر آورد و فسونی خواندہ بر شکر دمید۔ و گفت اگر مرد باشی این را بخورد۔ فی الفور از دست  
اگر رفتہ فرو بردم اصلاً تا اثر سے نہ کرد۔ بس با جوگی گفتم اکنون خبر دار باش و سنگریزہ

از زمین برداشته و اسمی از آسمان جلالی دمیده بر جوگی زدم فی الحال بر زمین افتاد -  
 روزی به دعوتِ آسمان مشغول بود - ناگاہ دیوے به شکل مہیب بہ نظر درآمد - دیو اور  
 از جہا برداشتمہ بر زمین زد بہ پیش گشت - و بعد افاقہ سوزشی قوی و دردی سخت در سینہ  
 یافت بہ اضطراب تمام پیش سید العارفین قدس سرہ شافت - و خواست کہ ماجراے  
 خود بہ عرض رساند حضرت قلیان می کشیدند پیش از تکلم او فرمودند بر خیز آب قلیان  
 راتازہ کن - سید محمدی برخاست - و بر آے آب کشیدن دلود چہاہ انداخت - بہ مجرد  
 استماع صدائے کہ از پر شدن دلو بہ گوش رسید سوزش و درد رو بہ کمی آورد چون آب  
 قلیان تازه کرد - و قلیان را آورده پیش حضرت گذاشت بہ مجرد استماع صدائے قلیان  
 سوزش و درد باقی زائل گشت - و بعد ازان کہ بہ شرف بیعت حضرت فائز شد  
 طرفہ حائے و کیفیتی بہم رساند برق و اسوختگی در خرمن افتاد دنیا و مافیہا را پشت پا زد  
 وزن و فرزند و یار و آشنا از ہمہ بیگانہ گشت - و دوام بہ اداے صلوٰۃ و نوافل و اورا  
 اشتغال گرفت - و خود را در انوار سمردی محو ساخت و غلبہ جذبات بجائے رسید  
 کہ بہ اندک آہنگ نغمہ از خود می رفت - و قلق و اضطراب می کرد - از صدای ہائے موزون  
 بے خودی دست می داد - و مضمون این شعر معائنہ می شد

بہ آواز دولابستی کنند

کسانیکہ یزدان پرستی کنند

و صبح تا شام نالہ ہائے دل سوز و صیحہ ہائے جان گداز می کشید و ساعے نمی آسود  
 مردم می گفتند عجب است کہ با این ہمہ فریاد و گلو شوق نمی شود با این حالت عزیزے اورا



نظر به سبق الفتی که داشت به اله آباد برد - و در آن جا نیز همان شورش درس داشت  
 از آنجا به طور خود به کاپی شتافت - و در حجره پائین مرقد قطبین فلک ولایت میر سید محمد  
 و میر سید احمد قدس الله امرارها منزومی گشت - و در زادیه خمبول و گم نامی پافشرد  
 و در اختلاط خلق بر بست و شورشی که داشت روز به روز درازد یاد بود - تا آنکه سر  
 به سمتی کشید - در او اثر داعیه حج مصمم داشت ظن غالب آنکه میر خود را در راه حسین  
 شریفین باخت و ساخته مقصود شدن او در سال ۱۱۴۱ هجری و در بعین و مائه و الف  
 واقع شد رحمة الله علیه -

### (۶۵) سید غلام مصطفی قدس سره

بن سید عبداللہ برادرزاده حقیقی سید العارفین از خواص مریدان آن جناب  
 است قدس سره - صاحب مشرب عالی بود - و نشاء فقر و درویشی دو بالاداشت و در کمال  
 حسن خلق و تواضع می زیست - ابتدا در حال چندان سواد نداشت در ربیعان شباب  
 قس آمد تو فین دلالت کرد و کمال تهذیب با ظاهری و باطن بهم رساند و دست انابت به سید العارفین  
 قدس سره داد و طریق ریاضت و مجاهده پیش گرفت - و قدم بر سلم کمال گذاشته به ذروه تکمیل  
 برآمد و همواره به شیوه سپاگری کسب معاش ضروری می کرد و نعل و ازون زده شب دیز  
 سیر فی اللہ جولان می داد - اما چون آثار ولایت از بعین او هوید بود در آن لباس هم مردم  
 به او گردیدگی داشتند - و معتقدانه سلوک می کردند - بحال را تم الحروف شفقت و مهربانی

خاص داشت و نتائج طبع خود اکثر در مسائلات می فرستاد - در سنه ۳۶۴ است و نولسین و  
 مائت و الف مولف اوراق در دار الخلافه شاهجهان آباد زیر سایه عنایت حضرت علامی میر عبد الجلیل  
 بلگرامی جاداشت مشارالیه نیز بران مقام و ایام به علاقه توکرمی نواب مبارز الملک سر بلند خان  
 تونی وارد شد و شنوی ترجمان امر ارقیومی مولانا نائی رومی قدس سره از خدمت حضرت  
 علامی مستند کرد در آن نزدیکی نواب مسطور را ایالت صوبه گجرات احمد آباد از پیشگاه خلافت  
 مفوض گردید مشارالیه در رکاب نواب بان دیار شافت و چون حکومت گجرات از غل  
 نواب به راجه ابے سنگ ولد راجه اجیت سنگ مرزبان خطه ماروار مقرر شد - و بانواب  
 و راجه صورت مخالفت نمود - و در رسوای احمد آباد جنگی صعب واقع شد مشارالیه در آن  
 معرکه جرحه شهادت چسید - و در سلک احیاء عند سربیم پیدم قون منتظم گردید - و این  
 واقعه هشتم شهر ربیع الآخر ۱۰۳۳ هجری قمری و مائت و الف و رداد - بعد انفصال  
 محاربه اجساد جمیع شهداد در میدان یافتند - الا سید غلام مصطفی که هر چند تفحص کردند اثری  
 گل نه کرد و او به چند روز پیش از شهادت رباعی گفته بود و از حال آئنده اخبار نموده رباعی  
 این است ۵

در خلوت باورای ما پاری نیست	یعنی که به عیش و فرسش اغیار می نیست
ماروے مجھ دیم ز آرایش مرگ	مارا بہ جنت ازہ و کفن کاری نیست

و درین حرب سید نجابت نیز به مرتبه علیاے شهادت فایز گردید - سید نجابت برادر  
 اکبر اعیانی سید غلام مصطفی است - و مرید سید العارفین قدس سره به حلیه صلاح و

تقوی آراسته بود - و سرآمد شجاعان عصر می زیت - و در معارک بارها کار دست بسته  
کرد مخرسطور گوید

دین باده غلام مصطفی نیز چشید  
فرمود شدند هر دو همراه شهید  
۱۳۳۵ هـ

چو میر خجابت به شهادت یار رسید  
از لطف غیب خواستم تاریخش

## (۶۶) سید فریدالدین

المعروف به سید بدلی بن سید خواججه معین الدین بن سید عبدالوهاب بن سید اجمل  
بلگرامی قدس سره که ترجمه اش تقدیم یافت - بزرگ عهد - متقی - متورع قاضی جید بود  
و خصائل رضویه و شمائل مرضیه داشت - در بدو حال مشارالیه و میر سید قادری خلف  
سید ضیاء الله بلگرامی هر دو به خدمت - شیخ احمد المعروف به ملا جیون ایتوی طاب ثراه  
تحصیل علوم نمودند - بعد از آن در حوزه درس شیخ غلام نقشبند لکنوی قدس سره رسیدند  
و تتمه کتب گذرانیدند - سید فریدالدین به خدمت شیخ فاتحه فراغ خواند - و سید قادری  
جزوا مذاخت - سید فریدالدین بعد از فراغ تحصیل علوم به خدمت شیخ جنید معروف  
به شیخی میان بن شیخ عبدالواحد بن شیخ شبلی بن شیخ سمری سقطنی بن شیخ محمد بن شیخ نظام  
الدین ایتوی قدس الله سره هم میگردید - و به اتفاق سید قادری اراده حرمین شریفین  
زادها شد شرفا و کرامت کرد - و بعد از نیل این سعادت عطف عنان نمود - و در بند مبارک  
سورت لشکر انداخته به افاده علوم و طاعت حی قیوم بسرمی برد و در عشره ثماله بعد از آن لطف

سفر گزین عقبی گردید - در بهمان شهر مدفون گشت کتب فراوان درسی از مختصرات  
و مطولات صحیح و محشی به خط او در بلگرام موجود است رحمة الله علیه -

## (۶۶) سید قادری بلگرامی قدس سره

سید قادری الاسم والطریقه صاحب العرفان کاشف الحقیقه است جامع فضائل  
صوری و معنوی بود - و شان شریعت غرار اهنایت اعتنای کرد - در صغر سن نزد پدر بزرگوار  
خود سید ضیاء الدین بلگرامی که ترجمه اش در فصل ثانی می آید - کلام السدر حفظ کرد - و تجوید آهنگ  
و مبادی کتب تحصیل را گذرانید - بعد از آن به اتفاق سید فخر الدین بلگرامی چنانچه گذشت  
در خدمت ملا جیون امیتوی تلمذ نمود - از آنجا به حلقه درس شیخ غلام نقشبند لکنوی پیوست  
و بقیصر سنخ درسی استفاده کرد و مقید به رسم فاتحه شده جزو انداخت نگاه قائم توفیق زمام  
اورا به جانب حرمین محترمین شرفها الله تعالی کشید - سه نوبت مناسک حج ادا کرد - و به زیارت  
طیبه بمقدسه علی ساکنین الصلوة و التیمة مستعد گردید از آنجا عازم کربلائے معلی و بغداد گرامت  
آباد شد - در اثنا راه قطع الطریق ریخته به سلاح جنبیه زخم های مسکزدند - و ساز و سامان  
غارت کردند - بعضی بدویان آن ناحیه زخم کرده در قریه خود پرورند - و به تیار پر داختند بعد مندل  
شدن جراحتها به کربلائے مقدس شافت و شرف زیارت سبط شهید رضی الله عنه سرخ  
روئے نشاتین حاصل کرد بعد از آنجا به دار السلام بغداد متوجه گردید و در حدود سال ۱۰۸۰ هجری  
عشر و شصت و الف به حصول دار السلام از پنج سفر آسود - و عزارات با برکات آنجا ایجا مرقه

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ زیارت نمود۔ از آنجا به سمت حمانه شت کرد و به ملازمت  
 سیدس جموی صاحب سجاده غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سرمایه افتخار اندوخت و دست  
 به دامان ارادت زد۔ صاحبزاده از کمال قدر شناسی مقدم اور اگر احمی داشت و در خانقاه  
 شریف جاداد۔ و به تفویض خلافت و لباس خرقة و تسلیم بعضی تبرکات غوث الثقلین  
 رضی اللہ عنہ نوازش فرمود سلسله ارادت او برین پنج است۔ احمد السید قادری  
الطریقه القادریه عن شیخه السید یس وهو من والده سید عبدالرزاق  
وهو من والده السید شرف الدین وهو من ابن عمه السید جلال الدین  
وهو من ابن عمه السید شهاب الدین احمد وهو من شفیقه السید  
جمال الدین عبداللہ وهو من ابن عمه السید شمس الدین ابوالوفا وهو من  
السید شهاب الدین احمد وهو من والده السید قاسم وهو من ابن عمه السید عبدال  
وهو من والده السید شهاب الدین ابوالعباس احمد وهو من والده السید  
بدر الدین حسن وهو من والده السید علاء الدین علی وهو من والده  
السید شمس الدین محمد وهو من والده السید شرف الدین محیی و  
من والده السید شهاب الدین احمد وهو من والده السید عماد الدین ابی صالح نصر وهو من  
والده جمال الدین السید عبدالرزاق وهو من والده القطب الربانی الشیخ  
عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم سید قادری از حجاباز به بغداد آمد۔ و مدتی در  
غوث الثقلین قدس سرہ را عبادت نمود۔ و علم تجوید از مولانا سلطان بن ناصر بن احمد خابوری

قدس سره اخذ کرد - و شا طبعی را نزد مولانا مذکور خواند - و سند علم تجوید و سند صحاح سته و سایر مفردات  
 مولانا از کتب تفسیر و حدیث و فقه و غیر ذلک حاصل کرد و اساساً اجازت هر کدام معنی جاسمی  
 کتب به ترتیب و تبحر در اجازت نامه او مسطور است و طریقه رفاعیه و شاذلیه نیز از مولانا سلطان  
 خابوری قدس سره فرا گرفت - شجره هر دو طریقه در اجازت نامه او مندرج است مولانا سلطان  
 قدس سره در عنوان اجازت نامه بعد حمد و صلوة می گوید ما کان فی حدود سنه <sup>عشر</sup> خمس  
 و مائة و الف قدم دار السلام بغداد الامام العالم و الخیر الهمام الكامل الذی  
 الورع العابد بقية السلف عمدة الخلف نخبة ائمة الاقتداء وعین نجوم  
 الاهتداء الحبيب النسیب المتخفق بالاخلاق المرضية المقترفة اثار السنة  
 النبوية السيد محمد قادر بن السيد ضیاء الله الحیدر الواسطی ثم الهدى البلگرامی  
 الخفی عالم الله بلطف الخفی وقد جازحرم العوث الصمدانی والقطب الربانی  
 السيد عبد القادر جیلانی قدس الله سره العزیز و قرع علی هذا العبد الکسیر  
 الشاطیبه قراءه بحت و اتقان و نظر و امعان ثم حركه الشوق الی زیارة  
 الاهل و الخلان و کان ینبغی لكل طالب علم ان یتتبع بمعرفة انساب و اقراء  
 و معرفة فایاخذ عنده عن الاشیاء و فرروافی هذه الصناعتان الشخص لا  
 یطلق علیه اسم المحدث الا اذا علم رتبة الحدیث و حال راویه  
 و تحمل الحدیث عن من هو اعلی منه و من هو دونه و من یساویه  
 و لولا ذلك لما سال العبد الفقیر سیده و مولاة العالم الخیر

٥٥ السيد محمد قادري حفظ الله ان يجزيه بما يجوز له وعنه  
 ٥٥ رواية عن الائمة المعتبرين من حديث وتفسير وفقه  
 ٥٥ وغير ذلك فاجبتة راجيا منه الدعاء في خلواته  
 ٥٥ وجلواته ٥ انتهى.

وزير مولانا سلطان قدس سره در خاتمه اجازت نامه مي نويسد :-

٥٥ وقد اخرجت السيد محمد قادري مذكور بالكتب المذكورة  
 ٥٥ وما تقدمت هذه الاوراق وبأخبار الشيخ ابى الحسن شاذلي  
 ٥٥ واوراده ويلقن ذلك الفقراء والاخوان اى وقت شاء فى اى  
 ٥٥ مكان شاء وكيف شاء لاهليته اذ لك سلك الله بنا وبه  
 ٥٥ احسن المسالك سائل من السيد محمد قادري وانا العبد الفقير  
 ٥٥ سلطان بن ناصر بن احمد النخا پورى بلد اشم البعدادى  
 ٥٥ الجيورى بضمين قبيلة الشافعى مذهب الا شعرى اعتقادا  
 ٥٥ القادري الرفاعى ثم الشاذلى طريفة ان لا ينساني من صالح دعواته فى خلواته  
 ٥٥ وجلواته بحسن الخواقم مع العافية والحمد لله وحده والسلام على من لا نبى بعده

وزير مولانا سلطان قدس سره در بهين رساله اجازت مي فرمايد :-

٥٥ وقد اجزته الضياء بشرح المسبب بالعقود الجوهرية واللالى المبتكرة على القواعد  
 ٥٥ المقررة والقواعد المحررة للشيخ محمد البقرى ٥

القصه سيد محمد قادری بافراوان برکات عنان مراجعت به هندوستان معطوف داشت  
 وچندی در دار الخلافه شاهجهان آباد اقامت گزید۔ و به هدایت ارشاد طالبان مشغول  
 گردید۔ مردم کثیر داخل طریقه شدند۔ عاقبتہ الامر به بلگرام تشریف از زانی فرمود و خلوت  
 گزینی اختیار کرد و سوائے اوقات نماز از خانه کم برمی آمد۔ صلوات خمسہ در مسجد جامع  
 محله ادا می کرد۔ و امامت می نمود۔ و به احکان دلپذیر قرآن می خواند۔ روزی از  
 زبان شریف ایشان سموع افتاد که مردم هند وین چون از راه دریای محیط به زیارت  
 بیت اللہ می روند۔ در عین دریا محاذی یلم احرام می بندند۔ حالانکه احرام بستن از جدہ ہم  
 درست است۔ مشقت احرام در دریا کشیدن ضرورت نیست چه سئلہ این است که کسی  
 که از غیر راه میقات قصد مکہ معظمہ کند محاذی میقات احرام بندد۔ و معنی میقات این است  
 که مسافت از جابے که احرام بسته شود تا مکہ برابر مسافت مابین میقات و مکہ باشد۔ یلم  
 میقات اہل ہین و ہند است۔ و بہ ثبوت پیوستہ کہ مسافت مابین جدہ و مکہ مثل مسافت  
 مابین یلم و مکہ است۔ و دریا خود خارج از میقات است۔ احرام بستن در دریا چه لازم  
 در آن وقت کہ این سئلہ از ایشان شنیدم بہ خاطر نہ رسید کہ استفسار نمایم کہ از کدام کتاب  
 می فرمایند تا آنکہ در عین تحریر این کلمات سئلہ در تحفہ شرح منہاج از شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
 بہ نظر درآمد۔ کلام تحفہ در این جا نقل کرده می شود :-

" لو جاوز الميقات يمينه او يسيرة اى لا الى جهة الحرم فله ان يوجز حرامه  
 " لكن بشرط ان يحرم من محل مسافة الى مكة مثل مسافة ذلك الميقات



۱ قاله الماوردی وجزم به غیره و به یعلم ان الجائی من اليمن فی البحر  
 ۲ له ان یوخر احرامه عن محاذاة یلملم الی جدّة لان مسافرتها الی مکة  
 ۳ کسافرة یلملم كما صرحوا به بخلاف الجائی فیہ من مصر لیس  
 ۴ له ان یؤخر احرامه عن محاذاة الحجفة لان کل محل من  
 ۵ البحر بعد الحجفة اقرب الی مکة منها

سید قادری بہ تاریخ سیزدهم شهر ربیع الاول شب پنجشنبہ ۱۱۴۵ھ خمس و اربعین و مائتہ  
 و الف و چو اربعست آسود قبر شریف در جو علی شستگاہ را تم احروف گوید

صاحب الکشف و الکراعات

ان للمتقی لجنت

۱۱۴۵ھ

رحل القادری سیدنا

الهم الحق عامر حلتہ

و از ابناء اوسید محمد مقتدی بن سید محمد بن سید قادری مسطور کتب عربی تحصیل کرده و در  
 حدیث سن توفیق زیارت حریم شریفین یافته - و در ۶۴۳ھ اربع و ستین و مائتہ و الف باہ  
 این سعادت فایز گشته - و در اماکن متبرکہ علم حدیث تحصیل نموده درین ایام در زبیدین اتقا  
 و اردوز و شیخ عبدالخالق زبیدی فن حدیث سندی کند حق تعالی در عمر او بیفزاید - و ترقیات  
 دینی کرامت نماید -

(۶۸) میر طغییل محمد بلگرامی قدس سرہ

مجمع البحرین معقول و منقول و مطلع النیرین فروع و اصول - در تجرد و تفر و کتبا - و در خصائل

رضیه و شمائل سنییه بهمتا - والد آن جناب سید شکر اللہ طباطبائی نراه ایشان را در صغیر سن  
 مرید سید سعد اللہ بلگرامی ساخت - آن جناب بر همین اکتفا کرده اند - و از ریعان شعور  
 طریقہ ترک و تجرد و انقطاع از علائق دنیوی قاطبہ اختیار نموده - اصل ایشان از سادات  
 معتبر شہر اترولی من اعمال آگرہ است و ہما بخار در تاریخ ہفتم ذی الحجہ ۱۰۳۸ شہادت و سبعین  
 و الف از خلوت کدہ علم در انجمن عین جلوہ فرمودند - و در سن ہفت سالگی با عم بزرگوار  
 خود سید احسن اللہ نور اللہ ضریحہ از اترولی بہ دار الخلافہ شاہجہان آباد تشریف بردند و  
 سبق اول عربی بہ تمنا بہ خدمت سید حسن رسول نامقدس سرور خواندند - و تا شرح ملاحظہ امی  
 بر کافیه ابن حاجب از خدمت عم بزرگوار استفادہ نمودند و در پانزودہ سالگی در حدود ۱۰۸۸ شہادت  
 شان و ثمانین و الف بہ ارادہ کسب علم از اترولی بہ بلگرام تشریف آوردند - و مختصرات  
 ادائل بہ خدمت میر سید مرئی بلگرامی و پیر خود سید سعد اللہ قدس اللہ امرار بہا گذرانیدند  
 و متوسطات از خدمت قاضی علیم اللہ کچندوی و بعضی فضلاے اکبر آبادی برگرفتند -  
 و منتہیات را در حوزہ درس مولوی سید قطب الدین شمس آبادی بختم رسانیدند و در طلبہ علم  
 بہ جودت طبع و قوت مطالعہ و مباحثہ اشتہار داشتند و اکثر آن بود کہ ہر کتابے کہ خود می خواندند  
 بہ تلامذہ خود درس می گفتند قوت طبع اقدس ازین جا فہم توان کرد - می فرمودند - در حین  
 کہ من و علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بہ اکبر آباد رفتیم و در مجلس نواب فضائل حسان  
 اول مرتبہ وارد شدیم - نواب باجماعہ فضلائے تہ بود - اتفاقاً در شنائے ذکر علمی از  
 زبان نواب برآمد کہ در آیہ کریمہ و علی الذین یطیقونہ قسدتہ طعام مسکین بعضی مفسران

لا تقدیر کرده اند به خاطر من توجیهی گذشته که بے تقدیر لامعنی سلبی پیدا می شود یعنی  
 یطین از باب افعال است همزه افعال برائے سلب هم آمده پس لطیفه بمعنی لایطیفه است  
 حاضران لب به تحسین و اگر دندان گفتیم اگر امر شود بنده حرفی التماس کنیم - نواب اجازت  
 داد - گفتیم این توجیه به غایت مستقیم است - به شرطی که معنی سلبی در اطاعت سموع باشد  
 چه همزه سلب در باب افعال سماعی است نه قیاسی - تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی و کشف  
 و بیضاوی و دیگر تفاسیر و از کتب لغت صحاح جوهری و قاموس و غیرها ملاحظه کردند هیچ  
 جامع معنی سلبی درین ماده بر نیامد - نواب داد انصاف داد و گفت اعتراض شما بجا است  
 و به این تقریب گرم چو شنی نمود - و مراد علامه مرحوم را در رفاقت خود گرفت می فرمودند این حرف  
 او اهل تحصیل است بعد از آنی که بر تفاسیر دیگر عبور درست داد معلوم شد که شمس الامنه  
 برین است که همزه اطاعت همزه سلب است و بعضی علما توجیه او را مستحسن داشته اند  
 و بعضی دیگر اعتراضات متوجه ساخته اند آن جناب بعد از تکمیل تحصیل در بلگرام طرح  
 اقامت ریختند - در اوائل به خانه سید محمد فیض زمیندار که از اعیان سادات بلگرام است  
 اقامت داشتند - بعد از آن قریب سی سال تا دم واپسین در محله سیداپوره در دیوان  
 خانه علامه مرحوم میر عبد الجلیل نور الله مرقدہ سکونت ورزیدند - و درین مدت احیاناً به جانب  
 گجرات شاه دولاد کشمیر و اکنه دیگر به طریق سیر برخواستند - و در هر نوبت به فرصت قلیل  
 سعادت فرمودند - و بسیار به وضع لطافت و نزاکت و تمکین و وقار زندگانی می کردند - و زبانی  
 لطیف و بیانی شیرین داشتند - و در متانت عقل و زراعت را به وظرافت طبع

مستثنی می زیستند - هر کس به حضور محفل اقدس فائز می شود - از کسب آداب صحبت حظی  
اندوخته تشذوذ فریفته ترمی گشت قریب هفتاد سال بر بند تدریس به احیاء علوم  
پرداختند - و عالم عالم طلبه را از حسیض شاگردی به اوج استادی رسانیدند - اکابر و اصحاب  
شهر همه عاشق عقیقت بر دوش و حلقه ارادت در گوش داشتند - درین کتاب آن  
جناب را به استاد المحققین یاد کرده ایم - در ماه صفر <sup>۱۳۵۶</sup> هجری شمسی و ماهه و الف در  
نخستین بنیاد اورنگ آباد فقیر ارباب عارض شد - و امتداد کشید - و شبی بر بستر  
نالوانی خوابیده بودم - آن جناب در عالم رویا در خانه چشم تشریف می آرند و می فرمایند  
فلائی بسیار تصدیق کشیدی - فردا انشاء الله تعالی تب مفارقت می کند خاطر جمیع دار  
آخر شب از خواب بیدار شدم - و ازین بشوهر راحت افزا عافیتی در مزاج احساس کردم  
و در همان وقت ملهم غیب این رباعی در خاطرم انداخت

نیرنگی قدرت چه نماید فردا

کس را خبر نیست چه آید فردا

شب حامله است تاجه زانند فردا

نومید مشور مزده عالم غیب

می فرمودند شکست نفس معراج انسان است - و می فرمودند حرف خاصی از عاصی  
شنیده ام که بیچ وقت از خاطر نمی رود - روزی در دارالخلافت شاهجهان آباد از کوچه  
می گذاشتم جمیع کثیر از کناسان به تقریب طوی کناسی در مکانی مجتمع بودند - و با وفروشی  
شاخوانی این قوم می کرد - یک کلمه او در دل من سوثر افتاد - حاصل کلامش این که شما  
بهترین مردم اید در آخرت زیرا که در میزان قیامت صحیح عمل ثقیل تر از شکست نفس نیست

و این وصف در شامبه مرتب اتم یافت می شود

مے فرمودند شخصی عالم بلگرام بود و فی الجمله مناسبتی به علم داشت - روزی  
با من سوال کرد که معنی "فرض کفایه" به فهم من نمی رسد که اگر یک فعل را بجا آوردیم بری اندم  
می شوند و الا نه اتم - گفتم این خود ظاهر است - مثلاً شما بر سر قریه می روید - اگر یک از اهل  
قریه آمده اظهار اطاعت کردیم مامون می شوند - و الا نه ما خود -

مے فرمودند - طالب علمی نزد من هدایه نقه می خواند گاه گاه بر سبیل هدیه جنس قماش  
یا شیرینی بر اے من می آورد - زرگران شهر آمده ظاهر می کردند که فلانے شاگرد شما کیمیا ساز  
اکثر اوقات نقره نزد ما می آورد می فروشد - من این حرف را گاه بر روی طالب علم  
نیاوردم تا آنکه روزی طالب علم نزد من آمد در خدمت خواست و خود بنوعی خوب به اظهار  
کشود - من که کیمیا سازم استاد من در کوه سواک می باشد - عمل قمری مرا تعلیم کرده است  
و فرمود بعد هفت سال دیگر عمل شمسی هم تعلیم می کنم موعدا حال رسید می خواهم که در کوه  
سواک پیش استاد بروم و عمل شمسی یادگیرم - گفتم از عمل نقره می توان عالم عالم نقره حاصل  
کرد - این قدر راه دور و دراز پُرد شوارزستن و خود را در تعب انداختن چرا - گوش نه کرد  
و عزم مصمم ساخت - و مرا مقید شد که حق استادی شما خیلے ثابت شده - خدمت من  
همین که این عمل را یاد می دهم - هر چند مراتب مبالغه طے کرد استین افشانم - آخر گفت  
یک مرتبه این عمل در نظر شامی کنم تا گمان راه نیابد که حرف من مجرد دعوی است آتش آورد  
دلبسته وار زیر از جیب بر آورده از زیر را گذاخت - و خاکستری از کاغذ پاره پیچیده بر آورده

اندکے دراز زیر تخت - فی الفور قرص نقرہ بر بست - بعد ازان طالب علم رخصت شدہ  
رفت و باز نیامد -

آن جناب بتاریخ بست و چہارم ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ احدی و خمیس و ماتہ و الف انجمن  
روحانیان بر افر و خندند - و مطابق وصیت در باغ محمود متصل مرقد علامہ مرحوم میر عبد الجلیل  
نور اللہ مضمینہ جانب مشرق مدفون گردیدند - مولف اوراق گوید ۵

افسوس کہ آفتاب معنی	از حلقہ آسمان برون رفت
تاریخ وصال او خرد گفت	علامہ از جہان برون رفت

ایشان بقیۃ السلف علماء اعلام بلگرام اند و برکات والابہ تمامی شہر سیما اہل بیت  
علامہ مرحوم شامل گشتہ و چنانچہ ابوالطفیل صحابی رضی اللہ عنہ آخر جمیع صحابہ روے  
زمین اند کہ در ۲۱۰ شین و ماتہ در مکہ معظمہ ازین عالم رو بہ عالم قدس آوردند آن جناب آخر علمائے  
سلف بلگرام اند کہ از دار فانی بہ ریاض جاودانی انتقال نمودہ اند - راقم الحروف و میر محمد یوسف  
کہ ذکرش در فصل ثانی می آید تربیت کردہ جناب فیض انتسابیم میر محمد یوسف ایشان را  
تجزیہ و تکفین کرد و بہ منزل رسانید - و بندہ در بہان ذی الحجہ باہ و عدال مبارک فریضہ  
حج ادا نمود و در جمیع اماکن فیض موطن بہ ادعیہ زاکیہ رطب اللسان گشت - و یک  
عمرہ مستقل بنام نامی بجا آورد و بعد استماع خبر رحلت قصیدہ عربی در مرثیہ املا نمود - درین  
جریدہ قصیدہ قلمی می شود بہ اقتداء شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ کہ در اخبار الاخبار دو  
قصیدہ اثبات نمود یکے والیہ از مولانا احمد تھانی سری کہ مطلعش این است ۵

و باج لوعه قلبی التایه الکنه

اطار لی حسین الطائر الفرد

دوم لامیه نقاضی عبدالمقتدر دهلوی مطلعش این است

سلم علی دار سلمی فاماک ثم سل

یا سابق الطعن فی الاسحار والاصل

اانا سخان چه تحریف با که درین قصائد نه کرده اند - رقم الحروف چندین نسخه اخبار الانبیاء  
به تصحیح رساند اگر درین صحیفه هم زبان قلم ناسخان غلط کند و استادی را عبور افتد - چشم دارم  
که به تصحیح افکار تیمه من خاک شده را از خاک بردارد و تصیده این است

فاسو دیومی کا حدائق العیاضیر

یا للآحبة سادوا فی التباشیر

وخلقونا کما مثالی التصاویر

نحن الجسوم هم الارواح فارتحلوا

غنی الحدایة باقسام المزامیر

لقد اجنابا بانواع الدموع منی

یا حادی العیش زقا بالقواریر

کم من قلوب رقاق اشرعیهم

ایسکن القلب عن تلك المعاذیر

عجبت منهم فضوا بالبین واعتذروا

الاوقد لسقنتی كالزنا بیر

ما بن لیل و ما راعیت انجمه

تشقی قلبی کا سنان المناشیر

هی المجرّة فانظر فی کواکبها

کما مه فی فوادى کالمسامیر

و مالروض الحمی من بعد ما دخلوا

فیا حامة عن روض الحمی طیری

تساقط النور والاعضان قد یلبت

فلا یقاس علی نقش الدنانیر

قلبی اذنب و فیه الحب مر تسم

والطیب یزداد من سحق العقاقیر

لان نخلت فقد زادت مودتهم

احوم حول فوادى وهو مسكنهم  
 كم من عقابتك دمع ان لقيتهم  
 ان المصوم التي حلت بانفسنا  
 من لى بابراء امراض زهنت بها  
 السيد القدوة المختار ضفة  
 عوتى ملاذى معاذى سيد سدى  
 من الاسمه الاشرف الاعلى طفيل محمد  
 صدق الامثال فى عجا وفي شرف  
 العلم عقلا ونقلا قد احاط به  
 مدارس العلم اجبى فهى تشكره  
 كم صير الترب تبار من له نظر  
 لله دبر امام كان منقر د  
 كم من جواهر لفظ جاد مقوله  
 تقاطر دمع عن براعتة  
 لم انس عهد الحمى والنور مبتسم  
 وكنت ملزما اعتبار خدمته  
 وقد كسبت علوما من افادته

وتسكب الماء عيني كالنوا عير  
 افدى اولاء بها لا بالقنا طير  
 محالب فى شرا عين العصافير  
 راح الطبيب المداوى بالتدابير  
 من آل احمد اقمار الدياتا حير  
 وقوتى عضدى خير المناصير  
 ومن هو مقبول الجاهير  
 راس المعاريف الكليل المشاهير  
 واستوفى الحظ من فن التجارير  
 كالروض يشكر احسان النوا طير  
 تاثيره فوق تاثير الاكاسير  
 فى حسن نطق وفى حسن التعابير  
 بها فزى ايجاد المناسير  
 الاوضحاى اوراق الدساتير  
 والقلب منشج مثل الازاهير  
 وكنت لم ارض فيها بالتقاصير  
 عقلا ونقلا الى فن التفاسير



<p>روي الغليل بسلسال التقادير          ومر عن كبدى سهم التقادير          بساط عافيتى طى الطوامير          وزلزل الحزن اركان الدهاير          عيناي كالسحب البيض المقاطير          خارج من عذاب كالتنانير          اذ خزنه جل عن حصر المقادير          غضب المصيبة مقطوع النوا<sup>شير</sup>          فكيف يجملها اسلاك الاساطير          قد راح نجم اليها بدر النخاير          اريكة بين مرات التقاصير</p>	<p>سقاها صوب الغيوم الهاطلات كما          ثم النجوم اصابتها بعينها          والدهر مديد العدا وان حيث طوى          فصار مولاى روح الكون مرتحلا          اذ اذكرت اياى به هملت          ضاقت على الطباق السبع واضط<sup>ست</sup>          لا يرتجى الصبر منه فى مصيبة          ورب معتصم بالصبر صبره          لا يجمل الصخر نار اناك فى كبدى          حمامة بالحمر ناحت مورخه          اقره الله فى روض النعيم على</p>
--	--

### معنى بعضى لغات قصيده

فى القاموس التباشير او كل الصبح وفى المنتخب يعفور بالفتح آهوه يعافير جمع فى القاموس  
 من امير داود ما كان تغنى به من الزبور وهو ب الدعا جميع من مار و من مور فى الحديث رفقا بالقوا<sup>م</sup>  
 كان النبى صلى الله عليه وسلم فى بعض الاسفار والنخشته مجدود وهو كان حاديا حسن الصوت  
 فنهاه عن الحدى وقال يا نخشته رفقا بالقوارير شبه النساء بالقوارير سرعة الانكسار فيها و

من انحرى لكلا تزجمن الابل فانما تسرع باسراع الحدى اذ لكما لفتح في قلبهن فان  
 الفنا رقتية الزنا في القاموس جنب الليل وعلية ستره في القاموس راعى  
 الغيوم راقبه في المنتخب مجر بكسر ميهم وفتح جيم ورا مشده مفتوحه كمشان في القاموس  
 الكرم وعاء النور جمع الكمام في تاج المصادر نخول كد اخته شدن من باب فتح - عقا قير  
 ادويه خوشبو سكب رنجتن ناعوره دولا ب نواعير جمع - عقائق جمع عقيق فنظار يك پوست  
 گا و پر زرقنا طير جمع - في القاموس الشريان واحد الشرايين العروق النابضة - في القاموس  
 الوجع محرکه المرض جمع اوجاع ووجاع كجبال - في المنتخب ضئضئ بكسر هاء وضماد بحجمه  
 وسكون همزه اول اصل - اقمار جمع قمر - دياجير جمع ديجور - مناصير جمع منصار الكليل تاج  
 في القاموس الناطور حافظا الكرم والنخل جمع نواطير - تبر بالكسر زر غير سلوك مقول بالكسر  
 زبان - مناشير جمع منشور - يراعه بالفتح قلم - دستور بالضم نسيه جامع كل حساب كه نسخه  
 باء ديگر از ان بردارند - نور بالفتح شكوفه - از اهير جمع از بار وآن جمع زهر بمعنى شكوفه  
 صوب بالفتح رنجتن - روى مشتق از ترديه بمعنى سيراب كردن - غليل تشنگى سلسال بالكسر  
 آب شيرين روان - في القاموس الدبار اول الدهر في الزمن - الماضى بلا واحد في القاموس  
 هملت عينه فاضت في القاموس سحاب مقطا كثير القطر جمع مقاطر في تاج المصادر  
 اضطر ام زبانه زدن آتش - بارح شعله بے دود - تانير جمع تنور - معتصم جنگل زنده عصب  
 بالفتح شمشير - في القاموس النواشير عصب الذراع من داخل وخارج في القاموس التقصير  
 بالكسر القلاده جمع تقاصير بات التقاصير يعنى حوران -

## (۶۹) شیخ فخرالدین احمد مانکیپوری بلگرامی

پسر ملک بہار الدین المعروف بہ ملک پہلی ست کہ ذکرش در فصل فضلامی آید۔ انشاء اللہ  
 تعالیٰ ملک بہار الدین از بلگرام بہ جانب مانکیپور بہ تقریبی رفتہ بود۔ شیخ فخر الدین احمد در اینجا  
 متولد گردید لہذا بہ مانکیپوری اشتهار یافت۔ مختصرات کتب درسی بہ خدمت پدر خود تحصیل  
 کرد بعد از ان حسب الارشادہ پدر بہ خدمت استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی تلمذ نمود و  
 سایر کتب گذرانند و در فقہ اہل ید طولی ہم رساند۔ دست بیعت بہ میر سید قادری بلگرامی  
 قدس سرہ داد و توشیہ یاد آئی بر کمر بستہ مراحل زندگانی بہ حضور طے کرد و در نیف واربعین  
 و ماتہ والفت بس منزل عقبی وصل گردید۔

## (۷۰) میر سید اسمعیل بلگرامی قدس سرہ

از سادات حسینی واسطی بلگرام عشرہ پنج بہیہ ساکن محلہ سیدانپورہ است نسبش برین  
 پنج سید اسمعیل بن سید ابراہیم بن سید شاہ میر بن سید نعمت اللہ برادر اعیانی سید تاج الدین  
 حجرہ نشین قدس سرہ بن سید طیب باقی نسب سابق مذکور شد۔  
 سید اسمعیل مقتداے نام و مرجع خاص و عام بود۔ در سید محال بہ اکتساب فضائل  
 رسمی پرداخت۔ و کتب درسی مرتب عبور نمود۔ بر نخے بہ خدمت استاد المحققین میر طفیل محمد  
 قدس سرہ و برخی جائے دیگر بعد از ان شورش خدا طلبی در سرافناد۔ و بہ ملازمت شیخ عبدالرزاق

ساکن بانسه قدس سره رسیده مورد عنایات گردید و شرف بیعت حاصل کرد و قریب  
 دوازده سال در ظل تربیت حضرت شیخ ریاضات شاکه کشید. و فیض با دیروزه کرد و به منتهائے  
 معارج فقر برآمد. و بعد از انتقال شیخ بر سجاده خلافت مقدم نشست. سایر خلفا و مریدان  
 حضرت شیخ اورا مقتدا می شناختند. و شرائط ادب و اعتقاد بجای می آوردند. و علامت <sup>العصر</sup>  
 مولوی نظام الدین خلف الصدق مولانا قطب الدین شهید سهالوی نور اللہ شکر بھیا که در فضل  
 فضلا مذکور می گردد بعد وفات شیخ به خدمت میر رجوع آورد. و از باطن انوار پر توها اقتباس  
 کرد. میر در سولی من توابع لکنوا قامت داشت. و اکثر به بلگرام تشریف می آورد  
 و همیشه به هدایت و ارشاد طالبان اشتغال داشت. و خلق کثیره به تمسک ارادتش دست  
 به دامن مدعا زد. میر به تاریخ چهاردهم ذی الحجه ۱۱۶۲ لیله و ناته و الف به رفیق علی  
 پیوست. و در سولی آرام گرفت. خاک پاکش زیارت که خاص و عام است رقم الحروف گوید

آفتاب سحر آگاه	پیر روشن دل صاحب تکمیل
----------------	------------------------

گفت تاریخ وصالش باقی	زیب خلد آمده <sup>۱۱۶۲</sup> اسمعیل
----------------------	-------------------------------------

درین محل دو کلمه احوال شاه عبدالرزاق بانسوی قدس سره تیمنا در سلم می آید.

## (۱۷) شاه عبد الرزاق

ساکن بانسه من توابع لکنوا صلش از قبضه محمود آباد است که در جوار بانسه واقع شده  
 پدرش با دختر بعضی از شیوخ قدوائی ساکن بانسه که خدا شد. شاه عبدالرزاق از لطن

ان عقیقتہ تو لگ کر دید و بہ علاقہ ارث مادر دربانہ آمدہ لوطن گرفت۔ ابتداءے حال بہ نوکری پیشگی  
 کسب معاش می کرد۔ آخر ترک دادہ عمرے در سیاحت گذرانید۔ و در سواد گجرات احمد آباد  
 شرف خدمت شاہ عبد الصمد خدائے مقدس سرور دریافت در حلقہ ارادت در گوش کشید  
 و بہ مقصد اعلیٰ فائز شد۔ وہ وطن مالوف برگشت۔ دوام لباس بہ طور اہل دنیا می پوشید  
 و بہ مشغل زراعت کسب قوت حلال می کرد۔ چون بر ہانی ساطع داشت و وضع و شریف  
 منقاد شدند۔ و علماء و فضلا غاشمیہ ارادت پرورش کشیدند۔ و با آنکہ امی محض بود  
 آیات قرآنی را از بر خواندہ تو۔ عے تفسیر می کرد و حقائق و معارف بیان می فرمود کہ دشمنان  
 را حیرت دست می داد۔ و قاتل پنجم ماہ شوال ۱۱۳۶ است و ثلثین و ماتہ و الف واقع  
 شد دفن قصبہ بانسہ یزار و تیرک بہ۔

## (۷۲) اقسام الحروف فقیر آزاد

احسنی نسا و الواسطی اصلا و البکر امی جو اراد و منشا و حنفی نذہب و اپشتی طریقیہ و تاریخ  
 بست و پنجم ماہ صفر ۱۱۳۶ است عشر و ماتہ و الف لباس ہستی پوشید۔ و از ریحان آگاہی  
 سررشتہ تحصیل علم بدست آورد۔ و کتب درسی از بدایت تا نہایت در حلقہ درس استاد  
 المحققین میر طفیل محمد بلگرامی طاب ثراہ مرتب گذرانید و لغت و حدیث و سیر نبوی و فنون  
 ادب از خدمت قدسی منزلت جدی و استاذی حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی  
 طاب مضجعہ اخذ نمود و عروض و قافیہ و بعضی فنون ادب از خدمت والاد جت میر سید محمد

خلف الصدق علامه مرحوم مرقوم تلمذ کرد و در ۱۳۷۰ هجری قمری و مائت و الف شرف بیعت  
 جناب مستطاب سید العارفین میر سید لطف الله المعروف به شاه لدها بلگرامی قدس سره  
 اندوخت - و در ۱۳۸۰ هجری قمری و مائت و الف مطابق کلمه سفر خیر از بلگرام به اراده حسین ثقفین  
 زادها الله شرفا و کرامته برآمد - و در ۱۳۹۰ هجری قمری و مائت و الف مطابق کلمه عمل اعظم  
 این سعادت عظمی حاصل کرد - و در مدینه منوره علی منورها الصلوٰة والتجیدتہ سجدت شیخنا و  
 مولانا شیخ محمد حیات السدی المدنی الحنفی قدس سره صحیح بخاری قرات نمود - و اجازت  
 صحاح سننه و سایر مفردات مولانا فرا گرفت - و در مکة معظمه صحبت شیخ عبد الوهاب  
 الطنطاوی المصری دریافت و برخی از فوائد عظمی کسب نمود شیخ عبد الوهاب نور الدین قدس سره  
 سر آمد علماء عصر و نزیل مکة معظمه بود و همیشه بنشر لوامع علوم می پرداخت - در ۱۳۹۰ هجری قمری و  
 خمسين و مائت و الف به جتہ المادی خرامید و در جنت المعلی آرامش گزید - شیخ عبد الوهاب  
 علیہ الرحمۃ اشعار عربی فقیرا بسیار تحسین کرد و هر گاه آزاد تخلص بنده شنید و معنی آن را  
 فهمید - فرمود یا سیدی انت من عتقنا الله و ازین نفس مبارک حضرت شیخ قدس سره  
 که در حق این سراپا گرفتار سرزده امید داری ما دارم - الحاصل فقیر در مکة معظمه به چنانه  
 شیخ عبد اللطیف قدس سره اقامت گزید و در ۱۳۹۰ هجری قمری و مائت و الف مطابق  
 کلمه سفر بخیر جانب هند عطف عنان نمود تفصیل سفر حرمین شرفها الله تعالی در آخر این  
 مجلد می طر ازرد - و ذکر آنرا کن قدسیه خیر الخاتمه کلام می سازد - انشاء الله تعالی - و در حین  
 سعادت پنج ماه اقامت بند رسورت صورت بست - از آنجا سرے به دیار دکن کشید

دبست و هفتم ذی القعدة ۵۲۱ هـ اشین و خمین و مائه و الف وارد خجسته نیباد و رنگ آباد  
 گردید و در تکیه بابا شاه مسافر نقش بندی قدس سره گوشه انزو گرفت. و از برکات روح مقدس  
 طرفی بر بست بعد چندی سلسله جنبان ازل تعالی شانه سکون را با حرکت بدل ساخت  
 اکثر بلاد دکن سر مشق قدم سیاحت شد. و عجبائنه مصنع آبی کحل الجواهر بصیرت و چشم کشید  
 لسان محمد و المنه ازان روزی که ناصیه اخلاص با آستان بیت الله آشنا شد میگانگی  
 از رسوم ابناء روزگار بهم رسید. و محنتی تخلص آزاده قدر استعداد جلوه افروز گردید. فقیر را  
 بالوآب نظام الدوله ناصر جنگ شهید خلف نواب آصف جاه رباط عجیبی اتفاق افتاد  
 و موافقتی که بالاتر ازان متصور نه باشد دست بهم داد.

چون نواب نظام الدوله بعد رحلت پدر بر سرند ایالت دکن نشست. بعضی  
 یاران دلالت کردند که حالا هررتبه که خواهید میراست اختیار باید کرد. و وقت را غنیمت  
 باید شمرد. گفتم آزاد شده ام بنده مخلوق نمی توانم شد. دنیا به نهر طالوت می نماید  
 غرقه ازان حلال است زیاده حرام و این شعر فرمود خوانده شد

درین دیار که شاهی بهر گدابخشند	غنیمت است که ما را همین باخشنند
--------------------------------	---------------------------------

کلاه تزکیه نفس شکستن عهد سمرنگی با آئینه جوهر نمابستن است اما نعمت آبی را حق  
 بر زبان که بے تحدث ادا نه تواند شد. ایزد سبحانه سر و آزاد بهمت را نشو و نماست استقامت  
 اگر است نماید. و گل سبزه توفیق را آب رنگ نبات مرحمت فرماید آن علی مالیشان  
 قدیر و بالا جا بته جدیر. اکنون من تقریب جو بند که بعضی کابر که درین سطور اسما ایشان بر زبان

قلم گذشت می پردازم. و ادهم خامه خوش رفتار را جلوریزی سازم.

## (۳۴) شیخ محمد حیات السندی المدنی قدس سره

از علماء و ربانین و عظاما و محققین است. روزی از اصل و نسب شیخ استفسار کردم  
 به خط شریف بر قطعه کاغذی نوشته داد. والد الفقیر محمد حیات السندی المدنی ائمه ملاقلاری  
من قبیلہ چاچر الساکن فی اطراف عادل پور و السید موسی القادری الساکن فی کوثہ بصرہ  
چاچر بہ جمین فارسین بر وزن ساغر قومی از کشور سند و عادل پور از توابع بہکھر فقیر آن را  
دیدہ ام. و سید موسی قادری از اعیان حوالی بہکھر است و کوثہ او مشہور مولد و منشا  
شیخ محمد حیات قدس سره سید در عنقوان شباب توفیق زیارت حرمین شریفین یافت  
و در مدینہ منورہ وطن و تاہل گزیدہ کتب تحصیل علم بر بست. و با وجود فقدان وجه معاش  
استقامت را کار فرمود و نزد علماء و حرمین معظمین سیما شیخ ابوالحسن سندی نزہل مدینہ منورہ  
لوز اللہ مفتوحہ کسب کمالات نمود و برخی پیش شیخ عبدالعزیز بن سالم البصری الکی قدس سره  
تلمذ کرد و تمام عمر در خدمت حدیث شریف صرف ساخت. و تبحر عظیم درین فن  
اشرف اندوخت و ہمیشہ ناشر علوم لطیفہ و عام اوقات شریفہ بود. خواص و عام حرمین مکرین  
و مہر و دم و شام اعتقاد و اخلاص خاص داشتند و از ذاتہ ہمایون کسب برکات می نمود  
دقتی کہ فقیر از مدینہ منورہ بہ مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا و کریمہ معاودت نمود. شیخ قدس سره  
مکتوبی نامزد فقیر نمود و اسم فقیر سید علی بے اضافت غلام تحریر فرمود از جهت آنکہ در حدیث



شریف آمده که همه کس عباد الله اند اطلاق عبودیت نسبت به مخلوق نباید کرد - فقیر در جواب  
 نامه نوشت باین مضمون که مسلم روایت میکند "عن ابی هریره رضی الله عنه  
 ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا یفوق لن احدکم  
 عبدی و امتی کلکم عباد الله و کل نساءکم اماء الله و لکن یقل غلامی و حادیتی  
 و فتای و فتاتی و بخاری روایت میکند لا یقل احدکم عبدکم و امتی و یقل فتای و غلامی"  
 نیز قلمی ساختم که اگر واضح اسم غلام را به معنی عباد کرده باشد و دیگر معنی فرزند اراده کرده  
 تلفظ نماید اورا می رسد که لکل امرء ما فوی شیخ قدس سره بعد وصول خط داد انصاف داد  
 و بعد ازین اسم فقیر غلام علی تحریر فرمود و چه خوب واقع شد آنچه این بخار و در تاریخ بغداد در ذکر احمد  
 غزالی آورده که نوبته قاری در مجلس او این آیه خواند قل یعبادی الذین اسرخوا علی انفسهم  
 آلا یه فقال شرفم بیاء الاضافة الی نفسه بقوله یا عبادی ثم انشد

وهان علی اللوم فی جنب حبها	وقول الاعادی انه لخلیج
اصم اذ انو ویت باسمى وانے	اذا قیل لی یا عبدها السمع

شیخ محمد حیات قدس سره در تاریخ بست و ششم صفر روز چهارشنبه ۱۲۳۳ لیل ثلاث و ستین رمانه  
 و الف و دلیعت حیات سپرد - و در بقعه مبارک بقیع مدفون گردید - "رحلتہ شیخی ۱۲ تاریخ یافته ام  
 تا در رحلت پنج عدد محبوب است زیرا که معتبر در قاعده جمل صورت کتابت باشد نه تلفظ مثلی  
 در عقد ابجوا هر گوید - و قتیکه لفظ در رسم الخط مختلف واقع شد مثل حصی و یحی که در نطق الف است

۱۲ نوٹ لفظ مثلی معلوم شد کہ کہ ام نسبت است ۱۲

و در رسم یا - و مثل حمزة و طلحة که در نطق تا است و در رسم با - بعضی گویند معتبر مکتوب است  
نه ملفوظ - و بعضی گویند معتبر لفظ است نه رسم - سید عبد الله مدبر بمبئی مکی گوید قول اول معتد علیها  
و قول ثانی نادر -

## (۷۴) شیخ عبد اللطیف

مولد و نشا و امر و به از مضافات دہلی نسبش بہ شیخ عبد اللہ المعروف بہ شیخ ابن  
قدس سرہ می رسد کہ از مشاہیر اولیای آن مقام است - و در تاریخ پانزدہم ذی الحجہ ۹۷۷  
سبع و سبعین و تسعماتہ متوجہ عالم قدس گردید - شیخ عبد اللطیف در عنفوان شباب بہمت بہ احراز  
فضائل صوری گماشت - و از امر و بہ بر آمدہ مدتہا در بلگرام و قنوج بہ کسب علوم پرداخت  
و اکثر کتب درسی در حوزہ درس میر سید نعمت اللہ شیرہ و وارث سجادہ میر عبد الواحد کبیر بلگرامی  
قدس اللہ امراد ہما گذرانید - و فیضہا برگرفت - و بہ خدمت شیخ حبیب اللہ قنوجی بہیت کرد -  
و نقد ہستی در بو تہ ریاضت گذاختہ سرمایہ کنز مخفی بدست آورد - آخر بہ حرمین شریفین شتافت  
و در مکہ معظمہ بار اقامت کشاد - بعد چندے قصد ہند کرد بہ ارادہ این کہ والدہ خود را از ہند بہ حرمین  
شریفین برد - چون بہ وطن اصلی برگشت والدہ ازین عالم انتقال کردہ بود - باز بہ حرم محترم معاودت  
نمود - و قریب پنجہ سال در ام القری شرفما اللہ تعالی بسر برد - ہر سال مناسک حج بجای آورد  
و قریب سی نوبت بہ زیارت مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و التحیۃ سرمایہ افتخار اندوخت -  
بسیار لطیف طبع رقیق القلب بود - و در مروت قدر دانی ارباب کمال نظیر نہ داشت - ہر سال  
در موسم حج تلاش می کرد کہ اگر صاحب کمالی یا احدے از شرفا و نجباء ہند وارد شدہ باشد

ملاقات کند - و به قدر استطاعت خدمتی به تقدیم رساند - محرر اوراق بهرگاه از مدینه منوره به  
 ام القری عود کرد - شیخ عبداللطیف خیر مقدم فقیر یافته به استقبال شتافت و مقید شد که در مخلص  
 خانه نازل بایستد - قریب پنج ماه درین بلد طیبه به خانه شیخ اقامت داشتیم - مرورتها ازین  
 عزیز مشاهده شد که جز به زبان بے زبانی ادانه توان کرد - جز اهل الدعا خیر الاجراء و به مصاحبت  
 و مجالست اولوفات به حضور وافر گذشت -

میگفت - روزی پیش باب السلام حرم مکی درویشی هندی نژاد به نظر درآمد به غایت  
 کثیف و بد معاش به مجرد افتادن نظر کراهت دست داد - در همان لحظه بر توغیبت آلهی بر دل  
 تافت - نفس خود را ملاست کردم که ازین نوع خود این قدر وحشت و نفرت چرا - احوال سزایت  
 این است که با این شخص در یک ظرف هم طعام شوی به خانه آدم و طعامی همیاسا ختم و نزد  
 درویش رفته گفتم که سرے جانب غیب خانه بایکشید - درویش دم نه زد و به خانه من قدم نینج  
 فرمود و طعام پیش آوردم - و با او در یک ظرف هم لقمه شدم - درویش از اول صحبت تا آخر حرفی نه زد  
 و طعام را تناول نموده به محل خود برگشت - روز دیگر باز طعامی همیاسا ختم - درویش را از باب السلام  
 به خانه آورده در یک ظرف هم لقمه شدم چهل روز کامل برین سوال گذشت - روزی جلم درویش به سخن  
 درآمد و گفت عمر با سیاحت کردم انسانی به قماش تو نه یافتیم و من کیمیا سازم - در پاداش خدمتی که  
 بجا آوردمی ترا این صنعت تعلیم می کنم - گفتم من هم کیمیا سازم - گفت چگونه به گفتم قوت بازوے  
 که بآن کسب قوت حلال می کنم کیمیاے من است و لب بویار اگر دانیدم - در اہم و دانیری  
 که از کسب بازوے خود حاصل کرده بودم افتاده بود التفات نہ کرد - و به دستور او در مقام اصرار بود

دمن در مقام انکار - آخر خود به خود آتش و بولته آورد دوس را در بولته گذاخت و خاکستر از کاغذ  
پاپریچیده بر آورده در بولته ریخت - فی الحال قرص طلا بر بست - گفت این را غنیمت باید  
شمرد که من اکنون قصد هندوستان دارم مباد این نقدان این نعمت حسرت کشی - گفتم  
حرفی دارم گفت چیت - گفتم اگر در و صحرا ای اتفاق شود که در آنجا مس بهم نه رسدی تو آن  
خاک را از ساختن - گفت این خود مقدر انسان نیت - گفتم پس چرا نظر بر آن کس نه باید  
داشت که خاک را از می سازد - درویش بر استقلال من آفرین کرد و در خصمت گرفت  
و باز در نظر نیامد -

شیخ عبداللطیف در اوائل قدم خود به مکّه معظمه یک سال کامل در جبل ثور منزوی  
بود و ریاضت شاقه کشید این جبل از شهر مسافت دوازده فرسنگ دارد و بر قلّه این کوه خار  
نمونه برج ثور واقع شده و شب هجرت ماه جهان افروز رسالت را در بر کشیده به تقریب  
جبل ثور نقلی از خود میآید که در موسم تابستان که هوا سرد و بزم برق تاز و جوش حرارت  
خار آگه از بود بست و نهم محرم مکرم ۱۱۵۲ هجری شمسی و ماه و الف قصد زیارت جبل ثور  
کردم همین که قدم از شهر بیرون گذاشتم - حرارت تشنگی غلبه کرد آب همراه نه گرفته بودم بیخیال  
آنکه در اثناء راه بهم می رسد در راه جز عرق سعی آب تراوش نه کرد چند کس دیگر در عرض راه بهم  
آمدند - این با آب طلیله با خود داشتند اما شرم زبان سوال را بر بست که آب به نفس این با  
کفایه نمی کرد به دیگران چه رسد - این مسافت نشیب و فراز به چه مشقت طے شد بگر از  
التهاب حرارت کباب گشت - و نفس از طغیان پیوست بوج سراب به پای کوه رسیده

صعوبت دیگر پیش آید که با وصف این حالت کوه آسمان شکوه را به قدم صعود باید پیوسته تا کوه کوه  
افشان و خیزان خود را ساینیم بیشتر طاقت طاق شد. و شوق آب در آت خیال به  
کیفیت عجیبی نقش نسبت - عزیز از فقیر دوسه قدم بالاتر می گذشت و صراحی سفالی  
در دست داشت - ناگاه صراحی با سنگی ملاقات می کند نصف اعلی در دست او می ماند و نصف  
اسفل بشکل کاسه امانت زول می کند - و به حفظ قادر مطلق تعالی شانه قطره آب به صنایع  
منی شود کاسه را بر دو دست از هوا گرفت و از آن عزیز اجازت خواسته تجرع نمودم <sup>نشد</sup> حتی آنقدر  
که جان شیرین را خلق کرد آب سرد به این شیرینی و خوش طعمی یادند دارم هنوز لذت آن  
در کام من است - و هر گاه تصور می کنم ذوق خاص در می یابم و شک نیست که کار ساز  
به نیاز جل شانه در آن ساعت ترجم را کار فرمود و بنده سوخته را به ساغر حمت سیراب نمود  
فنبحان الذی هو یطعم منی و یسقین -

وفات شیخ عبداللطیف در مکة معظمه ۵۰۰۰ هـ الخسین و ماته و الف اتفاق افتاد و در حین

سعلی مدفون گردید - بهشت نشین - تاریخ یافته شد رحمة الله علیه - شاه حبیب الله قنوجی  
پیر بعیت شیخ عبداللطیف حاوی علوم ظاهری و باطن بود - و همواره به لوازم ریاضت و درس  
علوم می پرداخت - در ایام طلب علم به مطالب کتاب چنانچه باید نمی رسید - ازین وجه  
خارجاری در دل داشت - شب حضرت رسالت صلی الله علیه و سلم در خواب دید و التماس  
کرد که این هیچچیز را کشایشه در علوم نصیب شود - التماس او در حبه قبول یافت - همین  
که از خواب بیدار شد ابواب علوم بر او مفتوح گشت - و بر سنده تدریس نشسته عالمی را

بتکمیل علوم ظاهر و باطن کامیاب ساخت. و در سال ۱۰۰۰ هجری بمکه و الفارویه عالم  
 قدس آورد. کاتب الحروف فخر الموت جبرئیل صلی الله علیه و آله و سلم است  
 او مرید شاه عبدالجلیل آله آبادی و او مرید شاه محمد صادق و او مرید شیخ ابوسعید گنگوهی  
 از احفاد امجاد شیخ عبدالقدوس گنگوهی قدس الله سره است. بر ناظران این سواد روشن باد  
 که بابا شاه مسافر از رنگ آبادی قدس سره که فقیر در تکیه آن حضرت مدت هفت سال  
 طرح اقامت ریخت. سلسله ایشان به مخدوم اعظم قدس سره منتهی می شود. مناقب و آثار  
 حضرت مخدوم از غایت ظهور مستغنی از بیان است احوال اکابر متاخر مجملات قلمی می گردد.

### (۶۵) مولانا میر خورده عزیزان بلخی قدس سره

خواهرزاده مخدوم اعظم است. صاحب حالات سینه و جذبات قوی بود و در بلخ کوس  
 پیشخت می زد. صاحب طبقات شاه جهانی گوید "در سال ۱۰۰۰ هجری در عالم علوی عروج نمود"

### (۶۶) مولانا پاینده خشیکتی قدس سره

اکبر خلفا و مولانا میر خورده عزیزان است. او را نقش بند ثانی و شیخ ولی تراش می گفتند  
 خضر راه از خود رفتن بود. و بلد کوچه به خدا پیوستن ناظران از مشاهده جمال با کمالتش مدبوش می گشتند  
 و خدا طلبان در اندک فرصت به سر حد کمال می رسیدند. در بخارا مسند نشین ارشاد بود و همواره  
 بآب سخا و ایشا بر روی خلافت می کشود. صاحب طبقات شاه جهانی گوید "در سال ۱۰۰۰ هجری"

عالم فانی را پرورد نمود

## (۷۷) شیخ درویش عزیزان قدس سر

اکمل خلفاء مولانا پائنده خشیکتی است اورا احراز ثانی می گفتند که جامع غنائی  
 صوری و معنوی بود. قریات فراوان در ملک داشت. حاصلات آن راهم صرف وارد  
 و صادر می ساخت. بادشاه عصر نذر محمد خان در وقت نماز جمعه به دیدن او آمد شیخ در هر قبه  
 بود یک دست بالا کرده تلبه حمدی که نزدیک شد که وقت نماز جمعه بگذرد. کسی را قدرت  
 نداشت که تعرض کند. آخر دست فرود آورده اشاره به اقامت فرمود. بعد فراغ نماز پادشاه  
 به ادب تمام استفسار نمود که این توقف به کیفیت خاص چه بود. فرمود در هفت کردی بلخ  
 و هری است در آنجا عبد اللہ خان آدینه مسجد نام مسجدی عالی بنا نهاده در آنجا همه مخلصان  
 خودند. وقت نماز جمعه همه به نماز مقید بودند که سقف مسجد آغاز فرود رفتن کرد. دست بالا کرده  
 به زنگ داشت سقف مشغول بودم تا همه بیرون آمدند بعد از آن گداشته شد تا فرود رفت  
 پادشاه مردم را به تحقیق فرستاد همان تاریخ بر آمد. موضع اقامت او عجدوان در جوار خوابه  
 جهان بعد وفات هما بنجامه فون گشت.

## (۷۸) بابا شاه سعید پلنگ پوش

از کمل خلفاء شیخ درویش عزیزان است. وجه تعلق آنکه همیشه پوست پلنگ در بر

داشت - مولد بابا عجدوان است - پدر ایشان متمول بود - بابا در او اکل تحصیل علوم رسمی  
 می پرداخت - و با قرآن بواسطه فوقیت می فراخت - روزی بعد در بس با شکر کا مقابله  
 داشت - در این حال دید که جوتی از قلندران در گذر است و شخصی است در میان  
 ایشان بس منور به مجرد دیدن منجذب شده در پی او رفت چون شخص بیسکن خود رسید التماس  
 هم رنگی نمود - او فرمود فقیری کار دشوار است به تحصیل مقید بایستد که سن شما تقاضای  
 آن دارد - در آن وقت هفت ساله بود - دست از طلب باز نه داشت آن بزرگ  
 او را برهنه ساخته از اسب محبت نمود همان ساعت آن قدر جذب قومی در گرفت  
 که راه بیابان پیش گرفت و قریب یازده سال در صحرا با برین منوال برهنه می بود در  
 قرشی هفتاد و دو بار بازار علی العموم می شود گاهی روز بازاری آمد هر چند مردم لباس می دادند قبول  
 نمی کرد و بین الجمهور به دیوانه سعید مشهور بود - بعد یازده سال روزی در بازار قرشی در هجوم مردم  
 به اتفاق آمد و لباس شخصی را گرفته خود را پوشیده مردم در شگفت ماندند که دیوانه سعید بسیار  
 شد - و آن شخصی که ایشان را جذب کرده بود با باقل فرید نام داشت - بعد اتفاقه بازار  
 بخارا به خدمت بابا باقل فرید رسید و همراه به حرمین شریفین رفت - و هم در رکاب سعادت  
 به بخارا مراجعت نمود تا آنکه روزی بابا باقل فرید دست او را گرفته به خدمت شیخ درویش  
 عزیزان گفت که این فرزند است تربیت او حواله شمامی کنم که مراد وقت نزدیک رسیده  
 است بابا باقل فرید در همان ایام رحلت کرد - بابا شاه سعید خدمت شیخ لازم گرفت  
 از فیض تربیت و الابه در حب کمال و تکمیل فائز گشت بابا باقل فرید پیر خرقه است و حضرت



شیخ پیر ارادت بابا شاه سجده بعد در دوهندستان به جرات شکر لواب غازی الین خان  
فیروز جنگ پدر لواب آصف جاه نامور گردید لند همیشه همراه این لشکر می بود - و او را اشراف  
عام و خارق عادات بسیار است -

خلیفتی عبد الرحیم بلخی که از اعظم خلفاء بابا شاه مسافر است و در سنه ثلثین  
و مائت و الف مطابق قطب المحققین در دار السلطنت لاهور توجیه ملک بقاگردید - نقل فرمود  
که وقتی ایشان خورد یعنی بابا شاه فرقدس سره از اورنگ آباد مرا به خدمت ایشان  
کلان یعنی بابا شاه سعید قدس سره در لشکر لواب فیروز جنگ فرستادند در اثنای راه در خواب  
می بینم که دو فیل پیش و پس می روند و فقیر در میان است - فیل پیش صدغیر اچنه است در کمال  
مستی و شورش و فیل قفا عظیم اچنه با تکمین و کمال استگی در رفتار - بعد بیدار شدن  
چنین به خاطر رسید که فیل پیش ایشان کلان اند و فیل قفا را ایشان خورد و اگر ایشان خورد در مرتبه  
عظیم تر باشند - چون به خدمت ایشان کلان رسیدم شش ماه در خدمت بودم  
گاه بی هیچ خاطر را به خود راه نه دادم مگر روزی به سعادت حضور فائز بودم - سخن در  
حقائق و معارف می رفت همان واقعه رویا در باطن خطور کرد ایشان کلان دفعه این آیه  
فسر خوانند که کفر ق بین احد من دسله و کرت دیگر روزی با جمعی حرف می زدند  
که به خاطر گذشت چون اندیشه راه پیوستگی به کلی حاصل شود چرا به معاش و معاشرت رو آید فوراً  
ملفت شده فرمودند تقاضای این نشان چنین است - انبیا علیهم الصلوٰة و السلام با وجود  
مرتبه نبوت ازین فارغ نبوده اند - روزی فرمودند چهل سال است که خواب از چشم من سپرده

و آنی تصنیف نموده رحلت ایشان به هفتم رمضان سنه ۱۱۱۰ عشر و مائه و الف در شهر  
نواب فیروز جنگ در سواد شهر گلبرگه واقع شد پس ملک را به او رنگ آباد آورده در تکلیف  
شرفیت دفن کردن این مصراع تاریخ است ع -

قصه جنت بود مکان سعید

۱۱۱۰ هـ

## (۴۹) بابا شاه مسافر قدس سره

لواء ولایت بردوش و ارشد خلفا بابا شاه سعید پلنگ پوش است

قطب زمان صاحب شاه عظیم خسرو بے تاج و نگین و علم ریشه به اسرار حقیقت دو اند خود شکنی با اثر ذکر او پادشاه سلسله نقش بند	مولفه شاه مسافر به در حق مقیم تاج ده نصیر و خاتقان و بیم داین همهت به دو عالم نشانند روشنی دل اثر فکر او یک نظر او دو جهان را پسند
--	---

بابا شاه سعید می فرمود شانزده کس از ما رخص شدند همه مخفی رفتند - مگر شاه مسافر که

شیخی را راطا هر کرد - مولد و نثار بابا شاه مسافر غجدوان است و نام اصلی او حافظ محمد عاشور

بابا شاه سعید ایشان را مسافر خطاب فرمود و را و اهل به خدمت میر عطاء الله ساکری

پیوست و به طریق کبر و به ریاضت پاکشید - بعد چند سالی میر عطاء الله ایشان را رخص

به سیاحت نمود از آنجا در غور آمده دو از ده سال اقامت نمود - و با مشایخ آنجا صحبت داشت

از آنجا که کابل آمده بابا شاه سعید را دریافت و به حلقه ادرات و آمد و بعد هفت سال  
 رخصت گرفته بحرین شریفین شتافت - و بعد تحصیل این سعادت در اوایل عهد  
 خلد مکان به هند معاودت نمود و در اوزنگ آباد جای که الان تکیه مرقد مبارک است  
 طح اقامت ریخت و تانفس و اسپین بر نه خاست و حاشیه نشینان بساط ادرات  
 را به صدر کمال و تکمیل رسانید - و چهارم رجب ۱۲۳۱ است و عشرين و مائه و الف  
 دامن از عالم سفلی بر چید و پہلو سے پیر خود بجانب قبلہ آسایش گزید میرزا عنایت اللہ بیگ  
 اندجانی متخلص به راجی گوید

مقیم عرش شد از فرش این طاق  
 مسافر شد ز عالم قطب آفاق

مسافر شاه از باب معارف  
 خرد تاریخ سال رحلتش گفت

### ۸۰۹) بی بی خور و تدرس سرها

مولد و منشاء او بلگرام است - آورده اند که پدر و مادر خواستند که او را که خدا سازند  
 ابا کرد آخر نه گذاشتند و مراسم طوی شروع کردند و وقتی که مشاطه او را آراسته به جلو آورد -  
 جلوه دیگر نمود و تقسیم کنان در انجمن روحانیان خرامید - مادر و پدر از مشاهده این حال داغ  
 شدند و با همان لباس و زیور زیر خاک سپردند - و زردان خبر یافته شب بر سر تربت او آمدند  
 و خواستند که قبر او را کرده زیور و لباس به دست آرند به حکم قادر مطلق تعالی اشانه همه دنیا  
 شدند - و در مقام حیرت فرو ماندند - صبح از ظهور این کرامت شورے در خلق افتاد و خاک پاک  
 او تا صبح قیامت زیارت گاه خلایق شد محله خور و پوره به نام اوست رحمة اللہ تعالی علیها -

# فصل دوم

ورز که فضلا نور اللہ مضامین

و پیش از شروع تراجم اکابر گلی چند مناسب فصل در دامن قرطاس ریخته می شود که اگر  
پوشیای مغزی چشم التفات کشاید به استشمام روح میل نماید.

بر ضمایر و افتخارین سنازل اخبار و عبارات مراحل آثار مبرهن است که در قرون سالفه

پیش از آن که دین اسلام بر منصفه ظهور و جلوه افروز شود عالی نظرتانی گذشته اند که خود را در بونته  
ریاضت گذاخته روح مجرد ساختند و عالم ملک و ملکوت را به نظر وقت سیر کردند و حقایق  
اشیاء را به قدر طاقت بشری در بافتند و ضوابط و قوانین علوم وضع کردند و احسانی عظیم  
بر زبانین استقبال و آنگاه شدند صاحب کشف الظنون به عبارت عربی گوید خلاصه  
کلامش این که

مردم عالم دو قسم اند فرقه هستند که به شان علم اهتمام کرده اند و اصناف معارف به  
ظهور آورده و فرقه دیگر اند که اعتنا کرده اند به شان علم به حیثی که اسم عالم بر ایشان اطلاق  
توان کرد.

از حسب تقسیم اول اهل مصر و روم و هند و فرس و عجم و عبرانیین یعنی بنی اسرائیل  
و کلدانیین و آن گروهی بودند در زبان قدیم مسکن این با زمین عراق و جزیره عرب و لغت این با  
سریانی بود و از جمله تقسیم ثانی بقیه اعم سوا که مردم چین و ترک و چون آفتاب عالم تاب اسلام

سازاق عرب بر آورد و مضمون قول خیر الانام علیه الصلوة و السلام گل کرد که ادایت لی  
 الارض فادایت مشارقها و مغاربها و سیبلغ امتی ما ادی لی  
 او اکل بر انداخته شد - و مسلمانان کتب عمل سابقه فرادان سوختند - و علما مطالعه توریت  
 و انجیل و غیره را منع کردند بلکه بعضی به تحریم رفتند - کرمانی شارح بخاری گوید در تحریف  
 توریت و انجیل اختلاف کرده اند - آیا در لفظ است یا در معنی بعضی میل کرده اند به شق  
 ثانی و جائز داشته اند مطالعه و این قول باطل است و جائز نیست مطالعه به اجماع  
 حضرت صلی الله علیه و سلم با عمر رضی الله عنه صحیفه توریت دید و غضب فرمود  
 انتهی کلام الکرمانی -

و چون سعد بن وقاص ملک فارس را فتح کرد و کتب فلاسفه پیش از حضرت افتاد  
 امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه را نوشت چه باید کرد - عمر رضی الله عنه نوشت :-  
 اطرحها فی الماء فان یکن هدی فقد هدانا الله باهدی منها وان یکن  
 ضللا لا فقد کفاناها الله فطرحوها فی الماء و النار

الحاصل جمیع مسلمین اتفاق کردند بر اخذ و عمل کتاب الهی از دست رسالت پناهی  
 صلی الله علیه و سلم و صحابه کرام رضوان الله علیهم اجمعین از جهت برکت صحبت رسول صلی  
 علیه و آله و سلم و قرب عهد مبارک و کثرت علم و این چنین تابعین رحمهم الله تعالی حاجت  
 به تدوین علوم شرایع نداشتند به حدی که بعضی کتابت علم را کرده پنداشتند و استدلال  
 کردند به حدیث ابی سعید خدری رضی الله عنه که استاذان النبی صلی الله علیه

وسلم فی کتب العلم فلم یأذن لک و شخصی کتابی نوشته بر عبدالمسجد بن عباس رضی اللہ عنہما  
 عرض کرد - عبدالمسجد کتاب را گرفت و به آب محو ساخت - آن شخص سبب استفسار نمود فرمود  
 از بیم آنکه بسا دایر کتاب اعتماد کنید و حفظ را ترک دهید و چون ملت اسلام وسعت گرفت  
 و بلاد شرق و غرب به تصرف اسلامیان درآمد و صحابه رضی اللہ عنہم در اقطار امصار متفرق  
 شدند و رخت زندگانی از حجاب فانی بر بستند و فتنه با سزاگر زبان بر آورد و مخالف عقول و آرا  
 گل کرد و وجود علماء و حفظه علوم رو به کمی آورد و همت با قاصر افتاد - و خلاق به بقیه علماء مجتهدین  
 رحمهم اللہ تعالی رجوع آوردند و امر فتوی شیوع گرفت - و بیم آن شد که احکام شریعت  
 غرق ضحلال پذیرد - و حق با باطل التباس گیرد و در اواخر عهد تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین  
 علماء ملت اسلام اساس تدوین گذاشتند و حقی عظیم برین است مروجه ثابت کردند جز اہم  
 المسد عننا خیر الحجرا و اختلاف است درین که اول کیسکه در عهد اسلام تصنیف کرد و کیت بعضی  
 گفته اند عبدالمملک بن عبدالعزیز بصری متوفی در ۶۷۰ هجری است و ثانیاً بعضی گفته اند  
 بریح بن صبیح متوفی در ۷۰۰ هجری است و بعد از ان تصنیف کرد و سفیان بن عینیہ - بعد از ان  
 امام مالک رضی اللہ عنہ موطا را در مدینہ منورہ - بعد از ان عبدالمسجد بن و ہب در مصر و مسمر  
 بن عبدالرزاق در کربلا - و سفیان ثوری و محمد بن عقیل و ابن عران در کوفہ - و حماد بن سلمہ  
 و روح بن عبادہ در بصرہ - و ہشتم در واسط - و عبدالمسجد بن مبارک در خراسان - و مطلق نظر  
 این اکابر در تصانیف خود ضبط مبانی و کشف معانی قرآن و حدیث بود و رحمہم اللہ تعالی  
 و چون امر خلافت بر بنی عباس قرار گرفت خلیفہ ثانی منصور دو انیقی از اثر صحبت اعاجم غلبتی

به علوم فلاسفه بهم رساند. خصوصاً تجریم را بسیار دوست گرفت. و همچنین را فراوان تربیت و نوآزش نمود. چون نوبت خلافت هفتم مامون بن هارون رسید میل کلی به این علوم پیدا کرد. و بنیادی که جدا گذاشته بود به اتمام رسانید. و علوم فلاسفه را از معاون و مواضع اصلی استخراج نمود. و ایلیچیان نزد ملک روم فرستاد و کتب فلاسفه را خواہش نمود. ملک روم آن قدر کتب که بهم رسید از افلاطون و ارسطاطالیس و بقراط و جالینوس و اقلیدس و بطلمیوس و غیرهم پیش خلیفه ارسال داشتند. خلیفه ترجمانان ماهر را فرمود تا ترجمه ساختند و در حلقه درس انداختند. دانش پژوهان روزگار کمر همت بستند و حسب الطاقه ورزش و اتقان علوم را به درجه کمال رسانیدند. و تصانیف لطیفه برائے نوسان ریاض استقبال و گذاشتند و عمده اینها معلم ثانی ابو نصر فارابی است و ابو علی سینا و قاضی ابو الولید بن الرشیدی و وزیر ابو بکر مشهور به ابن الاصلی اندلسی و غیرهم کشف الظنون گوید و درین جا ملخص کلاشس نقل کرده می شود.

از غرائب آنکه علمای ملت اسلامیة در علوم شرعیہ و عقلیہ اکثر اعاجم اندالافن فصاحت و بلاغت و نظم اشعار آید و ترتیب خطب و اخبار که مجموع این فنون را عبثتیه به درجه تصویب رسانیده اند اما علوم شرعیہ بنا بر مجموع بر قوانین و ضوابط است و محتاج به علوم دیگر اند که وسیله علوم شرعیہ باشد مثل قواعد عربیت و قوانین استنباط و قیاس و اذکله قاطعه که به آن رد عقائد باطله توان کرد. و مجموع این فنون مفتقر به تعلیم و تعلم اند و مندرج تحت صنائع که اهل حضارت رومی باشد و گفته اند که جمیع حصص در صفت حضارت تابع علم است چه اینها

در صنایع و حرفه ملکه را ساخته دارند و درین باب از سایر اتم فائق اند لاجرم در ضبط و اتفاق  
 علوم و تدوین فنون بیچکس به اعاجم نمی رسد و از جمله علما و عجم در صناعات نجوم سیبویه  
 و ابوعلی فارسی و زجاج که همه عجمی الاصل اند - و از مخالطت عرب زبان را کسب نمودند  
 و قوانین عربیت به ضبط و قید کتابت در آوردند و همچنین محدثین و حفاظا مثل اصحاب صحاح  
 سته و مفسرین و اصولیین و غیرهم رضوان الله تعالی علیهم اجمعین اما علوم عقلیه حمیه  
 صناعات اند - و قرعه این علوم بنام اعاجم افتاده تا اینجا خلاصه کشف الضنون است  
 و چون ولایت روم و ایران و توران قدیم الاسلام است بنال علم اول درین سمرزین  
 ریشه دو انید و رتبه اصلها ثابت و فرعمانی السما بهم رسانید - و بعد از آن که طلیعه اسلام  
 الیوه تسخیر میند بر افراخت و پرچم اعلام و نظیر انجام برین مملکت سایه انداخت جمعی از علماء  
 و الاقدر به پر تو در و در خود شبستان هند را منور ساختند و به افاضه انوار علوم عقلی و نقلی  
 چراغانی بر افروختند و بعد از آن در هر عصر جمعی ازین طائفه علیه قدم در شهرستان و جو گذار شدند  
 و راست ترویج علوم و تمهید فنون بر افراشته تفصیل از کتب تواریخ باید جست در  
 مختصر تیمنا چند سے از مشاهیر این گروه و الاشکوه را بیان می سازم و بعد از آن به ذکر  
 فضلاء بلگرام که محرک سلسله تدوین است می پردازم -

## (۱) مولانا حسن

بن محمد بن حسن بن حیدر الصفانی اللاهوری نور الله ضریح عالم ربانی و دانا غرض



معانی بود و در فقه و حدیث و علوم دیگر پایه عالی داشت - ولادت او در لاهور پانزدهم صفر  
 ۵۴۴  
 سبع و سبعین و خمسائة واقع شد - صنعانی او را به اعتبار اصل گویند - صنعان به فتح  
 صاء و ممله و غین معجمه شهریست از بلاد ماوراءالنهر ابتدا و حال نژاد و اله خود تلخ کرد و دفنون کثیره  
 تحصیل نمود و استعداد عالی بهم رساند و در ۶۱۵ هجری ختمه عشر و ستامة به بغداد رفت و سالها  
 در آنجا رحل اقامت افکند و به تدریس و تصنیف مشغول گشت از آنجا به مکه معظمه شافت  
 و در آنجا به مجاورت بیت الله سعادت اندوخت و جانب عراق عطف عنان نمود  
 و در ۶۱۶ هجری سبعة عشر و ستامة خلیفه وقت او را بر سبیل رسالت به هند فرستاد - و در ۶۲۲  
 اربع و عشرین و ستامة از هند به عراق برگشت و کثرت ثانی بر سبیل سفارت از آنجا  
 به هند آمد - و در ۶۳۶ هجری سبع و ثلاثین و ستامة به بغداد معاودت نمود و او در مکه معظمه و عراق  
 هند از شیوخ فرادان حدیث را سماع نمود - و تصانیف غراپردخت مثل مشارق الانوار  
 که شهرت تمام دارد - و شرح بخاری - و مصباح الدجی و الشمس المیزه - و در السحابه و شرح  
 آن همه در فن حدیث و کتاب شوار و عباب و شرح القلاوة السمطیه فی توشیح الدریدیه و کتاب  
 الافتعال در لغت - و کتاب الفرائض و کتاب العروض -  
 وفاتش در بغداد ۶۵۵ هجری خمسين و ستامة در عهد معتصم ختم خلفاء عباسیه اتفاق افتاد  
 فرزندان خود را وصیت کرد که نعش او را به مکه معظمه نقل کنند - اول او را در حرم ظاهری واقع بغداد  
 به خانه خودش امانت گذاشتند - و در سال مذکور به مکه مقدسه آورده و دفن ساختند مولانا در  
 آغاز مشارق الانوار تمنای قبر خود در آن بلد فاخره بیان کرده و گفته احاطه بها حمید انا فابکره

ثم اذا شاء النشره رحمة الله تعالى -

## (۲) شیخ حمید الدین دہلوی

دانش مند و الاقدر بوده و شرحی مفید بر ہدایہ فقہ نوشتہ - در ۶۲۴ھ اربع و ستین

و سبع مائتہ متوجہ دار البقا گردید - صاحب کشف الظنون گوید :-

« شرح شیخ حمید الدین شرح لطیف مزوج - اولہ « الحمد للہ الذی ہدانا فی ہدایتنا الی خدمتہ کتابہ

« المبین الی آخرہ « قال العلامة ابن الکمال ہو شرح جلیل جمع فیہ لب شروح کثیرہ لکنۃ الطنب

« فی موضع الاجازہ و اجزئی موضع التفصیل فلذکذا ہدایت علیہ الاعتراضات اقوال العلامة ابن الکمال و

« ان کان فرید و ہرہ بلا مانع و حید عمرہ بلا مانع لکنۃ حسنہ عنان عنہ عن التحقیق فی اکثر مصنفاتہ

« و سلک طریق الجدل فی اشہر مولفاتہ سیما فی شرحہ علی الہدایۃ فانہ وصل فیہ اللجول الی السنائیۃ «

« انتہی کلام کشف الظنون بلخصا -

## (۳) مولانا شمس الدین یحییٰ الاودھی نور اللہ مرقدہ

آفتابے است مفیض انوار دانش و عالی جناب ست مفید النوع بنیش - تلمیذ

مولانا ظہیر الدین بہکری و مولانا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودھ است - شیخ نصیر الدین

محمود اودھی پسران دہلوی قدس سرہ بہ خدمت مولانا شمس الدین تلمذ نمود و در برج استاد می گوید

فقال العلم شمس الدین یحییٰ

سالت العلم من احوالک حقا

مولانا از اجله خلفاء سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی است قدس سرہ  
 زنی علما داشت و همواره به اشاعہ علوم و افاضہ تصانیف می پرداخت - و کار علم و تبحر مولانا  
 به جائے کشید کہ استادان شہر دہلی در حلقہ درس او بہ زانوئے ادب نشستند و در ذیل  
 تلامذہ منسلک گشتہ بہ شاگردی افتخار نمودند - مولانا تصانیف دارد - اما دین عصر کم یافت  
 می شود - آرا مگاہ دہلی -

### (۴) قاضی عبدالمقندر

بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی قدس سرہ سر آمد روزگار و در فضائل  
 صوری و معنوی عظیم الاقدار است - در آدان تحصیل بہ شرف ملازمت شیخ نصیر الدین  
 محمود قدس سرہ می رسید - و ذکر مقدمات علمی در میان می آورد - شیخ اورا بسیار دوست  
 می داشت - و ابجاث اورا تحسین می کرد و بہ تحصیل علم ترغیب می فرمود - آخر الامر  
 دست بہ دامن ارادت زد و کمال صوری را با جمال معنوی ہم آغوش ساخت - ہمواره  
 بہ افادہ طلبہ می پرداخت - و لب تشنگان را بہ سلسبیل علوم سیراب می ساخت و طریقہ  
 انیقہ شیخ نصیر الدین محمود و اکثر خلفاء او نور اللہ مضایع ہم حفظ آداب شریعت و اشتغال  
 درس بود - شیخ نصیر الدین می فرمود یک مسئلہ شرعی فضل داد بر ہزار رکعتی کہ  
 آتیخت با عجب دریا باشد -

قاضی عبدالمقندر در تاریخ بست و ششم محرم ۹۱۰ھ احدی و تسعین و سبعائتہ مقام  
 عندلیک مقدر قرار گرفت و ہشتاد و ہشت سال عمر یافت - خواب گاہ دہلی - قاضی

در زبان عربی شاعر یار تبه است قصیده نامیه اورا شیخ عبدالحق دهلوی قدس سره در اشعار  
الاقیاء ذکر کرده درین صحیفه چند بیت به اتباع حضرت شیخ درج می شود

<p>سلم علی دار سلمی وایک تو مسل صیدا الأسود بحسن الدل البخل حقی مجیبای عنهم شاهد انطل اطلالها مثل اجنان بلا مقل فیرها حور بنت عن الحول عن الحلی وکل العین والحل علی المهر العین والأدم بال بیتا من القلب محمور بال حول علی شفا حفرة النیران ولسفل هل تنفعا فیها کثرة الاصل حیالة قتلت من جاء بالجل واقنع بما قسم القسام فی الازل</p>	<p>یا سابق الطعن فی الاسرار والاصل عن الطباء القوم داجها ابدا وان طویر الکرام قد مضوا قدوا اضحت اذ انعدت عنها کوا عبرا ان الطباء التي یصعب سرافلة ان کن مستفینات فی تزیینها فان من ملکت قلبی لها شرف فدی فوادی اعلم بیتی سکنت یا طالب الجاه فی الدنیا تكون غدا یا طالب العزتی العقیة بلا عمل مکاراة اکلت کالهرا اولدت فلا تکن لمن ید الرزق مضطربا</p>
--	---

(۵) مولانا معین الدین عمرانی دهلوی قدس سره

از علماء نحول و کلمه فروع و اصول بود - و استاد شهر دلی عمرنا الله تعالی و معاصر سلطان محمد بن تغلق شاه

آورده اند که سلطان محمد مولانا معین الدین را به ولایت فارس نزد قاضی عسکری فرستاد  
 و التماس نمود که به هند وستان تشریف آورد - و متن موافق را به نام او سازد و سلطان ابوالفتح  
 والی شیراز مانع نشد - و فرمود تحت سلطنت به شمس التیموری کنم - و هر چند است که باید به تقدیم می رسد  
 قاضی چون تو اذیع سلطان را به این مرتبه مشاهده کرد از عزمیت به هند وستان در گذشت  
 و در وطن خود قدم اقامت افشرد و موافق را به نام سلطان ابوالفتح موشح ساخت - و نام او را  
 تا دور روزگار به کرسی عزت نشاند -

مولانا معین الدین عمرانی دقتی که به خطه شیراز داشت در آنجا آثار فضل و دانش  
 از وی ظهور رسید و به مزید اعزاز و اکرام اختصاص یافت - از تصانیف او ست حواشی کنز  
 و حاسمی و مفتاح -

## (۶) مولانا خواجگی و بلوی نور اللہ مضمحه

عالم ربانی و تلمیذ مولانا معین الدین عمرانی است - پس از طے منازل فنون نظام جاده  
 پیمائی طریق باطن شد - و سعادت ارادت شیخ نصیر الدین محمود دأوی قدس سره و ریافت  
 و مراتب تزکیه و تصفیه به کمال رساند و خلعت خلافت و ارشاد پوشید و بر طریقه ایتقه  
 حفظ هر شد و برادران طریقت قدس اللہ سره از هم مشغول درس پیش گرفت - همواره به دانش  
 آموزی می پرداخت - و طائفه تحصیلیان را از سرمایه علوم بهره مند می ساخت به هنگامی  
 که امیر تیمور صاحب قران قصد دہلی کرد میر سید محمد گیسو در از قدس سره در عالم رویا بر نهضت

افواج تیموری و خرابی ولایت دہلی آگاہ شد۔ و عمر و مر ازین واقعہ بیدار ساخت۔ مولانا  
خواجگی بر رویا حضرت سید قدس سرہ از دہلی برآمد و خست سفر جانب کالپی کشید  
و بقیہ ایام زندگانی بہا نجا بہ پایان رسانید۔ مقبرہ او بیرون شہر کالپی است۔

## ۷) مولانا احمد تھانیسری روح اللہ

فاضل بی نظیر و شاہ خوش تقریر است و مقتبس النوار معنوی و مرید چراغ دہلوی  
نور اللہ مرقدہ اور ابامولانا خواجگی دہلوی طالب تراہ مواخات بود۔ اما در ہجرت از شہر دہلی  
سوانقت اتفاق نیفتاد تا آنکہ عساکر تیموری در رسید و ولایت دہلی را تالان نمود۔ متعلقان  
مولانا احمد تھانیسری بہ اسیری درآمدند۔ و بعد فر و شستن غیار فتنہ نجات یافتند۔

صاحب قرآن امیر تیمور تعریف مولانا گوش کردہ در حضور طلبید و جوہر فضل و کمال  
معائنہ نمودہ بہ مجاہست و صاحبیت مخصوص ساخت۔ بعد معاودت ہو کب تیموری  
و برہم شدن رونق دہلی۔ مولانا احمد نیز باہل و عیال قصد کالپی کرد۔ و در آنجا طرح توطن نخت  
و تتمہ عرصہ عمر را بہ تقدیم عبادت و درس علوم معمور ساخت۔ قبر مولانا در دن قلعہ کالپی واقع  
شدہ۔ شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ قصیدہ والیہ اور ادراخ پار الاخیار آوردہ چند بیت  
از انجا برچیدہ زیور این کتاب ساختہ می شود۔

وہاج لوعۃ قلبی التائۃ الکناد

اطار لیبی حنین الطائر العزاد

۱۲ شاید کہ تاریخ باشد

واذكرتني عمو ابا الحسن سلفت  
 بات تورقني والقوم قد هججوا  
 فاذكر طرفي غمض بعد بعدكم  
 ليت الله لم يكن بيني وبينكم  
 كانت مواسم ايام وعزتها  
 كانه لم يكن بيني وبين انس الى  
 لا عيش بعد لذيقات اللور في غدا  
 حل الاحاديث عن ليلى وجاراتها  
 محمد احمد الهادي لانه الى  
 بر وف رحيم سيد سند  
 اقدريك بالروح والقلب المشوق  
 قد عاقتي البعد عن مرماي يا سكتي  
 ارجو الوفاة في ارض حلت به  
 عطفها على ورفقاني ومكرمة  
 يارب صل وسلم انما ابدا  
 وصحبه ذويه الطاهرين ومن  
 ملاح برق وما سح الغمام على

حواء صلاح من لاج الكلب  
 من بين مصطوح منهم و مستقنا  
 ولا خيال سرور دارني خلد  
 وليت جبل وواد غير منقدا  
 ولت سرا على رخم ولم تعد  
 اللوى وكان الحى لم تقدا  
 ولا وصول الى الكه الحى بيدى  
 وارسل الى السيد المختار من  
 الصراط صراط غير ملتقى  
 سهل لقاء رحيم ع والبا لصفدا  
 والنفس والمال والاهلين والاد  
 وطال شوقى الى لقاءك يا سندا  
 يا لهف نفسى اذا ما كنت لم ا  
 فليس غيرك يا مولاي ملتحدا  
 على النبي بنى الحق والرشدا  
 اجهم شفغاني النبي العندا  
 ربي الغلا فكساها حلت القندا

دعوات غریب علی فتن

عض الارومۃ محضلہ ملتند

## (۸) قاضی شہاب الدین ملک العلماء

بن شمس الدین بن عمر الزاوی الدولت آبادی روح اللہ روحہ عمدہ دانش مندان ہند  
 است۔ و شہرہ بلاد عرب و عجم مولد او دولت آباد دہلی است دانش زہمی نزد مولانا خواجگی دہلی  
 و قاضی عبدالمقتدر شریعی اندوخت۔ و چراغ امتیاز در انجمن اقران برافروخت اگرچہ در ان  
 عمدہ دانش مندان دیگر نیز فائق عصر بودند اما طالع شہرتی کہ او یافت احدی را میر نہ گشت  
 و آناری کہ از او بر صحیفہ روزگار باقی ماند از دیگرے پیدا نیست۔ قاضی عبدالمقتدر در باب  
 اومی نسوود پیش من طالب علمی می آید کہ پوست او علم۔ و مغز او علم و استخوان او علم است  
 ایامی کہ ریات تیموریہ بجانب دہلی حرکت کرد۔ قاضی در رکاب استاد خود مولانا خواجگی طریق  
 ہماجرت از دہلی پیمود۔ مولانا در کاپی رحل قامت انگند۔ و قاضی بجانب جوینہ پور رفت۔  
 سلطان ابراہیم شہرتی اشرق اللہ ضریحہ مقدم اورا معتقد دانستہ لوازہم قدر شناسی افزون  
 از وصف بجا آورد و یہ خطاب ملک العلماء بلندی آوازہ ساخت۔ عروق حسد ابنار جنس  
 و پخش آمد۔ قاضی شکایت حساب مولانا خواجگی نوشت۔ مولانا این دو بیت شیخ سعدی  
 شیرازی در جواب قلمی فرمود

اے پیش از آنکہ در سلم آید شنائے تو	واجب بر اہل مشرق و مغرب دعائے تو
اے در بقائے عمر تو نفع جسمانیان	باقی مباد آنکہ نخواہد بقائے تو



گویند در اندک زمانی جماعه حساد فانی گشتند. از تفصایف قاضی حواری کافی و همین  
 حیات او مشهور آفاق گشته. و ارشاد متن در عسل سخن که تمثیل مسئله در ضمن تعبیر التزام  
 کرده و طریقی تازه بر روی کار آورده و بدیع المیزان متن در فن بلاغت که عبارات  
 مسجود دارد. و بحر موج تفسیر کلام اللہ بزبان فارسی و درین تفسیر سعی بلوغ در بیان ترکیبها  
 و معنی و وجوه وصل و فصل آیات بینات به کار برده. و شرحی بر اصول بزودی تا بحث  
 امر. و شرحی طویل بر قصیده بانث سعاد. و رساله فارسی در تقسیم علوم و دستمالع. و رساله  
 مناقب السادات و غیره با تاضی در تاریخ بخت پنجم رجب المرجب سنه ۸۲۹<sup>بعبین</sup> شرح دار  
 و ثمانه به گلگشت فردوس اعلی شتافت. مرقد سنورش در بلده جوپور جانب جنوبی  
 سجد سلطان ابراهیم شرقی.

## (۹) شیخ علی بن شیخ احمد مسایمی قدس سره

از قوم نوازیت ست و قوم نوازیت در بلاد دکن معروف و مشهور اند. طبری در تاریخ خود گوید:-  
 نایبه طائفه ایست از قریش که از ترس حجاج بن یوسف ثقفی که پنجاه هزار کس علماء و اولیا  
 را ناحق کشت. از مدینه منوره برآمدند و خود را به ساحل بحر هند رسانیدند و در آن سرزمین  
 توطن برگرفتند. و این تفرقه در ۲۵۲<sup>هـ</sup> شین و شین و مائیه هجری واقع شد.  
 مه ایام بروزن عظیم یکے از بنادر گجرات احمد آباد شیخ علی تحریر زمان و صاحب ذوق

۱۲ این شرح در بلده حیدرآباد دکن بمطبع دائره المعارف النظامیه چاپ شده ۱۲

و عرفان بود و مثبت توحید و وجودی و پیر و شیخ محی الدین ابن العربی قدس سره تصانیف  
 را یقه مثل تفسیر رحمانی و زوائد شرح عوارف المعارف و شرح فصوص الحکم و شرح فصوص  
 شیخ صدر الدین قونوی قدس سره و اوله التوحید و غیر ذلک در جادوی الاولی <sup>۱۲۵</sup>  
 خمس و <sup>۱۲۶</sup> و ثماننامه متوجه عالم قدس گردیده در همایم جاے آرایش برگزید بیزار و  
 یتبرک به -

### (۱۰) شیخ سعد الدین خیر آبادی قدس سره

پدرش قاضی بدین نام قاضی قصبه انام بود - شیخ سعد الدین راضی گذاشته  
 از عالم رحلت کرد - آثارش در آوازه این طفولیت از ناصیه شیخ سعد الدین هویدا بود چون او را  
 در مکتب فرستادند هر روز لوح خود را ضبط می کرد و هر شب هزار بار می خواند - قرآن مجید را  
 هم بر این نخط تخنه تخت یاد گرفت - و در عنفوان سن تمیز به خدمت مولانا اعظم لکنوی  
 روح اللہ در حبه پیوست و کمر به کسب علم بست - و در فرصت کمی تجرب هم رسانده سر آمد  
 علماء عصر گردید - و دست ارادت به شیخ مینا لکنوی داد و ساغر لبه بر از مینا معرفت  
 نوش کرد - شیخ مینا چهارم صفر ۸۶۴ اربع و سبعین و ثماننامه به گلشن مینو خرامید - شیخ  
 سعد الدین بعد انتقال مرشد ایاں در لکنو اقامت داشت - آخر الامر در عالم رویا از حضرت  
 مرشد اشاره شد که ترا به خیر آباد باید رفت شیخ حسب الارشاد به خیر آباد شتافت رنگ توطن  
 ریخت - حق تعالی اعتبار و اشتها عظیمی که است نمود - و فتوحات از هر جانب ریزش کرد  
 شاید که آنادین باشد ۱۲

همه در هماننداری وارد و صادر شدند شد - و بلغوری برای مستحقین تعیین فرمود - و اقربا را  
از انام به خیر آباد طلبید و عمارت ها طرح انداخت - باین همه روزی که ازین جهان رحلت  
کرد جانه کفن از خانه پیدانه شد - بر طریق حضرت مرشد حضور زیت و سالها مستدیرین  
دارشاد در ارونق بخشید - و شروع غرابر متداولات به قلم آورد - مثل شرح بزودی و حسامی  
و کافیه و مصباح و امثال آن و مجمع السلوک نام شرحی بر رساله مکیه نوشته درین کتاب  
ملفوظات و حالات شیخ مینا بسیار درج کرده هر گاه از شیخ خود نقل می کند می گوید - قال شیخی شیخ  
مینا و اسم الله فینا / عزرا فی فیض الانوار شش در خیر آبا و حاجت روا می خلاص است -

## (۱۱) مولانا عبد الله تلمبلی

تلمبلی بضم تاء فوقانی و فتح لام و سکون نون و فتح باء موحده آخر یا زده شهری است  
شهور از ملحقات ملتان پیشتر و علماء است و قافله سالار فضلا استجیع معقول و منقول و متکمل  
فروع و اصول عمر با در وطن مالون بر چار باش اقاده نشست و شش جهت را به نشر  
لوامع علوم منور ساخت - آخر الامر از خرابی ملتان او و شیخ عزیز الله تلمبلی رخت رحلت  
به دار الخلاقه دلی کشیدند و علم معقول را درین دیار مروج ساختند - و پیش ازین غیر شرح  
شمسیه و شرح صحائف از علم منطق و کلام در هند شایع نه بود - سلطان سکندر لودی مقدم  
ایشان را اگر احمی داشت و مر اسم اعوان و اکر ام فوق اکند به تقدیم رساند - وفات مولانا  
له بلغوری آتش گندم -

عبداللہ در ۹۲۲ھ اثنین و عشرين و تسعمائة اتفاق افتاد و کتاک لضم الدرجات العلی  
تاریخ یافته اند آرام گاہ دہلی۔

## (۱۲) مولانا الہداد جوہپوری قدس سرہ

ذات والا صفاتش بہ مقتضای اسم خود موہبیت ربانی و عطیہ یزدانی بود و صباح  
خرائن قال و مصباح مجالس حال تلمیذ مولانا عبداللہ تلمیذی نور اللہ ضریحی و مرید راجی  
حامد شہ مانک پوری است۔ عمر گرامی را بیشتر بہ تدریس و تصنیف صرف ساخت  
و تصانیف رابقہ و توالیف فائقہ پرداخت۔ مثل شرح ہدایہ فقہ در چند مجلد۔ و شرح  
بزودی و حواشی بر حواشی ہندیہ و حاشیہ تفسیر مدارک۔

## (۱۳) شیخ علی متقی قدس سرہ

جوہپوری الاصل برہانپوری المولد است۔ در وصیت نامہ خود می فرماید  
بہ عبارت عربی تلخیص کلامش این کہ۔

والد من در صغر سن مرا مرید شیخ باجن برہان پوری ساخت۔ چون بہ سن تمیز رسیدم  
شیخ را پیر خود گرفتہ بہ موافقت والد خود بنا بر قول بزرگان کہ گفتہ اند کہ اگر طفل مرید شیخی کردہ شود  
بعد بلوغ مختار است اگر خواہد همان شیخ را پیر خود گیرد۔ و اگر خواہد شیخی دیگر اختیار کند  
و چون والد و شیخ من فوت کردند خرقہ مشائخ چشت از شیخ عبدالحکیم بن شیخ باجن مذکور پوشیدم

بعد از آن صحبت شیخی خواستم که مرا ارشاد کند و دلالت به طریق حق نماید قصد بلاد ملتان کردم  
 و مدتی صحبت شیخ حسام الدین متقی در ریافتم بعد از آن به حرمین شریفین رفتم - و با شیخ  
 ابوالحسن بکری صحبت داشتم - و خرقة قادری و شاذلی و مدنی اخذ نمودم - و نیز بر سر  
 خرقة از شیخ محمد بن محمد سخاوی پوشیدم - انتهى -

آن جناب در ۹۵۳ هـ ثلث و خمسين و تسعمائة به صوب حرمین شریفین خرامید  
 و در مکة معظمه وصل اقامت افکند - و از کثرت ریاضت و تقوی و نشر علوم ظاهر و باطن  
 غلغله به بلاد اعلیٰ رسانید - خواص و عوام بقاء مقدسه به کمال فضل و ولایت او اعتراف  
 داشتند - شیخ ابن حجر مکی مفتی حرم محترم - صاحب صواعق محرقة در ابتدا بحال استاد  
 شیخ بود آخر خود را تلمیذ می خواند و رسم ارادت بجا آورد و خرقة خلافت پوشید عدد  
 تصانیف او از صد تجاوز است - کتاب جمع الجوامع و جامع صغیر شیخ جلال الدین سیوطی  
 را بر ابواب فقهیه ترتیب داد - و وجوه تصرفات را به قدر طاقت استیعاب نمود شیخ ابوالحسن  
 بکری می فرمود - للسيوطي منته على العالمين وللمتقي منته عليه و وفات او دوم جمادی الاولی  
 ۹۵۵ هـ خمس و سبعین و تسعمائة اتفاق افتاد - شیخ که تاریخ است - عمر گرامی نو دسال  
 شیخ عبدالحق دهلوی قدس سره در ترجمه مشکوة در کتاب الاماره و القضاء از شیخ عبد الوهاب  
 متقی نقل کرده می فرمود به

« یک باری به خاطر شیخ علی متقی رحمة الله رسید که ثواب عدالت بی شمار است اگر به دست  
 آید غنیمت است - چندگاه به این نیت منصب عدالت اختیار باید کرد و نیز امتحان باید کرد که

دو شغل دنیا با حضور جمعیت خاطر جمع می شود یانه - چون سلطان محمود گجراتی که به عنایت مستقد و  
 دو و منقاد حضرت شیخ بود - این حکایت شنید و غنیمت دانست - و سعادت کارخانه سلطنت  
 دو شمرود - پس شیخ منصب داروغگی اختیار کردند - و به دارالعدالت نشستند و جمعی از خادمان  
 دو و پاجیان که در خدمت می بودند رشوت گرفتن بنیاد نهادند - به سلطان رسید که شیخ با آن  
 دو تقوی و دیانت که داشتند رشوت می گیرند - و افراط و تفریط می نمایند - سلطان با او  
 دو نداشت گفتند جامعه که همیشه با ایشان می باشد - رشوت می ستانند البته شیخ نیز می دانند  
 دو وروامی دارند - چون شیخ شنیدند که به سلطان این چنین رسانیده اند - چندگاه در مقام  
 دو اصلاح این کار بودند آخر دیدند که راست نمی آید - روزی در چوبو توره عدالت نشسته بودند  
 دو عصای خود گرفته برخواستند و بیاران سلام علیک کردند و برخاسته و دیدند و گفتند  
 دو که این هر دو کار جمع نمی شود - و العاقبت بالخیر

## (۱۴) شیخ محمد بن طاهر القسطنطینی قدس سره

خادم حدیث نبوی و ناصر سنن مصطفوی است - بعد تحصیل کتب متداوله بجاده نورد  
 سرزمین شریفین گردید و علما و مشایخ آن دیار که است آثار او دریافت - سیما شیخ علی متقی که از  
 حاشیه محفل اشرف فیوض فرادان اندوخت و به سعادت ارادت و الا فاکر گشت - و عنان  
 به وطن اصلی گردانید - و هنگامه افاده علوم و اعلا کلمه الحق گرم ساخت - و بر وفق وصیت  
 شیخ خود قدس سره همیشه مدد بر اے امداد نسخه نویسان علوم حل می کرد به حدی که در وقت

درس گفتن هم به حل کردن هر کتب مشغول می بودند. تا دوست نیز در کار با شرف. تو الیف مفیده  
 دارد. مثل مجمع البحار در غرائب الحدیث و معنی در اسما و الرجال و غیرها. داود رشکست  
 یو اهری ممدویه که هم قوم او بودند. واقعا سید محمد جوپوری می کردند مثل استاد خود که بر بست  
 و عهد کرد که تا در غایت از پیشانی این طائفه نه شود دستا بر سر نه بندد. چون اکبر پادشاه  
 در سنه ۹۸۰ شماین تسعاه گجرات را تسخیر کرد. و در متن با شیخ ملاقات واقع شد. پادشاه  
 دستا بر بست خود بر سر شیخ پیچید و فرمود باعث ترک دستا بر بست رسیده نصرت دین مستین  
 بر وفق اوده شماره زمه معدلت من لازم است. در آن سال حکومت گجرات به خان  
 اعظم میرزا عزیز که توفیق یافت. و به اعانت خان اعظم اکثر رسوم به عت بر انداخته شد  
 اما عنقریب صوبه گجرات بر عبدالرحیم خانان قرار گرفت و به حمایت او طائفه ممدویه باز از  
 کمین بر بستند. شیخ دستا از سر بکشد و عزم آگره کرد که ماجرا را به سمع اکبری رساند و تدارکی به  
 عمل آرد. شیخ وجیه الدین علوی قدس سره هر چند به طریق کنایه منع کرد و فرمود عالم مظهر اسما  
 جمالی و جلالی است. حفظ آثار و احکام هر اسم صراطی است مستقیم سودمند نیفتاد. و رخت  
 کوچ بر بست. جمعی از مخالفان در پی افتادند و امین اجین و سارنگ پور ریخته شمید  
 ساختند. فی سنه ۹۸۴ دست و شماین تسعاه نقش اورا از مالوا به فتن برده در مقابر اسلاف  
 او دفن ساختند که از احفاد او شیخ عبدالقادر بن شیخ ابوبکر مفتی مکه معظمه بود و در علم و فضل  
 و فصاحت و بلاغت بیما نقابت ممتاز عصر می زیست. و سالها بر ست افتاد حرم محترم بر بلند

داشت - و از تالیف اوست فتاوی در چهار مجلد و نسخه نثبات - و فائش در ۳۰۰ عثمان شلمین  
 و مائتة الف واقع شد - شیخ عبد اللہ مظفره انصاری کی شافعی استاد شیخ عبد القادر در مدح  
 تلمیذ قصیده پر داخته - آنجا شیخ محمد طاهر جباری به صدیق اکبر رضی اللہ عنہ می رساند می گوید

من اوحل العلماء الفضلاء	قد کان جد ابیک بل صریحہ
الصدایق حفقة بغیر مراد	اعنی محمد طاهر من منجی

اما شیخ محمد طاهر به اتفاق جمهور از قوم بوہرہ است و کلام شیخ عبد الحق دہلوی در اختیار  
 الاخیار ہم تصریح می کند - و صدیقی بعضی می گویند به اعتبار نسب از جانب مادر بود  
 و بعضی می گویند از جهت اعتقاد بود که چون شیعیہ خود را سیدری می گویند او خود را  
 صدیقی خواند -

## ۱۵) شیخ وحید الدین علومی گجراتی قدس سرہ

داناے علوم جتین و خازن کنور نشائین است - ولادت او در محرم ۱۱۰۰ ہجری قمری  
 و تسعائتہ واقع شد - مولد او چانپانیر است و ہما گجراتی یافت - و در جلد ۱۰۰ قلمہ گجرات  
 فنون متعارفہ از ملا عماد طارمی کسب نمود و رسم ارادت بہ خدمت شیخ قاضی قدس  
 سرہ بجا آورد - و چون محمد عنوش گویاری قدس سرہ بہ احمد آباد تشریف فرمود شیخ وحید الدین  
 در جمال بہالون محبتی ہم رسانید - و در سایہ تربیت شیخ کار تمام کرد - و سالہاے دراز  
 پر سند افادہ و افاضہ نشست و شرق و غرب عالم را از فیض اقدس معمور ساخت - تعداد



تصانیفش حاشیه بر مینادی حاشیه پنجمه در اصول حدیث حاشیه بیست و هفتم حاشیه  
 تلویح حاشیه نهمه بر مینادی حاشیه هجدهم حاشیه شرح و تالیف حاشیه مطول و مختصر حاشیه هجدهم  
 حاشیه شرح عقائد لغت ازانی حاشیه بر حاشیه قدیم محقق دوانی حاشیه شرح حکمت العین  
 شرح مقاصد حاشیه شرح قطبی حاشیه شرح جنینی شرح تحفه شاهی شرح رساله فارسی  
 ملا علی قوشچی حاشیه شرح ضیائیه شرح ارشاد قاضی شهاب الدین دولت آبادی شرح ابیات  
 منهل شرح جام جهان نما شرح کلید مخازن رساله حقیقت محمدیه - وفاتش روز یکشنبه  
 بست و نهم صفر ۹۹۸ هجری قمری و تسبیح و تسبیح واقعه شد لم جنات الفردوس نزل تاریخ  
 است مطبوع احمد آباد.

## (۱۴۱) شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری

از فحول علماء هند وید فضلما است - مجد پنجین او از دیار بمین برآمد که در جهان گردید  
 و فراوان عجایب صنع الهی مشاهده کرد - و در ماه تاسعه در قصبه ایل از توابع سیوستان سند بار  
 غربت کشاد و متوطن و متاهل گردید - شیخ خضر در سبادی نایه عاشره به گلگشت هند شتافت  
 و بلده ناگور را محل اقامت ساخت - شیخ مبارک در ۱۱۰۰ هجری قمری و تسبیح در آنجا جامه  
 عنصری پوشید - و بعد وصول به ایام شباب جانب احمد آباد رفت و از خطیب ابوالفضل  
 گارونی و دیگر اکابر آنجا فراوان کمالات اندوخت - و در ۱۱۰۵ هجری قمری و تسبیح در آنجا  
 به عهد پیراگره کشید - و قریب پنجاه سال در آن مکان انجمن افاده را گرامی بخشید - از غرائب

آنکه پانصد مجلد ضخیم بدست خود تحریر نمود. و در پایان عمر با آنکه با صره از کار رفته بود به قوسب حافظه تفسیری به قلم آورد. در چهار مجلد سسی به منبع عیون المعانی عبارت را اسلس تقریری کرد و در بیان کسوت تحریری پوشانیدند. و فاش به قدم ذمی القعه استه احدی و اذت اتفاق افتاد. خواب گاه آگره -

## (۱۷) شیخ ابوالفیض فیضی بن شیخ مبارک مذکور

پنجم شعبان ۹۵۴ هـ اربع خمین و تسعائت در آگره به وجود آمد. و فنون متداوله را نزد پدر در چهارده سالگی به انجام رسانید. و حکمت و عربیت را بیشتر مشق کرد. و غلغله کیکانی در هم عصران بلند ساخت. و درین وادی جرسی می جنبانند

»	آنم که فنون و فنون و ارم	الذو اچراغ رهنمونان و ارم
»	این کالبدم ز خاک بند است دلی	در برین موهن از یونان و ارم

چون جوهر قابلیت او به عرض اکبر بادشاه رسید در ۹۶۴ هـ اربع و سبعین و تسعائت نشو و طلب صادر گشت. و بعد از دراک ملازمت مورد عنایات گردید. و به مزید تقرب و معصیت اختصاص یافت. و به خطاب ملک الشرائی تارک مبارکات به شری رسانید. او صدات شیخ آنچه به شاعری تعلق دارد در دفتر شعرا به تحریر می آید.

و او در ۹۹۹ هـ تسع و تسعین و تسعائت به رسم سفارت از درگاه اکبری جانب راجه علیخان والی خاندن رخصت یافت. و بعد از آن حکام از بهانجا به ادا سفارت نزد پسران شاه

والی احمد نگر مامور گردید۔ و در ۲۰ شنبه اشنبین و الف به پایہ مسریر اکبری سعادت نمود۔ و در ۲۱ صفر  
 ۳۲ شنبه اربع و الف قالب تہی کرد۔ و تزد پدر خود مدفون گردید۔ وقت احتضار نیم شب  
 اکبر بادشاہ بہ عیادت آمد۔ و سر اورا گرفتہ برزالتوے خود گذاشت۔

برہان فضیلت شیخ فیضی سواطع الالہام تفسیر بے نقطہ است کہ درین ہزار سال پیشتر  
 هیچ مستندی را ایسر نہ شد۔ طرفہ این کہ این چنین کار و شوار را در عرض دو سال از مبدیہ بہ منتہی  
 رسانید۔ میرچید معنائی کاشی تاریخ اتمام تفسیر کہ در ۲۰ شنبه اشنبین و الف صورت گرفت۔ سورہ  
 اخلاص بر آوردہ ہزار و پیدہ صلہ یافت۔ فضلا عصر برین تفسیر توقیعات نوشتند مثل شیخ  
 یعقوب کشمیری و سید محمد شامی و ایضاً ملاحظہ فرمایید تفسیر قصیدہ غزالی و قریب ہفتاد  
 رباعی در لطائف اہمال نظم کرد۔ و ملا ملک قمی نیز با عیادت در سلک نظم کشید چون نسخہ تفسیر  
 کم یا بلکہ است تفسیر سورہ کوثر کہ اقصیٰ سور است بہ تحریر می آید۔ تا کیفیت آن فی الجملہ چہرہ  
 و ضوح و انماید:-

” بسم اللہ الرحمن الرحیم لما رحل ولد رسول اللہ صلعم و ادرکہ السام

” و سمعہ العاص و کلمہ و هو عسور لا ولد له لو ادرکہ السام هلاک و

” حسم اسمہ صلعم ارسل اللہ انا اعطیناک محمد الکواشر

” العطاء کامل علما و عملا و المورد الامرء ماء و الاحمد هواء و ورسد

” ماء المدام و هو مورد رسول اللہ صلعم اعطاه اللہ صلعم کر ما او

۱۰ در سنہ ہجری بمقام لکنو مطبع نشی نو لکنو تفسیر مذکور چہا پ شدہ ۱۲

المراد الاولاد او علماء الاسلام او كلام الله المرسل فصل دوا  
 « لربك الله كما هو عمل مرء عملاء عمل الاسهوا وانحر واسدح  
 « الله واعطاء اهل السؤال وهو عكس الكلام الاول المصريح لاحوال  
 « اهل السهوا والصد واعلم ان شائتك عدوك هو الا بقر المعدوم اولاد له  
 « ادام الله اولادك ومراسم وامرك ومكارم وعمرتك ومحامدك من اسمك »

### حواشی

سامرگ - و صم عیب کردن - عسور بالفتح دشواری است - جسم بالفتح بریدن - امر و بالفتح  
 گوارد اثر - مرئی ریا کننده - سرح فرج کردن - مراد از کلام اول سوره ماعون است -  
 و ایضاً سوار الکلم نام رساله دارد غیر منقوط در علم اخلاق - و ترجمه لیلادنی که کتاب است  
 به زبان هندی در علم حساب -

### (۱۸۶) شیخ عبدالحق دهلوی قدس سره

اشتهایش گوش جهانیان را نواخته و خامه مورخان به تحریر مناقب به این اجمالاً تفصیلاً  
 بر دواخته - سطر چند بر لوح سنگی نقش کرده و در قبه حزار فاضل الانوار تعبیه کرده اند - درین جریده  
 بر عبارت لوح التقدیمی رود - و آن این است :-

« بجلی از احوال که است سنو ال این مقتداے وقت صاحب المفاخر ابوالمجد عبدالحق رحمة الله <sup>جنته</sup>

این کتاب لیلادنی بزبان فارسی در لکنو بزبان سلطنت سلطین اوده چاپ شد ۱۲

- دو داسه آنکه از مبادی شعور به طاعت حق و طلب علم کمر بسته نزدیک باوان بلوغ اکثر علوم دین
- دو تحصیل کرد - و در سن سبت و دو سالگی از همه آن فارغ شده و کلام مجید از بر گرفته بر مسند افاده
- دو نشست - و هم در عنفوان جوانی جاذبه الهی در رسید - به یک بار دل از یار و دیار برکنده متوجه
- دو حرمین محترمین گشت - مدتی مدید به آن مقامات شریفه اقامت و رزیده به اقطاب زمان
- دو و اولیاء کبار صحبت با داشته به و دائع ارحمت و خصت ارشاد طالبان اختصاص یافت
- دو و علاقه در این تکمیل فن حدیث نموده با برکات فرزندان به موطن مالوف مراجعت فرموده و مدت
- دو پنجاه و دو سال به جمعیت ظاهر و باطن ممکن یافته تکمیل فرزندان و طالبان بجا آورد - و پیشتر
- دو علوم سیما علم شریف حدیث پر خست - نهجی که در دیار عجم احدی را از علماء متقدمین و متأخرین
- دو دست نه داده است ممتاز و مستثنی اگر دیده - و در فنون علمیه خاصه فن حدیث کتب معتبره تصنیف
- دو کرد - چنانکه علماء زمان اعتنا به آن ورزیده دستور العمل خود دارند - و اهل دانش از خواص موعوم
- دو به جان خریداری می نمایند - تصانیف این فیاض والا از صغیر و کبیر به صد مجلد و به حسب شمارا
- دو ابیات پانصد هزار رسیده است - در محرم ۱۰۵۸ هـ این نور اتم پر تو ظهور به عالم عنصری داد - و در ۱۰۵۲
- دو به تمام آگهی و کنشاده پیشانی به عالم قدس خراسید - تاریخ ولادت شیخ اولیا - و تاریخ رحلت فخر العالم است

## در ۱۹ شیخ نور الحق

خلف الصدق شیخ عبدالحق دهلوی قدس الله امره هاتلمیزه و مرید و مقبول والد بزرگوار و وارث  
کلمات صوری و معنوی آن یگانه روزگار است - چون صاحب قرآن شاهجهان انار الله بر لبانه

لذا ایام شایستگی بر جوار استند از عالی او اطلاع داشت. وقت بر فراختن ریایات  
 توجه جانب دکن شیخ را قضا مستقر اختلافه اکبر آباد تفویض فرمود مدتی به قضا آن مسمر  
 جامع پرداخت. و حق این منصب نازک نوعی که باید به تقدیم رساند. تصانیف فرادان  
 دارد. چنانچه شیخ عبدالحق قدس سره به تحریر ترجمه مشکوٰۃ دست احسان کشاده از نیز به تشریح  
 ترجمه صحیح بخاری صلا فیض عام داده نود سال عمر یافت در سنه ۱۰۳۳ ثلث و سبعین  
 و الف به جوار رحمت آسود آرام گاه دہلی۔

### (۲۰۵) ملا محمود جوینپوری

نقارہ علماء اشرافین و سلاک حکما و مشائین است. نبش به فاروق اعظم رضی  
 اللہ عنہ منتہی شود۔ در فنون عقلی و نقلی سیاحکت سر آمد افاضل و مشارالیه انامل بود نزد  
 استاد الملک شیخ محمد افضل جوینپوری تلمذ نمود و در عرض ہفدہ سالگی فاتحہ فراغ خواند و کتبت  
 قلم در میدان تصنیف جولان داد۔ و شمس بازغہ در حکمت و فراغ در فن بلاغت. الملک در  
 مدۃ العزقوے از دوسر بر نہ زد کہ ازان رجوع کردہ باشد ہر گاہ سائلی سئلہ می پرسید اگر دل  
 حاضر می بود بہ جواب می پرداخت و الای گفت درین وقت خاطر متوجہ جواب نیست و او  
 صاحب قرآن ثانی شاہجہان را بہ رصد بستن راغب ساخت۔ وزیر از بعضی وجوہ راے  
 بادشاہ را بر گردانید و گفت ہمہ بلخ در پیش است و خزان فرادان مطلوب وزینے کہ بر اے  
 رصد تجویز کردہ بود بعد چندے ظاہر شد کہ یکے از حکما پیشین آن محل را بر اے رصد احتیاً

کرده بود-

شیخ محمد افضل استاد علامه فرمود از وقتیکه علامه تفتازانی و جرجانی از عالم  
رفته اندا که اجتماع دو فاضل به این فضیلت در یک شهر نشان نه داده - یعنی ملا محمود  
و شیخ عبدالرشید که ذکرش می آید-

شاه شجاع بن صاحب قرآن شاه جهان نزد علامه تلمذ کرد و به امیر الامرا شایسته خان  
فراید گذرانید - و او را رساله ایست در فن نایکا بهید به زبان فارسی و آن چنان است  
که هندیان معشوقه را به اعتبار ادا و انداز در جات عمر و مراتب الفت و بے الفتی و غیر ذلک  
چندین قسم گفته اند و هر قسم را نامی معین ساخته و اشعار آید در هر قسم به نظم آورده - حلت  
ملا محمود نهم ربیع الاول ۶۲۰ هجری استین و ستین و الف اتفاق افتاد و زکار ناتوان بین  
در عین حیات استاد بساط زندگانی ملا محمود در نور دید - تا چهل روز استاد را که تبسم نه دید و بعد  
چهل روز استاد به شاگرد ملحق گردید - شخصی این مصراع تاریخ یافت

عز محمود و افضل بگو آه آه

(۲۱) شیخ عبدالرشید جوپوری ملقب به شمس الحق قدس سره<sup>۶۲۰ هجری</sup>

از کبار اولیاد اعظم علم است شاگرد شیخ فضل الله جوپوری و مرید پدر خود شیخ مصطفی  
و او مرید شیخ محمد بن شیخ نظام الدین امیتوی است قدس الله سره - و خلافت از سلسل  
دیگر نداشت - در او اهل حال مشغول درس بود - آخر همه را ترک داده به مطالعه کتب حقائق

سیما تصانیف شیخ محی الدین ابن عربی قدس سره میل کلی بهم رساند و عبارات شیخ را  
 که محل طعن علمای ظاهر است بر جماعت نیک فرود می آورد. و با ارباب دول آمیزش نمی کرد  
 صاحب قرآن شاهجهان به استماع اوصاف قدسیه خواهش ملاقات نمود. و مشور طلب  
 مصحوب یکی از ملازمان آداب دان فرستاد. شیخ ابا کرد و قدم از کعبه است بیرون نه گذاشت  
 تصانیف مفیده دارد مثل رشیدیه در فن مناظره و زاد السالکین و شرح اسرار المخلوه  
 که مختصری است از ابن عربی در سائک محکوم مربوط ترجمه بعضی مواضع کلام ابن عربی و حواشی  
 متفرقه بر شرح مختصر عضدی و حواشی فارسی بر کافیه و مقصود الطالبین در او وارد و ذکا گفت  
 و دیوان شعر شمسی تخلص می کرد. سنت نماز صبح خوانده تحریمه فرض بسته بود که داعی حق را  
 بیک اجابت گفت. فی سئله ثلث و ثمانین و الف.

### (۲۲) ملا عبد الحکیم سیالکوٹی بر والد اللہ مضمحه

علامه زمان و افتخار زبانیان است. اکث در جمیع فنون درسی مثل ادب از زمین به بند  
 بر نه خاست. آثار دانش باین کیفیت و کسیت و حسن قبول بر صفحہ روزگار نه گذاشت. مولد  
 و نشاء او سیالکوٹ از توابع لاهور است در عنفوان سن تمیز دامن بهت به طلب علم بر زد پیشتر  
 نزد ملا کمال الدین کشمیری که متوطن بلده سیالکوٹ و بلند پر از عالم ملکوت بود تلمذ نمود. و در روز  
 کسی هلال استعدادش بدر کمال گشت و عرصه جهان را به لوا مع فیض مملو ساخت. در عهد  
 جهانگیری به معاش ضروری ساخته در وطن بالوف بسر نه برد. چون نوبت دارائی



هندوستان به صاحب قرآن شاهجهان انار اللہ برہانہ رسید و طائفہ علماء و شعرا را راجی دیگر  
 پدید آمد۔ ملا دین محمد بار با خود را به درگاه خلافت رسانید۔ ہر گاہ وارد حضور می گردید بہ رعایت  
 نقود نامعدود مخصوص می گشت۔ و دو بار بہ زر سنجیدہ شد و مبالغہ ہم سنگ ہم گرفت و چند  
 قریب بہ رسم سید رجال الفام شد۔ ملا بہ حضور خاطر و فراغ بال در وطن مالوفت قامت  
 داشت و تخم علم و فضل در سر زمین سینہ ہا و سینہ ہا می کاشت۔ تصانیف او در بلاد عرب  
 و عجم ساکرو داکر است۔ بہ این تفصیل۔ حاشیہ تفسیر میناوی۔ حاشیہ مقدمات تلویح۔ حاشیہ  
 مطول۔ حاشیہ شریفیہ۔ حاشیہ شرح موافق۔ حاشیہ شرح عقاید تفتازانی۔ حاشیہ حاشیہ  
 خیالی۔ حاشیہ شرح شمسیہ۔ حاشیہ حاشیہ عبد الغفور۔ تکملہ حاشیہ عبد الغفور حاشیہ شرح مطالع  
 حاشیہ شرح عقائد ملا جلال دوانی۔ درکہ ثلثیہ در اثبات واجب تعالی جواشی در کنار شرح  
 حکمتہ العین۔ جواشی در کنار شرح ہدایہ حکمت۔ جواشی در کنار امراض الارواح۔ دوازدهم بیچ  
 الاول سئلہ سبع دستین و الف طواریحیات پیچید۔ در سیالکوٹ مد فون گردید۔

### (۲۳۹) ملا عصمت اللہ سہارنپوری نور اللہ مرقدہ

از مشاہیر علماء ہندست اگرچہ کفوف البصر اما بینایان را راه دانش و بینش می نمود و عمر ما  
 و بس گفت و تصانیف مفیدہ بہ قلم آورد۔ از تحریر آتش حاشیہ شرح ملامت اول است  
 و فائش در سئلہ تسع و ثلاثین و الف اتفاق افتاد۔ درین سال قلم ستانہ می خرامد و آہنگی  
 از مقام حجاز سر می کند۔ در سال مذکور نوزدہم شعبان شب چهارشنبہ باران شدید بر زمین

مکه معظمه بارید - وسیله عظیم ورودین مسجد در آمده تا طراز جامه کعبه بلند گردید مقام زیر آب ماند - و  
 تا ودان فرو افتاد - و در دن خانه یک قدم آب ایستاد - مقدار قامت آدمی مسجد از خاک  
 و خاشاک پرگشت - و مژه آب ز فرم تغییر یافت به حدی که از گلو فرو نمی رفت و بستم  
 شعبان روز پنجشنبه بعد عصر خانه کعبه فرو نشست - و بناهای که حجاج کرده بودند افتاد از جهت  
 شامی تمام و از جهت شرقی حتی الباب و از جهت غربی سه ریح - اللہ اکبر بعد ظهور حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم سقوط کعبه شریفه گاہی واقع شد - درین حادثه چهار هزار خانه عبادت نمود  
 خانه خدا کرد - و قریب پانصد کس به طوفان گرفتارفت - سلطان مراد رابع بن سلطان احمد  
 دالی روم انار اللہ بر ہانہ به تعمیر خانه مبارک امر فرمود - و در سن ۹۸۱ لہ اربعین و الف عمارت  
 ہمایون بہ اتمام رسید - و بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہ سلطان مراد بہ احراز این سعادت عظمی  
 فائز گردید - و عمارت مسجد حرام کہ الآن موجودہ است پیش ازین سلطان سلیم ثانی رفع اللہ  
 قدرہ در سنہ ۹۸۸ لہ ثمانین و تسع مائتہ بنا ننہادہ - و جانب شرقی و شمالی مرتب ساخته بہ معمورہ  
 اخروی شتافت - فرزند از جہتدش سلطان مراد ثالث اکرام اللہ مشواہ بہ تعمیر باقی  
 برداشت - و در سنہ ۹۸۴ لہ اربع و ثمانین و تسعمائتہ بہ انجام رسانید - حسن این عمارت عالی شان  
 تعلق بہ مشاہدہ دارد -

## (۲۴) میر محمد زابد المرومی الکابلی

پدرش قاضی محمد اسلم در بلدہ فاخرہ ہرات متولد گردید - و در دواز ملک کابل توطن

برگزید - قاضی از اولاد مولانا خواجہ کوہی است کہ از شاہ میر شیخ خراسان بود - در اوائل  
سلطنت جہانگیری بہ ارادہ تحصیل علم جانش لائہور شافت - و در حلقہ درس شیخ بہلول  
کہ از صنادر پید علماء آن مکان بود تلمذ نمود - و بعد از تکمیل تحصیل بہ استقرار خانہ کبیر آباد رفتہ  
باریاب محفل جہانگیری گردید و بہ واسطہ قرابتی کہ با مولانا میر کلان محدث نور اللہ ضریحی  
داشت مورد عنایات سلطانی شد - و منصب قضا کاہل تفویض یافت - مولانا  
میر کلان نیسہ مولانا خواجہ کوہی است - علم از علماء اعیان عصر فرا گرفت - و حدیث از میر  
جمال الدین محدث و سید میرک شاہ سند کرد - و سعادت زیارت حرمین شریفین اندوخت  
و بسیارے از اکابر سلسلہ علیہ نقشبندیہ را دریافت - و چون وارد ہند گشت - اکبر بادشاہ  
مراسم احترام فوق الحدیجا آورد - و برائے تعلیم شاہزادہ سلیم برگزید - و جم غفیر از مردم این ملک  
از مولانا علم حدیث اخذ نمودند - ملا علی قاری از مولانا حدیث سند کرد - چنانچہ در عنوان  
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ می گوید کہ :-

” شمائی قرأت بعض احادیث المشکوٰۃ علی منبع بحر العرفان مولانا الشہید  
” بیکر کلان وهو قرأ علی زبدۃ المحققین و عمدۃ المدققین میر کشاہ و هو علی  
” والدہ السید السند مولانا جمال الدین المحدث صاحب روضۃ الاحباب  
” وهو علی عمہ السیدہ اصل الدین الشیرازی رحمہم اللہ تعالیٰ “  
مولانا در محرم ۹۸۳ ۹۸۳ ثلاث و ثمانین و تسع مائۃ در عمر صد سالگی متوجہ دارالبقا گردید - خواہنگاہ  
اگرہ - چون قاضی محمد اسلم مدت بابہ قضا کاہل پرداخت - و بہ تدریس و تدریس اشتہار یافت

جهانگیر بادشاه او را در حضور طلبیده قضا و عسکر از زانی داشت - و چون صاحب قرآن  
 شاه جهان سیر سلطنت را آرایش داد - قاضی را بران عمده بحال داشت و به منصب هزار  
 پایه اش افزود - قاضی مدت سی سال قضا و عسکر را با کمال دیانت ادا کرد - و همیشه منظور  
 نظر خسروانی بود - و در ۱۰۵۲ هجری شصتین و خمین و الف بادشاه او را به زر کشید و شش هزار  
 و پانصد روپیه هم سنگ تسلیم شد - و در ۱۰۶۲ هجری ستین و الف روزی اسپان را به طریق  
 معتاد از نظر بادشاهی می گذرانیدند - <sup>۱۰۶۵</sup> رائفی اسپ به جولان آورد ناگاه به قاضی می رسد  
 و قاضی را از استیلاء و اجهه پالغری دست می دهد و بر زمین می افتد - قریب چهار ماه ازین  
 آسیب صاحب فرانش بود - بعد حصول عافیت التماس رخصت کابل نمود - درجه  
 پذیرائی یافت - و سیورغال کابل و جز آن که زیاده برده هزار روپیه به طریق الغام علاوه منصب  
 به او مقرر بود به دستور سابق مسلم ماند - و در آغاز ۱۰۶۱ هجری احدی و ستین و الف قضا کرد - قریب  
 در بلخ کابل بپور است - خلف الصدق او میر محمد زاهد پهلوان میدان تحقیق و پیش رو کوچه تدقیق  
 است - وقت طبعش خون از رگ اندیشه چکانیده و لطافت دهنش زنگ سخن را به مرتبه  
 بوسانیده - علم از پدر بزرگوار و دیگر علماء روزگار اخذ کرد - اما به قوت ادراک خدا داد قدم از  
 استادان پیش گذاشت و راییت فوقیت در استعدادن زمان برافراشت - و در ۱۰۶۵ هجری  
 ۱۰۶۴ هجری رابع و ستین و الف از پیشگاه صاحب قرآن ثانی شاه جهان به خدمت واقعه نویسی  
 دارالملک کابل مامور شد - و در سال ششم جلوس عالمگیری به منصب احتساب اردو سے  
 رائفی که اسپان را ریاضت آموزد - چابک سوار -

پادشاهی معزز گردید - و بعد چندی صدارت کابل تفویض یافت - و به این تقریب در وطن  
 مالوف گوشت جمعیتی گرفته متاع گر انما یه علم را در چار سوے عالم رواج می داد و کتب  
 غرابه خامه وقت طراز به تحریر آورد مثل حاشیه شرح مواقف و حاشیه شرح تہذیب علامہ  
 دوانی و حاشیہ تصور و تصدیق ملا قطب الدین رازی و حاشیہ شرح ہیا کل از محمد اسلم  
 خان فرزند زاده میر استفسار رفت کہ سال وفات میر چیست - گفت اللہ احدی  
 و ما تہ والہم مرقد او در کابل است -

### (۲۵) ملا قطب الدین شہید سہالوی نور اللہ مضمحہ

امام اساتذہ و مقتداے جہانزہ است - معدن عقلیات و مخزن نقلیات  
 ضلش از شیخ زاد ہاے سہالی من اعمال لکنو است - شیخ زاد ہاے سہالی دو فریق  
 اند - انصاری و عثمانی - ریاست شہر زمینداری آنجا تعلق بہ ہر دو فریق دارد - ملا قطب  
 از شیخ زاد ہاے انصاری است - کسب کمال بہ خدمت ملا شیخ دانیال جوہر سی  
 از تلامذہ ملا عبد السلام دیوہ و قاضی گہاسی نمود - و دست بیعت بہ قاضی گہاسی داد  
 قاضی گہاسی عمدہ تلامذہ و اکمل خلفاء شیخ محب اللہ آبادی بود - ملا قطب الدین  
 عمر با انجمن درس آراست - و جہان جہان ارباب تحصیل را بہ پایہ تکمیل رساند - و امروز  
 سلسلہ استفادہ اکثر علماء کشور ہندوستان بہ او منتهی می شود - شیخ زاد ہاے عثمانی  
 از جهت نزاع شرکت زمینداری با شیخ اسد اللہ خان زادہ ساکن پینتی پور کہ از سہالی

پنج کرده است اتفاق کرده بر ملا شخون آوردند - و این چنین عالم عدیم المثل را شربت  
 فنا چشایندند - ملا بر شرح عقائد علامه دوانی حاشیه و تفسیری تعلیق کرده بود فتنه جو بیان  
 وقت شخون خانه ملار آتش زدند - حاشیه مذکور در ضمن اثبات البیت طعمه آتش بیاد  
 گردید - شهادت ملا در ساله ثلث و مائه و الف واقع شد - شخصی مصراع تاینچی دیگر  
 خفیف یافته که در آن ترکیب توصیفی قطع می شد لهذا فقیر مصراع را در وزن رباعی برده  
 سه مصراع دیگر ضم ساخت که ه

در دامن از باب طلب ریخت گه	علامه بجز آنه فضل و بهتر
قطب عالم شده شهید اکبر	دل خون شد و تاریخ و فاش فرمود

## (۲۶) مولوی سید قطب الدین شمس آبادی نورالله مرقد

اصلش از سادات امیتی من مصنفات او ده است - از وطن خود نقل کرده شمس آباد  
 را مشرق النوار ساخت - شمس آباد از توابع قنوج است - سید علامه تحریر و هنامه بے نظیر  
 بود تلخ از فضل و عصر نمود - آخر در حوزه درس ملا قطب الدین شهید سهاوی درآمد و قسطی  
 از علوم فرا گرفت - و فاتحه فراغ خواند - و در شمس آباد مسند افاده گسترده - و جم غفیر را با فاضله  
 دانش و نبیش مرتبه کمال تکمیل کرامت نمود - ملا قطب الدین شهید می فرمود  
 کسی که خواهد مغز سخن را در یاد سید قطب الدین را ادراک نماید قریب هفتاد سال  
 عمر یافت و در ساله احدی و عشرين و مائه و الف و رقی حیات گرداند -

## (۲۶) قاضی محب اللہ بہاری

بحرے است از علوم و بدرے است بین النجوم مولدش محب علی پور از لواحق صنوی  
 بہار در عنقوان شباب دیار پورب را سیاحت کرد و کتب اداکل و اداسط جابجا تحصیل  
 نمود انجام کار خود را در حلقہ درس سید قطب الدین شمس آبادی رسانید و بہرہ نمونی این  
 قطب و الاد درجات کمال را طے کرد و بعد از تحلی بہ زیور فضائل با سفر جانب دکن بہست  
 و در بارگاہ خلد مکان راہ یافتہ بہ منصب قضا بلکہ لکھنواغ از اندوخت۔ بعد چندے  
 معزول شدہ باز عنان بہ ملک دکن منصرف ساخت۔ و بہ تفویض قضا و حیدر آباد  
 سبیل امتیاز بہست آورد۔ ناگاہ بہ علتی معاتب و معزول گشتہ خارج عجبی کشید آخر بہ شفاست  
 بعضے عمدہ با تقصیر عفو شد۔ و بہ تفویض معلی شاہزادہ رفیع القدر بن شاہ عالم نامور کہن  
 ہی پذیرفت۔ و چون شاہ عالم راہ حکومت صدو بہ کابل از پیشگاہ خلافت مقرر گشت  
 در رکاب شاہزادہ بہ کابل رفت و چون خلد مکان راہست عہد بہت بہ کشور جا و دانی  
 افراشت۔ و شاہ عالم با عساکر منصورہ از کابل متوجہ ہندوستان گردید اختر طالع قاضی  
 محب اللہ عروج عظیم کرد و بہ مرحمت منصبی بلند و صدارت مجموعہ ممالک ہندوستان  
 و خطاب فاضل خان سرمایہ سبایات بہست آورد۔ اما عمر و فائزہ کرد شاہ عالم بہ اکبر آباد  
 رسیدہ بود کہ قاضی از منصب حیات معزول گشتانی سال ۱۱۹۰ھ تسعہ عشر و ماہ الف  
 نتیجہ طبع و قادش سلم العلوم و منطق و مسلم الثبوت در اصول فقہ و رسالہ جوہر فروردہ سال ۱۱۹۰ھ

جزو لای تجزی امر و ز دست گردان علما است.

## ۲۸۶ حفظ امان اللہ

بن نور اللہ بن حسین بناری از حفاظ قرآن و از فحول علماء مهندوستان است  
 در معقول و منقول کوس شهرت می نواخت. و در علم اصول فقه علم امتیازی فراخت  
 متنی درین علم تصنیف نموده و به مفسر موسوم ساخته و خود شرح آن نوشته محکم الاصول  
 نام گذاشته و بر تفسیر بیضاوی و عضدی و تلویح و حاشیه قدیم و شرح موافق و شرح  
 حکمة العین و شرح عقائد ملاحلال دوانی و غیر باحواشی دارد و حاشیه بر رسیدیه مناظره  
 نوشته و ابجاث باقیه را رد نموده. و محاکمه در مسئله حدوث دهری که محقق جوپوری ملاحظه  
 درین مسئله با میر باقر استرآبادی معارض است در سلک تحریر کشیده و او چندی از  
 حنبله مکان به منتصب صدارت بلده لکنو ما مور بود. مشارالیه به تقریب صدارت  
 و قاضی محب اللہ صاحب سلم به تقریب قضا در ان بلده فاخره مجتمع بودند و با هم طریق  
 مباحثه علمی سلوک می داشتند در آخر ایام حیات از شاهجهان آباد وارد الہ آباد شد و از  
 خدمت والا شیخ محمدیحی المدعو به شیخ خوب اللہ الہ آبادی قدس سره که احوال  
 ایشان به تقریب ترجمه زائر در مجلس ثانی مذکور می شود استفاده طریقه اینک نقشبندی نمود  
 و بان شغولی و زریه بعد ظهور اثر محمود این طایفه علیہ حضرت شیخ فرمودند که ظاہر ابعدا جماعی  
 که سید در ابانوجه علماء الدین عطار عطر در قده اتفاق افتاد این قسم اجتماع نشده باشد



لکن شما از سید درین طریق راجع آید و من در جنب خواجہ رتبه ندارم حافظ امان اللہ تو اضع  
 کرد که شما قدم به قدم خواجہ آید و من باید سنا سے ندارم عنقریب بہان ایام در بنارس کہ سقط  
 المر اس اوست انتقال کرد و کان ذلک فی سۃ ثلث و ثلاثین و مائتہ و الف و بہانجا  
 مدفون گردید۔

## ۲۹۹) شیخ غلام نقشبند لکنوی قدس سرہ

علامہ ایست جامع عجائب و غرائب علوم و خدایسی است خازن اسرار معلوم و مکتوم  
 آباء کرام آن جناب متوطن قصبہ کہوسی تابع بندہ جو پنور و از عظام آن مکان اند پد بزرگوار و شیخ  
 عطاء اللہ بہ اشارہ کہ وصایت شاہ نقشبند قدس سرہ غلام نقشبند نام گذاشت۔ آن جناب  
 از ابتدا تا انتہا در ظل تربیت امیر محمد شفیع قدس سرہ کہ بر نئے نزد شیخ عطاء اللہ و اللہ شیخ غلام  
 نقشبند تلمذ کردہ بود جہا گرفت۔ و ہمت بہ احراز فضائل حاصل کردہ در سن ہزردہ سالگی  
 منتہی الجوع فنون کمال گردید و در سن بست و یک سالگی تمیناً قدرے نزد شیخ اشرفی خود شیخ پیر محمد  
 لکنوی قدس سرہ خوانندہ رسم فاتحہ بجا آورد۔ فرمود در ابتداء تحصیل شبے سرور انبیا صلی  
 اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کہ نگہ ہائے پیش جامہ مرا بدست مبارک و امی کنند۔ در عین  
 خواب تعبیر الہام شد کہ ابواب علم برین کشائند و شرح صدر می فرمایند۔ محل اقامت  
 امیر محمد شفیع شاہ بہمان آباد بود۔ و تکیہ ایشان در ان مصر جامع مشہور است۔ شیخ غلام نقشبند  
 برائے زیارت امیر قدس سرہ ہم در ایام حیات وہم بعد از مہات او بہ شاہ بہمان آباد می رفت

و کسب برکات سے نمود۔ چون شیخ پیر محمد قدس سرہ ازین عالم رحلت کرد  
 جمیع خلفا و ارادت مندان بر سجادہ نشینی میر محمد شفیع قدس سرہ اتفاق  
 کردند و سجادہ را بہ انتظار قدم میر معطل داشتند۔ تا آنکہ میر سید بہ لکھنؤ  
 رسید و بہ خاطر آورد کہ شیخ غلام نقشبند را بر سجادہ باید نشانند و بر اے جلوس اوروزے  
 مقرر فرمود و مانی الضمیر با حدے تا بہ حدے کہ با شیخ غلام نقشبند ہم ظاہر نہ کرد و ابالی و سواہلی  
 شہر در روز موعود فراہم آمدند و ہر مزار شیخ محفل عظیمی انعقاد یافت۔ میر محمد شفیع بر خاست  
 و سجادہ پیش صف اکابر فرس کرد و دست شیخ غلام نقشبند گرفتہ بر سجادہ نشانند۔ و خود در قدم  
 افتاد۔ حصنا محفل وضع و شریف تجتیت میر کردند۔ و سرد قدم گذاشتند قدر و منزلت شیخ  
 غلام نقشبند ازینجا تو ان دریافت کہ حضرت میر اور اشائیتہ خلافت دیدہ بجای پیر  
 نشانند و آداب مریدانہ بجای آوردہ فی الواقع شیخ غلام نقشبند سجادہ را رونق دیگر داد و مرجع  
 طلاب ظاہری و باطنی گردید۔ و جہانے را بہ ہمین تربیت از کمالات جہتین گران مایہ ساخت  
 سلسلہ اکثر فضلاء عصر بہ آنجناب منتهی امی شود۔ شاد عالم بہادر شاہ ایشان را تکلیف ملاقات  
 کرد۔ اعزاز و اکرام پیش از حد بہ تقدیم رسانند۔ مزاج اقدس ہمہ مصروف حفظ شریعت بود و بروفق  
 المحب للہ و البعض للہ چون از کسے امرے ناملاہم شیح سر می زد غبار سخت بردا من خاطر  
 و الای نشست و اگر آن کس توفیق تو بہ می یافت زیادہ تر از سابق مورد الطاف می گردید۔  
 نقل است کہ روزے قلندرے از فرقہ بے قیدان در مجلس شیخ وارد شد۔ شیخ از مشاہدہ  
 بعضے اوضاع خلاف شرح بر شفت و فرمود این طائفہ را نہ دیدار خدا بسر می شود و نہ شفاعت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم - قلندر گفت یا شیخ باش ما اہم دیدار خدا میسر می شود و ہم شفاعت  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم و شمار اینچ نہ خواهد شد - شیخ پرسید چرا؟ گفت شما خود مدۃ العمر پیرامن گناہ  
 نہ گردیدہ اید فردا بے مواخذہ شمار داخل بہشت می کنند - و ما خود غرق گناہیم فردا ما را در حضور  
 رب العزۃ تعالی شائہ می برند - و حضرت رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بہ شفاعت ماستی  
 عاصیان قدم رنجہ می فرمایند - شیخ را ازین کلام رقتے دست داد - و چہ خوب می گوید صاحب بردہ

تانی علی حسب اعیان فی القنم

لعل رحمتہ ربی حین یقسم ہا

مناسب این نقل فقیر را واقعہ عجبے مشاہدہ افتاد - در ایام اقامت مدینہ منورہ موافق  
 غرہ شعبان اللہ احدی و خمیس و مائتہ و الف بہ اتفاق چندے از آفاقیان قصد زیارت  
 قبا کریم - و بہ سیرستان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفتیم - این بستانی است در قبا مشہور کہ آن را  
 بستان قومیم نیز گویند بہ ضم قاف و فتح واو - و در جماعت قلندری بود از ما در ایام النہر شخصے دید  
 کہ قلندر خوشے تا کہ غورہ دزدیدہ در زنبیل خود پنهان کرد - آن شخص یاران را از خیانت  
 قلندر آگاہ ساخت - یاران زبان ملامت در از کردند کہ سرقہ ہمہ جانہ موم است سیما چنین  
 مقام شریف لطیف - چون از ہر جانب قلندر را ہدف ناوک طعن ساختند قلندر گفت  
 یاران شما خود عاقل آید - مے دانید کہ این خوشے خام قابل تناول نیست امام ادر از کتاب  
 این فعل مقصدی است گویند اگر کسے مال شخصے را خیانت کند - در دیوان قیامت  
 مالک و خائن را یک جا کنند - من مردی ام سہر تا با غرق معاصی - روے ورا ہست نہ دارم  
 کہ فردا در جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم باریاب شوم - خوشے از باغ حضرت دزدیدہ ۱۵ م

که شاید به تقاضای این خوش مراد جناب حضرت برزند و به مشاهده جمال جهان آرا  
شرف اندوز شوم. از استماع این سخن حاضران را حالتی دست داد مردی باشد در دم لغزه  
زد و بر زمین افتاد و غلطیدن گرفت و در قفای قلندر و دیده رومای گره بسته و زینبیل قلندر

انداخت. چون تحقیق کرده شد ز سرخ و سفید راج آن دیار که مقابل جبل روپیه هند  
باشد در رومال بسته بود. قلندر ابادش حسن نیت در اینجا خود نقد دادند و اینجا چاه دهند  
وفات شیخ غلام نقشبند قدس سره سلخ ماه رجب ۲۶۱۰ هجری است و عشرين و مائة و الف واقع شد

آرامگاه مبارک لکنو تصانیف ایشان - تفسیر انوار القرآن ربع قران باحوشی - تفسیر سوره اعراف  
باحوشی تفسیر سوره مریم - تفسیر سوره طه - تفسیر سوره محمد - تفسیر سوره یوسف - تفسیر سوره الرحمن - تفسیر

سوره عم باحوشی - تفسیر سوره کوثر - تفسیر سوره اخلاص - تفسیر آیه اللہ نور السموات و الارض تفسیر آیه

انما عرضنا الامانة تفسیر آیه فحسبتم تفسیر آیه ولا تقولن شیء الی فاعل ذلک غدا تفسیر آیه الرحمن علی العرش استوی تفسیر آیه  
کلا و اشر لو اولادکم نوا - کتاب فرقان الانوار لامعه عشریه در مسئله وحدت وجود شرح قصیده خرمه در حقیق در علم عروض و غیر ذلک

(۲۳) شیخ احمد المعروف به ملا جیون ایتیمی نور اللہ سیحی

بن شیخ ابوسعید بن شیخ عبداللہ بن شیخ عبدالرزاق بن مخدوم خاصه قدس سره و این

مخدوم خاصه از مشاییر بزرگان ایتیمی من توابع لکنو است. و نسبش به صدیق اکبر رضی اللہ

عنه منتهی می شود. مولد و منشأ ملا جیون ایتیمی است. حامل کلام الهی و در دانش عقلی

و نقلی بجز لامتناهی بود. آغاز حال به اراده کسب علم در قصبات پور بگروید. و از فضلای عصر استفاد

نمود. و فاتحه فزان از ملا لطف الله گوروی گرفت. آخر کوشش طالع او را به قلم مکان ریشت  
 و سلطان به خدمت او تلک کرد. ملا ساده وضع و از تکلفات رسمی بیگانه بود. بادشاه با او  
 حسن خلقی داشت. و اعزاز و احترام فرادان می کرد. و بهم چنین شاه عالم به بادشاه نسبت  
 سینت پدر عمل می نمود و لوازم تکمیل فرق احمد بجای می آورد. ملاحظاتی که پند داشت عمارات  
 کتب درسی صفحہ صفحہ ورق ورق از بر می خواند. و قصیده طولانی را به یک شنیدن یاد می گرفت  
 سعادت زیارت حرمین شریفین زاد بجا الله شرافت اندوخت. و ایام زندگانی به شغل درس  
 و تخریر تصانیف صرف ساخت. و فاش در ۱۳۰۰ تلمیذین و مائه و الف در دار اختلافه  
 شاه جهان آبا اتفاق افتاد. لغش او را به ایتی برده دفن ساختند. از مصنفات او است  
 تفسیر آیاتی که مستنبط مسائل فقهی است. مسمی به تفسیر احمدی و نور الانوار شرح منار اصول فقه

## ۱۳۱) سید سعد الشین سید علام محمد سلونی قدس سره

مجتهد قول سلونی دکن اکب فلک سلونی است. ولادت او در قصبه سلون آن  
 مصنفات اله آباء واقع شده و همانجا نشو و نما یافته. و او دختر زاده شیخ پیر محمد سلونی است که  
 از کبار او لیا بوده. و نسبت دوم محرم ۱۰۹۰ قمری و الف تا به عالم قدس خراسان  
 مناقب او مشهور عالم است.

سید سعد الله در صغر سن به کتاب علم موفق گشت. و در فرصت قلیل مسافت  
 طلب طے کرد. و در عین شباب مسند تدریس آراست و پهلوی به مدرسان کن سال زد

و تصانیف غرا برداخت - خاصه در علم حقائق و حکمت و معقولات تحریرات علیا جلوه پیرا  
 ساخت - مرید پدربزرگوار خود است - و او مرید حجابانی و او مرید صوفی فیروز و او مرید  
 سید وجیه الدین علوی احمد آبادی قدس الله اسرارهم - سید سعادت زیارت حرمین  
 شریفین اندوخت - و چندی در اُم القری طسح اقامت رحمت - و قبور عظیم  
 یافت - اکابر و اصاغر بقاع مقدسه شریسته اعتقاد بدست آوردند - و فنون ظاهرا  
 و طریق باطن اخذ کردند - شیخ عبداللہ البصری المکی قدس سره المتوفی ۳۳۲ لله اربع  
 وثلثین و مائتة و الف که اعلم علماء زمان و بالاتفاق استاد جهانیان است و الیوم سلسله  
 اجازت اکثر علماء عبدعجم به اومی رسد - طریقه علیہ قادریه از خدمت سید اخذ کرد  
 فرزند از جنبدش شیخ سالم رساله اجازت والد ماجد جمع کرده است در آنجامی نویسد :-  
 دو مشایخ فی الطریق و اساتذہ فی ارشاد و التحقیق حملة اجلا منهم العلامة المحقق السید سعد اللہ  
 " السندی عن السید عبد الشکور عن شاه سعود الاسفرائینی عن الشیخ علی الحسینی عن الشیخ  
 دو جعفر احمد الحسینی عن الشیخ ابراهیم الحسینی عن الشیخ عبد اللہ الحسینی عن الشیخ عبد اللہ الحسینی  
 دو عن الشیخ عبد الرزاق عن سیدنا عبد القادر الجیلانی قدس الله اسرارهم "

سید سعد اللہ بعد معاودت از حرمین شریفین در بند مبارک سورت  
 بار اقامت کشاد و مرجع و معتقد فیه عالمیان گشت - خلد مکان اخلاص و اعتقاد  
 عظیم داشت - رحلت سید بست و ہفتم جمادی الاولی ۳۸۸ھ شان و ثلثین و مائتہ  
 و الف واقع شد - آرامگاہ بندر سورت -

## (۳۲) مولانا نور الدین نور اللہ صاحب

بن شیخ محمد صالح احمد آبادی۔ علامہ زمان و گمانہ آقران است۔ در عین عصر  
 مثل اولیٰ کم گذشتہ۔ نزد ملا احمد سلیمانی احمد آبادی و ملا فرید الدین احمد آبادی تلمذ کرد  
 و سر آمدار باب دانش گردید۔ و در ۱۲۳۳ھ ثلاث دار بعین و مائتہ و الف شرف زیارت  
 حرمین شریفین دریافت و سال دیگر مراجعت نمود۔ و بہ خدمت محبوب عالم احمد آبادی  
 ملقب بہ شاہ عالم ثانی قدس سرہ بیعت کرد و خلافت خالوادہا حاصل نمود۔ و مدرسہ  
 خانقاہ رفیع البنیانی تعمیر کرد۔ و از ابتداء تحصیل تا انتہای عمر بہ تدریس و تصنیف پرداخت  
 و عالمی را بہ بحر رساند و زیادہ بر یک صد و پنجاہ تصنیف صغیر و کبیر در سلاک تحریر  
 کشید۔ مثل تفسیر کلام اللہ مختصر و تفسیر نورانی فی السبع المثانی دوازده ہزار بیت  
 و تفسیر ربانی بر سورۃ البقرۃ سی ہزار بیت۔ و حاشیہ بر اوائل تفسیر بیضادی و نور اتقاری  
 شرح صحیح البخاری و حاشیہ قومیہ بر حاشیہ قدیمیہ و حاشیہ شرح مواقف۔ و حل معانی  
 حاشیہ شرح مقاصد۔ و حاشیہ شرح مطالع۔ و حاشیہ تلویح۔ و حاشیہ عضدی۔ و معول  
 حاشیہ مطول۔ و حاشیہ شرح وقایہ۔ و حاشیہ شرح ملا۔ و حاشیہ بیہمنہل۔ و حاشیہ  
 شمشیر منطوق و شرح تہذیب المنطق کہ ادق تصانیف اوست۔ و طریق الامم  
 شرح فصول الحکم۔ و شرح مثنوی مولوی روم۔

۱۱۵۵ھ

ولادت او در احمد آباد ۶۲۳ھ ربیع دومین و الف و فوات شب نهم ماہ شعبان

خمس و خمسين و مائة و الف واقع شد. اعظم الاقطاب تاریخ یافته اند. عمرش  
نود و یک سال قبرش قریب خانقاهش. سید سعد الله بلگرامی قدس سره چندی در دروس  
مولانا اقامت داشت چنانچه در فضل اول گذارش یافت.

## ( ۳۳ ) ملاقطب امام الدین

خلف الصدق ملاقطب الدین شهید سها لوی طاب ثراهما. استاد جهان و تهریزمان  
بود. ابتداءً حال به طلب علم گرد و قصبات پور بآید. و از علما و عصر فنون درسی اکتساب نمود. آخر به جناب  
شیخ غلام نقشبند لکنوی قدس سره پیوست. و بقیه کتب تحصیل گذرانید. و فاتحه فراغ خواند. و هم در لکنو حال قیامت  
افکند و تمام عمر به تدریس و تصنیف اشتغال و زید و اعتبار و شهرت عظیم یافت. هر روز علما و اکثر قریب هندوستان نسبت تلمذ  
به مولوی دارند. و کلاه گوشه تفاز می شکستند. و کسی که سلسله تلمذ با وی رساند بدین  
علم امتیازی افزاد. و مردم بسیار ا دیده شد که تحصیل جاهای دیگر کردند و براس اعتبار  
فاتحه فراغ از مولوی گرفتند. مرید شیخ عبدالرزاق بالنوی است. و از خدمت میر سید  
اسمعیل بلگرامی خلیفه شیخ عبدالرزاق مسطور قدس الله امرار بهانیز ارشاد و تلقین گرفت  
و فیض با اندوخت. از تالیفات اوست حاشیه شرح هدایه حکمت حکیم صدر اسے شیرازی  
و شرح مسلم الثبوت.

فقیر به تاریخ نوزدهم ذی الحجه ساله شان و اربعین و مائة و الف در بلاد لکنو یکساعت  
مولوی را دیدم. طریقه سلف صالحین داشت. و ششمه تقدس از ناصیه بهایون می یافت



نهم جادی الادی روز چهارشنبه ۱۲۸۵ هجری قمری و ستمین و مائت و شصت و هفت سفر گزین ملک جواد را  
 شد آرام گاه لکنو محرز سطور گوید

طائر و وحش به سیر خسته الماوی شتافت گفته شد طایف نظام الدین دل فردوس یافت	عالم کامل امام عصر استاد حبان سال تاریخ وفات او به طور تعمیم
--	---

بر ملتفتان این اوراق و حقائق جویان النفس و آفاق جلوه پیر اباد - که سرزمین  
 پورب از قدیم الایام معدن علم و علماست - سید محمد کرمانی صاحب سیر الادی که مرید  
 سلطان المشایخ نظام الدین دهلوی است قدس سره می گوید - که مولانا فرید الدین  
 شافعی شیخ الاسلام اوده بود - مولانا علماء الدین نیلی اودمی پیش شیخ الاسلام قاری  
 کشف بود - و مولانا شمس الدین یحیی و دیگر علماء اوده سامع بودند تا ترجمه مولانا شمس الدین  
 یحیی در اوائل این فصل گذشت - اگر چه جمیع صوبه جات هستند به وجود حاملان علوم  
 تفاخر دارند سیما حصار پابرتخت خلافت که به واسطه جمعیت صاحب کمالان  
 هر قسم در آنجا فراهم می آیند - و از تراکم افکار و اجتماع عقول اهل هر عصر کمالات نفس  
 ناطقه را چه علم عقلی و نقلی و چه غیر آن به پایتیه بالاتر می رسانند - اما صوبه اوده و اله آباد  
 خصوصیتی دارد که در هیچ صوبه نه توان یافت - چه تمام صوبه اوده و اکثر صوبه اله آباد  
 به فاصله پنج گره نهایت ده گره تخمیناً آبادی شرفا و نجبا است که از سلاطین  
 و حکام و ظالمان و زمین مذومعاش داشته اند - و مساجد و مدارس و خانقاهات  
 بنا نهاده و مدرسان عصر در هر جا ابواب علم پرور و دانش پژوهان کشاده و صلوات

اطلبوا العلم در داده. و طلبه علم خلیل خلیل از شهر به شهر می روند. و هر جا موافقت دست  
 بهم داد. به تحصیل مشغول می شوند. و صاحب توفیقان هر معموره طلبه علم را نگاه می دارند. و  
 خدمت این جماعه را سعادت عظمی می دانند. صاحب قرآن ثانی شاه جهان اتارا الله  
 بر لانه می گفت دو پورب شیر از خلکت با است. و تا حد و دست الله ثلثین مائه و الف  
 بهنگامه علم و علما درین گل زمین گرمی داشت. تا آنکه برهان الملک سعادت خان نیشاپوری  
 در آغاز جلوس محمد شاه حاکم صوبه اوده شد و اکثر بلاد عمده صوبه اله آباد نیز مثل دارالخجور  
 جرنپور بنارس و غازی پور و کره و مانک پور و کوره جهان آباد و غیر باضمیمه حکومت گردید  
 و وظائف و سیورغالات خانوادها به قدیم و جدید یک قلم ضبط شد. و کار شرفا و نجبابه  
 پریشانی کشید. و اضطرار معاش مردم آنجا را از کسب علم باز داشته در پیشه سپاهگری  
 انداخت و رواج تدریس و تحصیل بآن درجه نه ماند و در اسی که از عهد قدیم معدن علم و فضل  
 بود یک قلم خراب افتاد و انجمن هائے ارباب کمال پیشتر برهم خورد و اتا الله الیه را چون  
 و بعد ارتحال برهان الملک نوبت حکومت به خواهرزاده او ابوالمتصور خان صفدر جنگ  
 رسید و وظائف و اقطاعات بدستور زیر ضبط ماند. و در او آخر عهد محمد شاه ۱۱۵۹ هجری  
 ختمین و مائه و الف صوبه داری اله آباد نیز به صفدر جنگ مقرر شد. و تتمه وظائف  
 آن صوبه که تا حال از آنست ضبط محفوظ مانده بود به ضبط درآمد و در عهد احمد شاه  
 صفدر جنگ به پایه وزارت اعلیٰ صعود نمود. و نائب صوبه کار بر ارباب وظائف  
 تنگ تر گرفت. و تا حین تحریر کتاب این دیار پامال حوادث روزگار است.

لعل اللہ سجدت بعد ذلک امر ابا وجود این خرابی بار و اج علم مخصوص محققات بہ کیفیت کی کہ آنجا  
است در قلمرو ہندوستان بیچ جانیت ہنر علما و محول جلوہ طرازاںد۔ وہ بہ وصول اقصیٰ  
مراتب کمال ہمتا ز مہر عہ

باصد جہان کہ درت باز این خرابہ جاے است

در صوبہ اودہ محروسہ بلگرام از قدیم نشار و فضلا کر ام و منظر علما و عظام است و افراد  
دانش مند ازین شہر برخاستہ و مجلس افادہ و استفادہ بہ کمال خوبی آراستہ اما کہ بہ استفادہ  
احوال این اکابر توفیق نہ یافت لاجرم قدما بیشتر بہ ہم عنانی منہم من لم نقصص سبیل گم نامی  
پیووند و شردنہ قلیل تبعیت منہم من قصدنا علیک۔ در عرصہ معارف جلوہ نمودند۔ و اصل  
این است کہ مردم ہند و حفظ احوال مشائخ طریقت قدس الہداسرا ہم اہتمامی داشتہ اند  
و بہ ضبط احوال دانش مندان کم پرداختہ۔ و کتاب مستقل درین باب از سلف و خلف استماع  
نیفتاد۔ کتاب عین العلم ناطق است کہ مصنف او از اجلہ علما و اقیانوس روزگار بود۔ بقول صح  
ہندی الاصل است ملا علی قاری در شرح عین العلم گوید :-

و هو من فضلاء الهند و صلحاء ہم علی ما صرح بہ الشیخ

و ابن حجر العسقلانی فی شرح مقدادہ ۷

کہے از مورخان ہند احوال اور اضبطانہ کرد و با وجود این چنین تصنیف عالی گویا نامش  
از صفحہ روزگار محو گردیدہ ازینجا است کہ احوال فضلاء شہر نوعی کہ باید بدست نیامد ناگزیر  
مضمون فان لم یصب و ابل فطل کار بستم و آنچه در کتب معتبرہ اجمالا شاہدہ شدہ و از

روایات ثقات استماع افتاد قلبی ساختم - اسامی بزرگان جامع علوم صوری و معنوی در فصل  
 نخستین گذارش یافت درین فصل نیز بعضی اکابر مجمع البحرین اند چون غالباً بصفت  
 فضیلت اشتار داشته اند - این فصل را به ذکر مناقب و نشر آثار و الازیب و زینت  
 داده می شود - علامه مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی در مثنوی امواج انجیال به توصیف  
 فضلاء شهر می پردازد

دو	دقت نشان نکته پرداز	در هر سهر کویچه اشش سخن ساز
دو	ببگافت هر یک به تحقیق	از دقت لغز مغز تدقیق
دو	بر ابرو خود نموده واجب	تفیح اصول ابن حاجب
دو	بر چشم شمرده فرض چون دین	تلویح رموز حکمت النسین
دو	ابرو بی بیان شان رفیع است	مفصل معانی بلیغ است
دو	هر بحث که دل کند لصب و غور	در حیز حل کشندنی الفور
دو	از منطق شان خطا نفور است	تصدیق به حکم شان ضرور است
دو	هر سر دیگانه اما مثل	شیر از نه سینه و فضاک
دو	دانا کس حقان کیانی	اشراق حکمت بیانی

## (۳۴) سید رفیع الدین بلگرامی

از اولاد سید محمد صغری است - سلسله نسبش بدین طریق - سید رفیع الدین بن سید

برالدین بن سید تاج الدین جد القیامه یکی از قبائل اربع محله سید واره بن سید حسین  
 معروف به سید واره بن سید حسن بن سید محمود بدین بن سید بده بن سید جمال الدین بن سید  
 ابراهیم بن سید نام بن سید سالار بن سید محمد صفری قدس سره که ترجمه اش در فصل اول گذارش یافت  
 سید رفیع الدین در مسابادی عهد جوانی و تباشیر صبح زندگانی به اراده طلب علم از  
 وطن مالوف برآمد. و قلم و فنون عقلی و نقلی یک قلم در نوردید. و عروس علم را به زیور  
 حسن عمل آرایش داد. و به صدق عباد القمرائی ابراهیم پر تو قدم بر سواد بلگرام افشاند  
 و بقیة العرساکن مساکک تلذرا به درجات کمال رساند. خطشان شیخ پنجنگلی شیرینی  
 می نوشت. و کتب دینی پیش از حصر در قید کتابت آورد. امر و زحمت کثیره مثل  
 مطول و تلویح اصول به خط شیرین نخطا و موجود است هر یک کتاب را من اوله الی آخره  
 تحسین نمود و ویلی بر فضیلت و استعداد خود و گذاشت در خاتمه تلویح به خط خاص خود  
 می نویسد:

در قد وقع الفراغ من تشوید هذه النسخة الشریفة المسماة بالتلویح فی  
 شرح التوضیح بما درسته استاذی العلامة النافع للخاصة والعامة اعلم  
 العلماء اکمل الاثقیاء حامی اهل الشرع و الایمان ماحی آثار الظلم و  
 الطغیان المحضرة العلیه شیخ حسین بن شیخ داود متع الله الطالبین بطو  
 در بقائه فی افضل الايام یوم الجمعة الثامن عشر من شهر ربیع الاول  
 در سنه خمس و ستین و تسع مائه فالدک و کتبه رفیع الدین بن بدر الدین

ب  
 ۱۱ بن تاج الدین بن الحسین الحسینی والمأمول من القابین لهذا الکتب  
 ۱۲ والمستفیدین به ان یذکروا الکتب المذنب فی اوقاتهم الشرقیة بدعاء  
 ۱۳ الخیر وسلامة الایمان والله سبحانه هو المستعان»

## (۳۵) سید حسین

بن سید نوح عرف سید پیاره بن سید محمود اکبر قدس سره - ترجمه سید محمود اکبر اصالة و ترجمه  
 سید محمد نوح ضمنا در فصل گذشته گذشت - سید حسین سید والا نزا در فاضل خوشن استعداد  
 بود - صاحب بهت عالی و نبی تویم و منظر انک لعلی خلق عظیم باوصف این فضائل کمال  
 صلاح و تقوی داشت و در نهایت تواضع و شکست نفس معاشرت می کرد و عمر ۷۰ دراز  
 یافت و از ابتدا انا انتها در وطن مالوف به طور انزوا گذرانید و همواره به شغل کتاب و عبادت  
 رب الارباب ذخیره اخروی انداخت در یکی از قبالات شریعیه و تخط سیه حسین و برادرش  
 سید حسن که ترجمه اومی آید مشاهده افتاد تاریخ تحریر قباله ششمان و الف هجری رحمته الله علیه

## (۳۶) سید حسن پراور اعیانی سید حسین مسطور

عالم عامل و فاضل کامل بود و در فروع حنفیه مهارت کلی داشت - کتاب قدوری  
 فقه من اوله الی آخره محشی به خط شریف او امروز موجود است در عمر خود ممتاز اقران می زیست  
 و تمام عمر در وطن بسر برد - و هم شعبان المعظم متوجه دار البقا گردید رحمة الله علیه -

## د ۳۶) قاضی الهداد

از شیوخ فرشوری بلگرام ساکن محله سیدواره است که نسب ایشان به قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی الله عنہم می رسد۔ فرشوریان بلگرام را شعوب و قبائل بسیار است و مناصب شرعیہ شهر مجموع از عهد قدیم باین دو دمان تعلق دارد از چندی قضا در شیوخ عثمانیہ نقل کرد و افتاد عدالت و لقب قضا در قبیلہ خاص قاضی الهداد باقی است۔ چون قاضی الهداد در عصر مشرعی و ابر آسمان رشد برآمد منصب قضا از قاضی کمال عثمانی که با عن جد تعلق به عشیرہ عثمانیان داشت اخذ کرد۔ او به کمال تدین این منصب جلیل القدر را سرانجام می داد تا آنکه قاضی محمود این قاضی کمال بدرگاہ اکبر بادشاہ شتافته و بر اوج ترقی صعود نموده به والایایہ امارت رسید۔ دوم سوال ستلمہ الف فرمان قضاے آل تمغانام پدر بزرگوار خود حاصل نموده منصب موروثی را بدست آورد۔ تا الیوم این منصب به اولاد او مقرر است اما ازان وقت لقب قضا در قبیلہ قاضی الهداد حاوی فضل خدا داد بود۔ و در تفقه و دیانت و امانت ابو یوسف عصری زلیت۔ ابتدا در حال شوق دانش اندوزی در سرش افتاد به زنبونی خضر توفیق جاوہ طلب در نور دید۔ و از خدمت شاه عبدالرحمن چانپاز لاهر پوری قدس سرہ نظر تربیت یافت و کتب تحصیل گذرا یندہ کمال مولویت بهم رساند آنگاه رخصت اضراف یافته به دارالکرام بلگرام معاودت فرمود و بر استحقاق برسد قضا متکمن گشت۔ و طیلسان راستی و درستی بردوش گرفت۔ مردم دور دست رجوع فتوی باومی کردند۔ و در احقاق حق و رفع منازعت توسل می جستند۔ قاضی چون

از کار حکومت بازمی برداخت متوجه درس می شد. و به افاضه انوار دانش و پیش حلقه  
 درس از رشک حلقه چشم می ساخت. و نیز نسخه از تہذیب المنطق بدست کاتب الحروف افتاد.  
 توجیهی به خط قاضی زاده طبع خودش بر جاشیه نسخه مذکور به نظر در آمد عالی از هر جایی نبود  
 بر بعضی سجلات شمر عید دستخط او معائنہ افتاد. تاریخ تحریر سجل سبت و هشتم شعبان ۱۱۹۹  
 تسعه و تسعین و تسعمائة.

## (۳۸) قاضی عنایت اللہ

خلف الصدق قاضی الہدای مذکور. از آغاز تحصیل تا انتہای در علقہ درس والد ماجد  
 ملنگ کرد قسطنطنیہ و از فرزند صبیبتکثر از فضیلت برگرفت. و پس از افتاء شہر متکلم گشت. و این  
 منصب دارا ابروجہ احسن به تقدیم رسانند. و چون میر سید طیب بن میر عبدالواحد اکبر  
 بلگرامی قدس اللہ اسرارہا متوجه سیر دہلی گردید. قاضی عنایت اللہ را حسب ائالتہ عاوی  
 مشار الیہ مرید بقیتہ الحدیثین شیخ عبدالحق دہلوی قدس سمرقہ ساخت و شجرہ طیبہ بزرگان  
 سلسلہ از خدمت شیخ برائے قاضی آورد در حمتہ اللہ علیہ.

## (۳۹) شیخ کمال بن شیخ مکرم رحمۃ اللہ تعالیٰ

از شیوخ فرشتوری بلگرام و عظامے این مقام است منصب تولیت اراضی  
 مدو معاش از عهد قدیم بہ عشیرہ خاص شیخ کمال تعلق دارد. والی یومناہ ابائی است مردم



ارباب علم فضل بسیار ازین دودمان برخاسته اند شیخ کمال بدر آسمان کمال و سمر آمد اقران  
 و امثال بود در جمیع علوم درسی از علامه تفقازانی و خاتمه چربانی یاد می داد - زبیه صاحب  
 دو - لکن که از بدایت عمر تافنس و اسپین به خدمت علم شریف گذرانید و اوقات گرامی را  
 منقسم به چهار چیز ساخت - جزوی براسه تقدیم عبادت مولی تعالی شانه و جزوی به پران  
 اثبات امور علمی و در آت ضمائم معنی طلبان و جزوی براسه آراستن طره خط بر حصار رض  
 ترانس و جزوی براسه ادا حق اقرار و احباب خط عربی در نهایت جلا و شیرینی و  
 پنجگی می نوشت - کتب درسی از ضمیمه و نحو و منطق و حکمت و معانی و بیان و فقه و اصول  
 و تفسیر و غیره با مجموع به دست مبارک کتابت کرد و هر یک کتاب را من اوله الی آخره محشی  
 ساخت به حیثیتی که متن محتاج شرح و شرح محتاج حاشیه نه ماند - درین کتب را نمونه صحائف  
 آسمانی و نسخ و الواح ربانی توان گفت که در تمام کتاب یک نقطه غلط نه توان یافت حقا هم  
 حقا که بدست بیاری خاتمه مشکبار ریاحین عجیبی بر تربیت خود نشانده و روح ثواب تا دم صبح قیامت  
 و قضا و داغ خود ساخت - چه جزو کشان مدارس علم در هر عصر فیض با ازین صحف مکرر برگزیدند  
 و در هر مئه دعوات اجابت طراز به بلا اعلی رسانیدند و می رسانند - درین ایام به تصرف حوادث  
 روزگار کتب مذکور از کتب خانه او متفرق شدند - برخی جایجا در بلگرام است - و پاره در  
 اطراف و اکناف دگر گشت از بعضی قبالات شمر عید به وضوح پیوست که شیخ کمال در ۱۹۲۲  
 اربع و تسعین و تسع مائه بر صدر حیات متمکن بود و این بیت در مرثیه او به نظر رسیده

بر طایبان حیات در روز و وبال شد

در داد و حسر تا که زوال کمال شد

## (۴۰) شیخ عبد الکریم بلگرامی

از عشیره شیخ کمال مرقوم است - دانش مند و الامتزازت و صدر نشین مسند تولیت بود  
 در عتقوان نشو و نما کلام اللہ را از بر کرد و علم از علما و قبیلہ خود فرا گرفت و در جمیع علوم عقلی و نقلی  
 سیما فنون عربیہ علم اناد لاغیری افزاشت - مقامات حریری تمام بر نوک زبان داشت  
 و شرعی بہ خوبی انشاء می کرد - شغل شریفش ہموارہ ریاض طاعت آراستن بود و حدیقہ افادہ  
 پیراستن خط عربی و فارسی جید می نوشت - و در تیز دستی قصب السبق می رہ بود - استاد المحققین  
 میر طفیل محمد نوز اللہ مفسجہ مے فرمود - کہ بر اے من در عرصہ سہ روز حاشیہ شمیہ کتابت  
 کرد - در پایان عمر چند مقامہ بر طرز مقامات حریری و شرح فارسی بر مقامات در سلک تحریر  
 کشیدہ بر اس مائتہ ثانی عشر رخت سفر بہ عالم قدس کشید -

## (۴۱) مولوی شیخ عبد الغفور

برادر صدغیر اعیانی شیخ عبد الکریم مذکور از مشاہیر علماء و شہر و بخاری و فضلا و عصر است تحصیل  
 کمالات از اکابر دو دمان خود و استادان دیگر کرد و در فنون عقلی و نقلی بجز اندوخت و دوام بہ شائستہ  
 فیض و افادہ طلبیہ پرداخت و فرادان تلامذہ را بہ پایہ دانش مندی رساند استاد المحققین میر محمد  
 طفیل نور اللہ مرقدہ بہ زودی اصول در خدمت مولوی گذرانید مے فرمود مولوی با من مکرر  
 نقل کرد کہ از مطالعہ کتب فلاسفہ امیلانی بہ مذہب این طائفہ ہم رسید روزگار مے  
 درین تہیہ ہر گردان بودم تا آنکہ شبے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم

کلمه چند مراد ارشاد فرمودند و زنگار شکی که بر مرآت خاطر نشسته بود دور ساختند. و حقیقت  
 دین اسلام چون روز روشن بر من منکشف شد. فالحمد لله علی انفضاله لنقش نگین او  
 در یک الغفور ذوالرحمة. صاحب منشآت جامع القوانين که در مکتب با عظیم رواج دارد شاگرد  
 مولوی است نامش خلیفه شاه محمد تی در بلگرام بهر دو به خدمت مولوی عبدالغفور تلخ  
 نمود. و در منزل میر سید اسمعیل فاضل که ترجمه اش می آید اقامت داشت. در منشآت خود  
 نامه به اسم مولوی عبدالغفور درج ساخته هر چند کلامش رتبه ندارد اما مقصود اینجاست که  
 حال مکتوب الیه است نه عبارت آرائی کاتب. سمرخی مکتوب این است :-

« مکتوب سوم در جواب عنایت نامه فیض شامه قبله ارباب فضائل کعبه اصحاب فاضل مولوی شیخ  
 عبدالغفور زینت بخش بلگرام لازال معمور با کرامت تحریر یافت »  
 والقاب و نفس مکتوب چنین نوشته :-

« پیوسته ذات قدسی صفات آن مجمع فیض سبحانی منبع علوم روحانی کاشف دقائق معقول و منقول  
 واقف حقائق فروع و اصول مقتدای کاروان منازل تحقیق پیشواے رهروان مراحل  
 تدقیق ماسد ظلال نواله و کماله فیض بخش عقیدت آشیایان و هدایت فرمانے عبودیت گرایان باد »

## (۴۲) شیخ عنایت الله

خلف الصدق شیخ عبدالکریم مسطور رحمة الله تعالی اعجوبه زمانه و نادره یگانه است. علم  
 از پدر بزرگوار او دیگر دانش سندان روزگار اخذ نمود. و در جمیع فنون عربی و فارسی و هندی از سنکرت

و سجا کاد موسیقی هندی اقتداری بهم رساند. و خطوط هفت قلم مشق کرد. و قرآن مجید را  
 یاد گرفت و دست به دامن ارادت میر سید احمد کاشفی الکاظمی قدس سره زد. نسبت هم پیرگی  
 با سید العارفین میر سید لطف الله بلگرامی داشت. و تصفیه قلب و تزکیه باطن و تهذیب  
 اخلاق به منتهی رسانید و مصاحبت امرای دره روستی کار ساخت. خیر اندیش خان کنه بوعلی  
 اعزاز و اگر احم افزون از حد می کرد. و به علاقه محبت او چند در مقام آماده وصل قامت افکند.  
 و از عجب اطوارش اینک همیشه طرف سحر بر می خاست و نقشه از نعمات هندی  
 می خواند بعد از آن تهیه نماز صبح می کرد و لباس فاخر پوشیده و سلاح بسته به وضعی که  
 به دربار احرامی رفت خود را آراسته متوجه نماز می گردید. و ارکان نماز را به خصوص و تشووع  
 تمام ادا می کرد. چون سبب اختیار این وضع استفسار کردند فرمود هر گاه به دربار ارباب دول  
 نیاسب کلف پوشیده و سلاح بر خود است کرده می رویم در بارگاه سلطان ازل به طریق اولی  
 بایست آراسته باید رفت. و به منطوق حدیث شریف: "صفهم فی القتال و صفهم فی الصلوة"  
 سوا و ظاهرا و باطنا، خود را مستعد جهاد باید ساخت.

وللناس فی ما یعشون مذهب

بعضی رباعیات مولانا سحابی استرآبادی که مضامین آن تعلق به آیات قرآنی زار و شیخ  
 عنایت الله بران رباعیات شرعی نوشته. انتقال او از گذرت گاه فنا به صفوت کده  
 نهاد و عشره ثانی بعد از آنه و الف واقع شد.



## (۲۲۲) میر سید اسمعیل بلگرامی

از اولاد سید محمد صفری است و داماد میر سید طیب بن میر عبدالواحد اکبر قدس اللہ  
 اسرارہما سلسلہ نسب او باین طریق - میر سید اسمعیل بن سید قطب عالم بن سید دو تارہ بن سید  
 عبدالنبی جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ بن پیاری بن سید حسن بن سید محمود مدہن تہ نسب  
 در ترجمہ سید رفیع الدین عنقریب گذشت - سید از فحول علما و جہان ذہ فضلہ است - وہ دو  
 واسطہ شاگرد میر فتح اللہ شیرازی در عقلیات برہان ساطع بود و در نقلیات حجت قاطع  
 جم غفیر دانش آموزان را کامل مکمل ساخت و بر حاشیہ علامہ دوانی بر تہذیب المنطق  
 حاشیہ مدون مستعدانہ نوشت و با وصف علوم مرتبہ دانش بسیار کوچک دل بزرگ ہمت  
 بود - وید فیض رسائی طولی داشت - و علم موسیقی ہندی خوب می دانست و از مرہہ دقالت  
 این فن می زیست - ابتدا وہ قصد تحصیل علم از بلگرام رخت سفر بر بست - وہ بہ خدمت  
 ملا عبدالسلام دیوہ پیوست - و نسخہ ہائے متداولہ درسی اکثر بہ خدمت ملا گذرانید - و مرتبہ  
 فضیلت بہم رسانید - بعد از ان بہ خدمت مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی شتافت - و استدعا  
 سبق نمود - مولوی عذر آورد کہ از ہجوم طلبا گنجایش وقت علیحدہ نیست مگر آنکہ سماعت سبق  
 فلان شخص اختیار افتد - میر بہ جہت ناخن بندی سماعت قبول کرد - اما در وقت درس  
 مہر سکوت بر لب زدہ می نشست و اصلا حرف نمی زد - برین اسلوب مدتے بسر آمد - روزے  
 مولوی عبدالحکیم فرمود مدتہا گذشت - گاہے حرفی از شما سر بر نہ زد - سید عرض کرد کہ در وقت

غیر منصب من همین سماع است - اگر وقت علیحدہ قسمت فقیر مقرر شود بہ قدر استعداد حرفہ  
 توان زد - مولوی فرسودہ دین ایام بین العصر و المغرب فرصتی بہت برائے سبق شما مقرر کریم  
 سید روز دیگر درس مستقل شروع کرد و بحث و گفتگو را بجائے رسانند کہ وقت نماز شام  
 رسید - مولوی نماز ادا کرده باز متوجہ درس شد - و تا نماز عشا گفتگو بحال بود - مولوی چون  
 دید کہ سر شتہ سخن آخر نمی شود فرمود فردا اول روز باید آمد درس ہائے دیگر را موقوف  
 کردہ اول بتحقیق این بحث می پردازیم - فردا صبح باز سید حاضر شد و طلباء دیگر نیز حاضر شدند  
 و از چاشت تا استوا بحث قائم بود سہ روز متواتر برین منوال گذشت و سلسلہ بحث انقطاع  
 نہ پذیرفت آخر مولوی با سید فرمود ہائے حل این مقام بر شما ہم بہ نوعی ظاہر شد - سید عرض  
 کرد کہ یکے از محشیان دین محل حاشیہ بہ قلم آوردہ و حاشیہ کہ از تحریرات خودش بود بر آوردہ  
 از نظر گذرانید مولوی جو اہر تحسین افشاند و فرمود مطلب حاشیہ بسیار دقیق و نازک واقع شد  
 اما عبارات خالی از اطناب نیست - بعد ازین مولوی استفسار کرد کہ تحصیل شما از کجاست -  
 عرض کرد کہ از خدمت مولوی عبد السلام دیوہ - مولوی تو ہم کرد کہ مبادا ملا عبد السلام برائے  
 الزام من شاگرد خود را فرستادہ باشد - سید قسم یاد کرد کہ این امر را اصلا دخلی نیست - و محض  
 بارادہ استفادہ در جناب عالی رسیدہ ام - و بقیہ کتب بخد مت مولوی خواند و فاتحہ فراغ  
 گرفت و روزگارے بہ تعلیم و تدریس گذرانند - بعد چندی بہ نواب سجاہت خان صفوی پیوست  
 و بہ مزید تقرب اختصاص یافت و با وصف ملازمت پیشگی ہموارہ ہنگامہ درس می آراست  
 نوبتے دو کس از فضلاء بالادست سرکار نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم صاحب قرآن شاہجہان

که یکے در قومیت شیخ بود و دیگرے افغان بخانه نواب نجابت خان آمدند و در مجلس نواب  
 یا بعضے فضلا و سرکار نواب گفتگوئے واقع شد۔ نواب مغلوبیت فضلا و خود استتمام کرد  
 سید اسمعیل حاضر مجلس نہ بود نواب مسرعی را بطلب سید فرستاد۔ سید بر جناح استعجال خود را  
 رسانید و پائین مجلس نشست و تقریر طرفین را گوش کرد آنگاه آن ہر دو فاضل خطاب کرد کہ این  
 طرف ہم متوجہ باید شد۔ ہر دو عنان بحث بہ جانب سید یافتند۔ سید بہ زبان شیرین و بحث  
 ہائے قوی آہنار ا مغلوب ساخت۔ فاضلے کہ افغان بود طریق کج بخشی پیش گرفت تا بجائے  
 کہ دست بہ قبضہ شمشیر برد سید بر حسبہ شمشیری کہ بر سنہ نواب موضوع بود بدست آورده از نیام  
 کشید۔ مردم در میان آمدہ طرفین را باز داشتند۔ نواب نجابت خان علم و شجاعت  
 سید مشاہدہ کرد بغایت مسرور گردید۔ و فرمود سید صاحب السیف و القلم است۔ سید اسمعیل  
 اخر آلام ملازم پیشگی را گذاشتہ در بلگرام منزوی گردید۔ و جامعہ طلبیہ را بر ماندہ افادہ صلاے  
 عام در داد۔ و لقبیہ ایام زندگانی را بہ شغل شگرت تدریس و تصنیف تمام ساخت۔ و چہارم  
 شوال روزہ شنبہ ۸۸۸ شمان و ثمانین و الف رخت سفر ازین عالم بہست۔ ختم اولیا و تاریخ  
 یافتہ اند۔ خواہگاہش بلگرام۔

درین محل شبذیز قلم را سر می دہم و احوال ملا عبد السلام دیوی و استاد او ملا عبد السلام  
 لاہوری و امیر فتح اللہ شیرازی بزبان تقریر حوالہ می کنم۔

(۴۴) ملا عبد السلام ساکن دیوہ

از مصنفات صوتیہ آورده۔ اصناف علوم را بیاعربیت در سرزمین مولد خود تحصیل نمود۔ قائد

قسمت اور ابہ لاہور آورد۔ و در طلبِ رفت ملا عبد السلام لاہوری رسانید ہرچہ خواندہ بود  
 بخدمت ملا تصحیح نمود۔ و قدم بر قدم استاد گذاشت۔ و چنانچہ اتحاد اسمی متحقق بود نسبت  
 فضیلت نیز رتبہ مسادات ہم رساند۔ چندی بدانش آموزی مستفیدان گذرانید۔ آخر  
 ملازمت صاحب قران شاہجہان دریافت۔ و چندی بہ منصب افتاء عسکر مامور گردید  
 و در کبر سن دست ازین منصب بازداشتہ در دارالسننت لاہور رنگ انزوار بخت  
 و تشنہ کامان علوم را بہ کوثر افادہ سیراب می ساخت۔ و حاشیہ بر تفسیر بیضاوی در سلک  
 تحریر کشید۔

### (۴۵) ملا عبد السلام لاہوری

معدن عقلیات و نقلیات بود۔ و فنون ادب و فقہ و اصول را نیکومی دانست۔ علم  
 از امیر فتح اللہ شیرازی وغیرہ فرا گرفت و قریب شصت سال درس گفت و جمعی کثیر را بپایہ  
 فضیلت رساند۔ و حاشیہ بر تفسیر بیضاوی تعلیق نمود و قریب نو سال عمر یافت۔ می گفت  
 سخنان بسیار بر کتب متداولہ داشتم۔ و برار باب استعداد عرض کردم۔ و در معرض قبول افتاد  
 اما اکثر اشتغال درس فرصت تحریر نیافتم۔ الحال کہ ضعف قوی ستولی گشت و قوت  
 حافظہ رو بہ انحطاط آورد ہمہ از خاطر بر آمدہ۔ بر فقدان این صورت ذہنی تاسف می نمود۔ در سنہ  
 سبع و ثلثین و الف کتاب زندگانی بر ہم نهاد۔

### (۴۶) امیر فتح اللہ شیرازی

در حکمت عملی و نظری یکتاے روزگار بود۔ و در دانش گاہ خواجہ جمال الدین محمود و مولانا کمال الدین



شروانی و مولانا کرد و میر غیاث الدین منصور شیرازی تلمذ نمود۔ و قدم از اساتذہ پیش گذشت  
 عادل شاہ بیجا پوری ہزاران خواہش اور از شیراز بہ دکن طلبید و کبیل مطلق خود ساخت  
 روزگارے برین منوال گذشت۔ آخر در ۹۹۱ھ احدی تسعین و تسع مائے اکبر بادشاہ  
 اور انشور طلب فرستاد۔ و حسب الطلب بہ فتح پور سیکری رسید۔ خانخانان و حکیم  
 ابو الفتح استقبال کردہ بہ ملازمت آوردند و مورد اصناف نوازش گردید۔ و در کتر فرصت  
 بہ دولت مصاحبت فائز شد و قامت امتیاز بخلعت صدارت کل آراست۔ و دختر  
 منظر خان تربتی بسک از دواج در آورد۔ گویند بہ منصب سہ ہزاری رسیدہ بود۔ و در  
 ۹۹۳ھ ثلث و تسعین و تسع مائے بختاب امین الملکی بلندرتبہ گردید۔ و حکم شد کہ راجہ  
 تو در مل مہات ملکی و مالی راجہ صواب دید میر سہ انجام دید میر فصلی چند متضمن کفایت سرکار  
 و رفاه رعایا از نظر گذرانید۔ درجہ استخسان یافت و در ہمین سال بختاب عہدہ الدولہ  
 ناموری اندوخت۔ و پرنہونی راجہ علی خان والی خاندیس دستوری یافت۔ از اجبا  
 بہ ناکامی برگردید۔ و بجان اعظم کہ براسے تاخت ولایت دکن و مالش سران آن دیار تعیین  
 شدہ بود پیوست۔ چون خان اعظم ہاشم ابالدین احمد خان و دیگر سرداران کسکی بدستو کی  
 پیش گرفت۔ راجہ علیخان لفاق امر اشاہدہ کرد۔ لشکر دکن بنجو و متفق ساخت۔ و کم بمقابلہ  
 بست۔ ہر چند میر خواست کہ اور ابراہ آرد صورت نہ بست۔ ناچار بہ گجرات نزد خانخان  
 رفت کہ اورا بہ کمک برد آن ہم بعلتی دست نداد۔ از انجا خود را بجنور بادشاہی رسانید  
 و در ۹۹۴ھ سبع و تسعین و تسع مائے وقت معاودت بادشاہ از سیر کشمیر بہ عارضہ جسمانی در شہر

ماند و جان بقابض ارواح سپرد - اول در خانه میر سید علی بهدانی قدس سره گذاشته بودند  
 بچکم پادشاه از انجا بر آورده بر فراز کوه سلیمان که جاے دلکشائے ست نقل کردند - پادشاه  
 از فوت میر بسیار متاسف شد و بر زبان گذرانید که میر وکیل و حکیم و طبیب و منجم ما بود اندازہ  
 سوگواری که تو اند شناخت اگر بدست فرنگ افتادی و بگی خزان در برابر خواستی درین سو  
 فردان سود کردی - و آن گرامی گوهر را بس ارزان خریدی - شیخ فیضی گوید

شهنشاه جهان را در وفاتش دیده پنجم شد

سکندر اشک حسرت بخت کا فدا طون علم باشد

از مصنفات از تلمذ حاشیہ علامہ دوانی بر تندیب المتعلق و حاشیہ بر حاشیہ مذکور  
 متداول است - تصانیف علماء متاخرین ولایت مثل محقق دوانی و میر صدر الدین و میر  
 غیاث الدین منصور - و میرزاجان میر بهندستان آورد - و در حلقه درس انداخت - و جم  
 غفیر از حاشیہ محفل میر استفاده کردند - و از ان عمده معقولات را رواجی دیگر پیدا شد -

## (۴۶) ملک بہا و الدین نور اللہ ضریحہ

ساکن محلہ خورد پورہ معروف بہ ملک بہلی بفتح باء موحده و ہاء مخفی و لام مشد و مکسور  
 بلکہ مجہول و یا تختانی در آخر انصاری الاصل است از فرزندان شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ  
 انصاری قدس سرہ و دومان او بلکہ اشتہار دارد - وجہ تلقب از ملک فیض اللہ کہ از  
 بنی اعمام ملک بہا و الدین است استفسار رفت گفت کہ بزرگان ما را در فرامین و سجالات  
 ملک الامر نوشتہ اند -

ملک بهاء الدین فاضلی است صاحب ذہن بلند و طبع وقت پسند اول به گو پامو  
 رفته نزد ملا و جیه الدین گو پاموی تلذذ کرد - بعد از خدمت مولوی قطب الدین شهید سہالوی  
 تحصیل نمود و در جمیع فنون درسی سرمایہ فراوان اندوخت سیام علم و نجوم و صرف کہ درین  
 دو فن مهارتی عظیم داشت - در وطن مالوف قدم افشردہ علی الدوام با فائدہ طلبامی پرداخت  
 در عشرہ اولی بعد ماتہ و الف متوجہ زہمت کہہ بقا کردید - قبرش زیر بلندی رود حنہ خواجہ  
 عماد الدین بلگرامی قدس سرہ جانب دروازہ واقع شدہ ترجمہ فرزند ارجمندش شیخ فخر الدین  
 احمد در فصل اول گذارش یافت -

## (۴۸) سید ضیاء اللہ بلگرامی قدس سرہ

از اولاد سید محمد صغری ساکن محلہ میدانپورہ و از اعظام علم و اتقیاست سلسلہ نسبش برین طیرہ سید  
 ضیاء اللہ بن سید خان محمد بن سید عبدالغفار بن سید تاج الدین جد الصلیلی کی اقبال را محلہ سیدوارہ بن حسین  
 عرف سیدوارہ بن سید حسن بن سید محمود بن سید باوق در ترجمہ سید رفیع الدین مسطور گردید نیز سید عبدالغفار  
 جد سید ضیاء اللہ با دختر سید محمد اشرف بن سید احمد عرف ادچی از قبیلہ تیج بہیہ شدہ بود و چون  
 سید محمد اشرف پسر نہ داشت سید عبدالغفار داماد خود را متنبی ساخت سید  
 عبدالغفار باین علاقہ از محلہ سیدوارہ نقل کردہ سکونت میدانپورہ گرفت - سید ضیاء اللہ  
 در آغاز سن آگہی کلام اللہ را با تجوید حفظ کرد - و کسب فضائل منظور نظر بہمت ساخت  
 و در قصبات پور ب بطور طلاب این دیار سائر روداگر گشت - و از علماء عصر فنون درسی

اخذ نمود. و با جناب سید احمد بن سید محمد انکالپوی قدس اللہ اسرارہا غائبانہ عشق باخت  
 و این بیت بنظم در آورده

اکالپی مکہ بلگرام یمن	اے تو احمد منم اولیس حسن
-----------------------	--------------------------

بعده به ملازمت اقدس حضرت امیر رسید و بعضی نسخ تصوف فرا گرفت. و در بلگرام  
 بر سجاده خدایستی و تدریس علوم ممکن و زید و جم غفیر طلبہ را بہ کام دل فائز ساخت. حضرت  
 سید لغایت متقی و پرہیزگار بود. و در نصرت دین بتین و اقامت احکام سنت سننیہ قدمی  
 راسخ داشت و در تاریخ بست و پنجم ماہ شعبان روز شنبہ ۱۳۰۰ الف و مائتہ و الف  
 شبستان خاک را ضیاء بخشید. و حسب الوصیہ پایان مرقد خواجہ عماد الدین بلگرامی  
 قدس سرہ پیرون حریم متصل دیوار جنوبی مدفون گردید و اتم الحروف گوید

آن میر ضیاء اللہ روشن سیما
----------------------------

خورشید سپہ علم و فضل و تقویٰ
------------------------------

تاریخ شنبہ بمنزل قدس ضیاء
---------------------------

و امن افشانہ بر شبستان جہان
-----------------------------

تاریخ انتقال سید ضیاء اللہ مرحوم دریدہ بیضا ۱۳۰۰ ثلاث و مائتہ و الف ثبت  
 شدہ و در نسخہ اوائل ماثر الکرام ہجرت سال ثبت است. آخر یہ تحقیق رسید کہ تاریخ انتقال  
 مشار الیہ ۱۳۰۰ الف و مائتہ و الف است. رباعی موافق این سال بنظم در آمد. سید ضیاء  
 اللہ و پدر علامہ مرحوم میر عبد الجلیل کہ ذکرش تحریر می یا بدہم عمر بوند و از ایام صبا اخلاص و طہ  
 خاص داشتند. سید ضیاء اللہ این نامہ بمیر احمد ترقیم نمودہ کہ شہماے موزون کہ در صورت  
 سخن تجلی داشت اگرچہ نمکین بود شیرین افتاد برین عید می خواستم قربان شدن ایام تشریق

گذشته بود بر اے نثار زربا می جستم جز نقد جان بدست نیامد - ازین حسرت جو اهر  
منشور تلاش می کردم از چشم ریخت منظوم بر آمد

اول بگرشمه اش سلامی	وز دیده به غمزه اش پیامی
از ناله بعثوه اش دعائے	وز هجره به وصل او شنائے
از اشک به پای او جودے	داز آه بگوش او درودے
از گریه بچنده اش نیازے	و از غم به نشاط او گدازے
از دست دعا بدامن او	وز روح نشا بر تن او
شوقی ز نیاز من نیازش	آهی ز خردش من بسازش
چون خط شریف دلیر آمد	از نخل امید من بر آمد
لطفی که بنامه اش بنان بود	بر کشته تیغ هجر جان بود
هجره می که بود مراد دلیر	از وصل هزار بار خوشتر
چون جان بر صنای دوست بست	از هر چه رضای دوست است
همت بمراد او کنم صفت	شد ختم سخن بند کبر این حرف

ترجمہ سید قادری خلف الصدق سید ضیاء اللہ از فصل اول نگارش یافت  
و فرزند دیگرش سید احمد بن سید ضیاء اللہ بہرہ از علم داشت و حافظ قرآن و قاری  
خوشتر السحان بود و بہتر بخط نسخ یا قوت راعق آب خجالت می ساخت - کلام اللہ  
و تفسیر مدارک بخط او امر و زسواد باصرہ را نورے تازه و جلائے بے اندازہ می بخشید

در سن هشتاد سالگی بست و یکم ذی الحجه ۱۲۳۳ لیل ثلاثه و الربعین و مائتة و الف به گلگشت  
 فرودس اعلی شافت - و در باغ مقابر آباء خود مدفون گردید و فرزند دیگرش میر سید  
 اشرف بن سید ضیاء اللہ بزرگ عهد بود و بهره از فضیلت داشت و پیوسته به مطالعه  
 کتاب و تلاوت قرآن و عبادت عالم آفرین تعالی شانه و تعمیر وقت می کوشید  
 تا آنکه در عشره رابع بعد مائتة و الف متوجه نشین قدس گردید و برابر والد مرحوم خود پائین  
 در گاه خواجه عماد الدین قدس سره آسایش گرفت - سید غلام حسین بن سید محمد اشرف  
 مسطور کتب درسی به ترتیب از جناب استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی روح اللہ  
 روحه تحصیل نمود - جوانی صلاح و متقی بود و مدته العمر بر امن مناهبی نگردید و در عمر سی و یک  
 سالگی بابرادر اعیانی خود سید احمدی در ماه شعبان ۱۲۴۲ لیل اربع و الربعین و مائتة متوجه  
 سفر از وطن شد و این اول سفر او بود - در اثنای راه قریب آباد از دست طاعن الطریق  
 هردو برادر عبرت شهادت فائز شدند -

### (۲۴۹) سید عنایت اللہ

بن سید عبدالستار بن سید حاتم بن سید بدر الدین جد القبیله یکے از قبائل الیچہ  
 محله سید واره نقیب بے بدل و طیب با لا دست بود و طبعی بلند و ذہنی آسان پیوند داشت  
 و در عمر خود ریشہ عجیبی در روایت کثی دو اند - و استخراج مسائل فقی را با پایتہ اعلی رساند  
 مفتیان زمانه اقرار نامه تفوق او در دست داشتند - و روایت طلبان از بلاد وورد دست

بخدست اوجی رسیدند - ابتدا سه حال قرآن مجید را یاد گرفت و در محوره درس میر  
 سید اسمعیل بلگرامی تربیت یافت - و منازل تحصیل علمی به ترتیب عبور نمود و اکثر  
 به مطالعه کتاب اشتغال داشت - فوٹش در سال ۱۲۰۰ عشرین و مائتہ و الف واقع شد و در باغ  
 احداث کرده خود موقوف گردید از اولاد او دو پسر رتبه فضیلتی بهم رسانیدند - اول سید محبوب  
 فاضل مستعد بود همواره با فائده طلبه می پرداخت - استاد المحققین میر طفیل محمد روح <sup>لله</sup>  
 روضه با او خوش طبعی با هم نمکین داشتند - در عشره ثالث بعد مائتہ و الف ازین  
 عالم درگذشت - دوم سید مرتضی معروف به سید نواب نسخ متداولات را تحصیل کرده -  
 و طبابت از پدر آموخت و سرآمد اطباء شهر شد - خصوص در نبض شناسی دستی عالی بهم رسانید  
 و در از آنکه مرض سیجانی بکامی برود و تالیفی درین فن جمع کرده و یازدهم ذی القعدة ۱۲۵۸  
 شان و خمسین و مائتہ و الف نبض حیات او ساقط شد - و در مقابر اسلاف خود آرامید  
 عمرش قریب به هشتاد سال -

## (۵۰) میر سید خیر الله بلگرامی

از احفاد سید محمود اکبر است برین پنج سید خیر الله بن سید عبد الحمید بن سید طیب  
 بن سید عبد القادر بن سید ابوالقاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر بلگرامی قدس سره از  
 مستعدان زمانه و صاحب کمالان یگانه است ظریف طبع لطیفه سنج خوش حلق بود و  
 فضائل رضیه و شمائل سنیه بسیار داشت و خالی از نشانه معنی نبوه و شئوی مولوی در ملام

دوران عصر بہ ازو کے درس نئی گفت و بہدیشہ تبقدیم عبادت و شغل کتاب سرمایہ  
 اخروی می اندوخت - خلیفہ شاہ محمد صاحب جامع القوائین ثنوی مولوی روم از  
 خدمت امیر سند کردہ و مکتوبے بنام امیر در نشات خود آوردہ - عنوان مکتوب این است :-  
 دو مکتوب ہم - بخدمت خلاصہ خاندان اصطفیٰ نقارہ دودمان ارتضا - شرافت و نجابت  
 دو دستگاہ امیر سید خیر اللہ تحریر یافت - بر ضمیر خورشید نظیر آن زمینت افزاے محفل سخن  
 دو رونق بخش معنائیں نو و کون - نگاہ آموز چشم بینش - چراغ افروز بزم آفرینش نک عنوان  
 دو اہلیت مردک دیدہ قابلیت - مبدع قوانین مردت - مخترع آئین فنوت - اختر مینہ برج  
 دو نقابت گوہر بے نظیر و برج نجابت مجمع الاخلاق منبع الاشفاق واضح و لائح بادے

سید خیر اللہ پتھ شوال روز چہار شنبہ ۱۲۱۳ھ اربعہ عشر و ماتہ و الف بہ جنت المادوی  
 خرامید و در بلگرام در مقابلہ آباء خود مدفون گردید - انتقال امیر بوقت فحاجہ واقع شد  
 دو روی بیہقی فی شعب الایمان عن ابی اسکن الہجری قال مات خلیل اللہ فحاجہ و مات  
 داؤد فحاجہ و مات سلیمان بن داؤد فحاجہ هو تخفیف علی المؤمن و تشدید علی الکافر  
 درین محل خامتہ تر دست سلسلہ گفتگوے دیگرے جنبا ند و بتقریب واقع سید خیر اللہ واقعہ  
 سید محمد نوح والد مولف کتاب بعض ارباب عبرت می رساند - ہم محرم شخصے در بلگرام بموت فحاجہ  
 در گذشت والد مرحوم بدفن میت پر داخل شد و بخانہ برگشتند - این سانحہ سمرتہ عبرت و چشم  
 ایشان کشید و طلسم ہستی ہباء منشور بنظر درآمد امیر سید محمد خلف الصدق علامتہ مرحوم امیر عبدالجلیل  
 خطاب کردند کہ دو تصنیف ازین قبیل مشاہدہ شدیکے انتقال سید خیر اللہ بن سید عبدالحمید



دوم وفات سید محمود پدر سید لطف الله که ترجمه او در فصل اول در سلسله ارادت مندان  
 سید العارفین قدس سره نگارش یافت. شب دهم محرم در بلگرام چند جا تشریف بردند  
 آخر در محله خود یعنی میدانپوره برآمدند. و بر صفت تالوت امام علیه السلام نوشتند و بعد  
 فصلی بقضای الله برکشیدند و جهان بجهان آفرین تسلیم نمودند **ه**

سکر وان زخم آسمان برآمده اند	از راستی چه خدنگ از کمان برآمده اند
------------------------------	-------------------------------------

و این حادثه شب دهم محرم یک پاس شب باقی مانده **۴۵** ساله خمس و ستین و مائت و الف  
 واقع شد روز شهادت امام علیه السلام وقتی که آفتاب به یک نیزه رسید در باغ محمود نزد  
 قبر والد خود سید فیروز در خلوت کده خاک آسایش گزیدند. عمر شریف هفتاد و سه سال.  
 راقم الحروف گوید **ه**

میر سید لعل آن نخل ریاض مکرمت	روز عاشورا علم افزاخت در ملک بقا
سائلی پرسید از آزاد سال جلتش	گفت حشر والد با شهید کربلا <b>۱۱۶۵</b>

## (۵۱) سید محمد فیض بلگرامی

بن سید محمد صادق بن سید صدر جهان بن سید خاتم بن سید بدرالدین جد القیدیکه  
 از قبائل اربعه محله سید واره کسب علوم متداوله از خدمت میر سید اسمعیل بلگرامی نمود. و علم  
 حدیث از قطب المحدثین میر سید مبارک بلگرامی سیکرد. و با علامه مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی  
 رابط خاص بهم رسانید و قواعد علمی پیش از حصر اخذ نمود. و بر شمائل النبی ابی عیسیٰ ترمذی و **حصین**

ترجمه بزبان فارسی نوشت نام و تاریخ افتتاح ترجمه شامل نبی بی الف و لام و تاریخ ختم که در ۱۰۹۶  
ست تسعین و الف دست داد سید ضیاء الله بلگرامی درین قطعه نظم ساخت

بسم ساخت از عهد کماهی  
علم گرداند از مسهتابه ماهی  
نصیب عمد عالمگیر شاهی  
خدا کردشش باین دولت مابهی  
ز به گنجینه فیض آلهی

چو سید فیض منطوق فضائل  
سزودگر چرخ ذکر سعی خیرش  
بجهد الله که شد این گنج معنی  
ز زمین صحبت سید میارک  
خرد تاریخ ترتیش رقم زد

مخفی نماند که زمینداری بلگرام تعلق به قبائل اربعه محله سید واره دارد - سید محمد فیض  
در عصر خود این عمده را به رونق تمام سرانجام داد - ولواک و دبدبه و شوکت با آسمان افراخت  
اتفاقاً او را با خان عالم نامی حاکم شهر نزاری روداد بست و نهم رمضان ۱۰۳۰ لک و مایه  
و الف کار بجدال و قتال انجامید - خان عالم غالب آمد - و اثاث البیت سید محمد فیض مجموع  
ببازار رفت - درین هنگامه ترجمه مسطور هم بر هم خورد - سید محمد فیض مکر به تدارک بست و از بلگرام  
قصد و کن معسکه عالمگیر خلد مکان کرد - علامه مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بیاس رباط قدیم درین  
سفر بر قامت سید محمد فیض پرداخت - و درین وقت که آشنایان بیگانه می شوند ادا  
حقوق آشنائی بر خود لازم گرفت سید محمد فیض به اردو عالمگیری رسیده ناچار به مسامع  
خلافت رسانیده و خان عالم را از حکومت بلگرام معزول ساخت و به وطن عطف عنان  
نمود - درین وقت ترجمه را تلاش کرد - چند جزو از وسط کتاب بدست آمد - بار دیگر بهت

به ترتیب ترجمه گذاشت و در از دهم ذی الحجه ۱۱۲۰ هـ اثناعشر و مائة و الف با تمام رسانید. تاریخ  
ختم ثانی این فقره یافت. «قدم بعون الله الاحد و رسوله احمدی» استاد المحققین میر طقیل محمد  
نور الهدی مرقدہ در تہا بنجانہ سید محمد فیض تشریف داشته اند. مشارالیه و قائل خدمت گزار می  
گماشتن معری می داشت و قاتل در ۳۰۰ سالین و مائة و الف واقف شد. قبرش در بلگرام  
بر چوب ترکه که در حین حیات بر اے دفن خود ساخت عمرش قریب به شصت سال.

## (۵۲) سید محمد باقر بلگرامی

از سادات پنج بیتی ساکن محله میدا پنوره اولاد سید محمد صفری است قدس سره باین  
طریق سید محمد باقر بن سید داود بخش بن سید ابو الفتح بن سید عبد الباقی بن سید کمال الدین بن  
سید حسین بن سید فضل الله. باقی نسب در فصل اول تحت ترجمه سید اجل تحریر یافت  
سید محمد باقر فاضل جید صاحب طبع بود. و در فن لغت و عربی خوض لاینها به داشت. کسب  
کمال بخدمت سید فرید الدین معروف به سید بدلی بلگرامی کرد. بعداً به جناب سید نور الله  
برادر اعیانی سید العارفین میر سید لطف الله قدس الله اسرارها تلمذ نمود. ذکر هر دو استاد  
و الاثر او در فصل نخستین تقدیم یافت آخر الامر از صحبت علامه نامی میر عبد الجلیل بلگرامی  
استجاب فواید کرد. و در هر فن دستگاہی بهم رساند و خط شیرین بدست آورد. و شان خط علامه  
مرحوم اختیار کرد. و در ۳۰۰ سالین و مائة و الف رخت سفر از خاکدان فانی به ریاض  
جاودانی بر بست. عمرش قریب به شصت سال. خواب گاه بلگرام.

## (۵۳) سید عبداللہ

از بعض طبقات سادات بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ ست۔ در علوم عربی و فارسی  
 و ہندی استعداد عالی داشت۔ در فنون درسی تلمیذ قاضی علیم اللہ کچندوی بود۔ و خطوط  
 بہ ہفت قلم نگارش می نمود۔ و در فنون سپاہگری و استعمال اسلحہ و آلات حرب و اکثر صناعات  
 اہل حسرت و قونی داشت۔ و در بریدن گل کاغذین کار ہستہ دست بستہ می کرد۔ ہموارہ  
 صاحب اعتبار زیست۔ و اکثر بہرہ فاقت نواب مبارز الملک سر بلند خان بسر بردو  
 بخد مت عدالت عسکری پرداخت۔

شیخ قوام الدین احمد آبادی۔ بانقیر نقل کرد کہ چون سر بلند خان تونی گرت اولی در ۱۲۳۱  
 اربع و عشرين و مائتہ و الف ناظم صوبہ احمد آباد شد۔ سید عبداللہ را منصب صدارت احمد آباد  
 تفویض نمود۔ سید بار باب و ظائف و ادارات سلوک پسندیدہ کرد۔ و غربا و ضعفا را بہ حسن  
 فرادان نواخت۔ استعداد سید بلند بود۔ شاہ اسد اللہ بنیرہ و صاحب سجادہ شاہ وجیہ الدین  
 علوی گجراتی قدس سرہ شرح مواقف بخد مت سید گذرانید۔ و سن ہدایہ فقہ تحصیل نمود  
 و فی مابین مولانا نور الدین و سید من واسطہ ارتباطا شدم۔ و بخد مت مولانا گفتہ کہ در عهد  
 حکومت محمد اعظم شاہ فلان فاضل را بتقریب ضیافت خواندید و مباحثہ علمی در میان آورده  
 صحبت را منجر بہ بخشش ساختید۔ الحال چنین نباید کرد۔ این معنی را بخد مت سید ہم اظہار  
 نمود۔ سید گفت چہ این طور شہر بزبان آوردید۔ ذکر علمی مضائقہ ندارد بلکہ سبب افتادہ

و استفاده است - سید بخانه مولانا تشریف آورد - و ذکر علمی در میان آمد - سید با استعداد  
 تمام سخن کرد و نوعی که مولانا و سایر مستندان مجلس محظوظ باشند - و لب به تحسین و آفرین  
 کشوند - آخر الامر در ادوار اخلاقه شاهجهان آباد بیماری استسقا عارض شد بهمان  
 حالت در بلگرام آمد و به فرصت کمی جان به جهان آفرین سپرد و سمت غنی باغ محمود در  
 مقابر قبیلہ خود مدفون گردید - و کان انتقاله سنة ۳۲ اشین و ثلثین و مائتة و الف نام  
 قاضی علیم اللہ کچندوی در فصل اول چند جا گذشت درین فصل همین جا بتقریب  
 تلمذ سید عبداللہ مذکور شد چون این فصل انجمن جماعہ فضلا است معرفت قلم ذکر قاضی  
 بر مسمع مجامع عرض می داد -

## (۵۴) قاضی علیم اللہ کچندوی

کچندوبه کاف تازی و جمیم فارسی مفتوحترین و لوزن ساکن و دال مہملہ تصبہ ایست  
 بر لب و ریای گنگ چهار کرده از بلگرام - قاضی از اولاد اخی جمشید را جگیری و از مشاہیر  
 علماء این دیار است - روزگارے بر قاضی حبیب اللہ سندیلوی تلمذ کرد - و ساتھ  
 فراغ از ملاطف اللہ کا کوروی گرفت - و در کچندوبه مستند قضا و امور و شایسته گشت  
 و افادہ طلبیہ پیش نهاد ہمت ساخت - بعد چندی عزل قضا اتفاق افتاد قاضی بہ دکن  
 رفته خلد مکان را ملازمت کرد - چون سادہ وضع و از فنون زمانہ یگانہ بود - و در اوصاف  
 و اخلاق یاد از صحابہ کرام می داد - بادشاہ را حسن اعتقادی بہم رسید - قضا بدستور سابق

ارزانی داشت - و دومی بطریق سیدورغال از مضامین با نگر سوری و صد هون نقد از طلائے  
 مسکوک و کن وقت رخصت رعایت نمود - قاضی به وطن اصلی عود کرد و تتمه ایام زندگانی  
 به افاده علوم ربانی صرف ساخت و در ۱۵۰ ساله شصت و هفت و مائت و الف به روحانیان پیوست  
 نفس او را از کچند و به راجگیه برده و جوارح قدس منور اخی جمشید قدس سره  
 و فن کردند -

امام مولوی لطف اللہ کوری استاد قاضی علیہم اللہ عمده علماء عصر بود - و دانش مندان  
 بسیار از درس گاہ او نشونمایا فتند - از انجمله مولوی علی اصغر قنوجی نوزاد صدر کجین شیخ عبدالصمد  
 عالم بالادست و عامل خدا پرست بود - نسبش به صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منتهی می شود  
 بعضی اجداد او به تصاریف روزگار از مدینه منوره علی صاحبها الصلوٰۃ و التحیۃ بہ کرمان افتاد  
 و در آنجا بار اقامت کشاد - یکے از اسلاف او مولانا عماد الدین کرمانی است صاحب  
 فتاویٰ عمادیه - شیخ مبارک فرزند مولانا عماد الدین مذکور از کرمان متوجه ہندوستان شد  
 و طرح اقامت در بلدہ قنوج ریخت - ازان وقت اعقاب او درین بلدہ فاخرہ سکونت دارند  
 مولوی علی اصغر در سن شباب شوق علم ہم رساند مختصرات و متوسطات از مواضع متفرقہ تحصیل  
 نمود - و مطولات از مولوی لطف اللہ کوری روح اللہ روحہ فرا گرفت -  
شیخ احمد ملا جیون ایتومی کہ ذکرش گذشت و مولوی علی اصغر ہر دو با ہم  
 نزد مولوی لطف اللہ فاتحہ فراغ خواندند - مولوی علی اصغر جانب  
 لکھنؤ نشانت - و با شیخ پیر محمد لکھنوی قدس سرہ بیعت کرد - و البیعتات کشید - و اجازت

ارشا گرفته به قنوج مراجعت نمود. و تانفس و اسپین پا در دامن عزالت پدید. و مدت شصت سال درس گفت. - خلق کثیر در حوزه درس او منتها فیضیت حاصل کردند. و در آخر عمر تفسیری بر کلام اللہ نوشت مسمی به ثواب التنزیل.

فقیر دوسه صحبت مولوی را در یافت ذات قدس معالی بود. در سال ۱۰۰۰ هجری و ما تہ والفاء متوجه دارالبقا گردید. پیش مسجد خود زیر صفه دفون گشت. و اقام الحروف این مصراع تاریخ یافت

شدن ان آفتاب صبح علوم

## (۵۵) میر عبدالمالک

بن میر عبد الواحد اصغر بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد بلگرامی قدس اللہ امرایم  
سید عالی مقدار و دانش مند بلند اقتدار است. نسخه جامع معقول و منقول و لوح محفوظ  
فروع و اصول. حسن سیرتش تفسیر انک لخالق عظیم و حسن صورتش توضیح  
ما هذا بشرا ان هذا الاملاک کریم در ریجان آگاهی نطق همت با حراز کمالات انسانی  
برست. و کتب سبادی تحصیل از خدمت میر سید اسمعیل بلگرامی استفاده نمود. بعد  
انتقال میر خود را به حلقه درس مولوی سید قطب الدین شمس آبادی رسانید. و نسخ  
او اسط از جناب مولوی اخذ کرد. از اینجا به حوزه درس ملا قطب الدین شهید سہالوی  
پیوست. و بقیه تحصیل به انجام رسانید و رسم فاتحه فراغ بجا آورد. و علم امتیاز در تلامذہ

حضرت ملا برافراشت - و به وطن اصلی معاودت نموده هنگامه درس گرم ساخت -  
 اکثر مستعدان عصر از جناب سید کسب کمال نمودند و مرتبه مولویت حاصل کردند - بعد  
 چندین به اقتضای حرکات فلکی عازم اردو غله مکان گردید و به عطای منصبی  
 و تفویض بعضی خدمات صوبه الہ آباد و موضع نید کی از توابع صوبه مذکور سمت امتیاز  
 پذیرفت - آخر دست از ہنم باز کشیدہ درخت بہ وطن مالوف کشید - و مرکز دار قدم  
 افشردہ حلقہ درس بر خود فراہم آورد - و بقیۃ العمر بہ افادہ علوم و صحبت اہل کمال خوش  
 گذرانید - و بستم شہر ربیع الاول ۱۳۳۳ لیلث و ثلثین و ما تہ و الف بہ عالم قدس خرامید -

## (۵۶) شیخ جمال اللہ

از شیوخ فروری بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ و احقاد قاضی الہداد است کہ ترجمہ  
 اش بالا گذشت - مردے در دست - بسیار خلق و متواضع بود - و بہرہ وافی از فضیلت  
 داشت - و دوام بہ شغل کتاب و افادہ طلبہ می پرداخت - روزے در مجلس مافقیہ گفت  
 کہ در نہر الفائق و دیگر کتب فقہ گوید در باب امامت صلوة کہ المتیم عن الجنابة اولی بلافا  
 من المتیم عن المحداث اگر چه قول مجتہد ما را سند است و وجہی داشته باشد  
 اما دل می خواہد کہ علم بہ وجہ حاصل شود - گفتیم ہمین وقت وجہی بہ خاطر رسیدہ کہ تیمم جنب بہ  
 منزله غسل است و تیمم محدث بہ منزله وضو پس صاحب طہارت کہ بری اولی باشد با ما است  
 از صاحب طہارت صغری چه احتمال دارد کہ جنب و محدث را پیش ازین جنابتی بلا شہوریشا



عارض شده باشد پس صاحب طهارت کبری از نجاست حکمی سابق و حال طاہر گشت و احتمال در و مر تفع گردید. و صاحب طهارت صغری ازین احتمال خالی نیست و در صورتیکه مغسل از جنابت و متوضی از حدث جمع شوند احتمال نجاست حقیقی هم از مغسل مر تفع می شود.

و او در پایان عمر جانب گجرات احمد آباد حرکت کرد. و در شهر برودده که از گجرات فاصله چهل کرده دارد بیمار شد. و در ۳۷ سب و ثلثین و مائت و الف بادیه سفر آخرت پیمود. و بها نجادفون گشت. عمرش قریب پنجاه و پنج سال.

### (۵۶) میر احمد

بن سید عبداللہ بن سید محمود اصغر بلگرامی قدس سره والد میر دراصل سید عبداللطیف برادر اعیانی سید عبدالمد است. چون سید عبدالمد پسر نه داشت میر احمد را به فرزند می گرفت و او نقش نگین خود احمد بن عبداللہ ساخت. لہذا باین نسبت بین الجمهور اشتہار دارد صاحب فضائل و حسن شمائل بود. و در اقران و امثال و بجزید و جاہت و عمدگی امتیاز داشت. ذکر برادرش سید معین الدین در ضمن ترجمہ سید جان محمد بعد ازین می آید.

سید احمد را در سن ۱۰۰ مد او سید معین الدین را موان می گفتند. چون هر دو برادر تمام عمر بہ ثروت و جمعیت گذرانیدند و در هر دو شهر ضرب المثل بود که «مداموان سدا سوان» سید احمد خط نستعلیق و شکستہ بہ جودت می نوشت. و در فن سیاق دستی قومی داشت

ضابطہ اوچنین بود کہ ہر روز بلاناغہ بعد اواسے نماز صبح دو ورق کتابت می کرد۔ و ازین التزام کتب بسیار از قلم جو اہر رقم او صورت گرفت و امر وز حاضر است۔

میر جو ادب بے مثل و شجاع بے نظیر بود۔ و از طرف نواب مکرم خان بن نواب

شیخ میر عالم گیری بہ حکومت موضع بہا سو بعدہ موضع دانستہ وغیرہ از توابع وہلی پخت

دکوس دیانت می نواخت و با وصف اشتغال حکومت اوقات گرامی را بہ تقسیم

عبادت الہی ماموری داشت۔ و چہارم جمادی الاولیٰ سنہ ۹۶ است و تسعین و الف

بریاض فردوس خرامید۔ انتقال او در شہر مراد آباد قریب بلدہ سنبل واقع شد۔ سید

سعین الدین برادر خود را وصیت کردہ بود کہ نعش او را بہ وطن رسانند۔ جدا و را

اول در مراد آباد بہ خاک امانت گذاشتند و بعد شش ماہ بہ بلگرام آوردہ در بلغ محمود

دفن ساختند۔ کاتب الحروف آیہ کریمہ و تحفینہم فیہا سلام تاریخ بر آورد۔

میر در عہد سلطان اورنگ زیب عالم گیر خلد مکان مطابق سنہ ۹۲ اشنین و

تسعین و الف در کنار باغ محمود چاہے ساختہ کہ ہم چشمی با کوشک دارد۔ و از ان وقت

مجموع ساکنان محلہ مید اپنورہ و حوالی آن آب ازین چاہ می خوردند۔ مولف

کتاب تاریخ درین قطعہ ضبط کرد۔

کہ فیضش در جہان گردید ساری

کہ دار دنیا قیامت استواری

جزاے این عمل باید زیاری

محیط جو دو احسان میر احمد

عمارت کرد چاہ خیمہ بنیاد

ز آب حوض کوشک بام سرشار

برکات مشنگان تاریخ سانش

رقسم کردم زلال خیس جاری

میرزا قران سید ضیاء اللہ مرحوم الصدر است و محل ترجمہ او مقدم بود لیکن برائے  
 اتصال ترجمہ او با ترجمہ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل درین مقام آورده شد پیشتر گزارش  
 یافت کہ میر احمد و سید ضیاء اللہ با ہم روابط روحانی داشتند۔ و درین محل از مکاتیب  
 جانبین دو نامہ بر بال کبوتر روزگار سے بندم۔

### نامہ سید ضیاء اللہ بہ میر احمد

دو درخمن کائنات کر دیم نگاه

یک دانہ محبت است و باقی ہمہ گاہ

- ” سبحان اللہ ہے ان یک دانہ در جنب قیمت آن گوہر یک دانہ کم از دانہ خشنخاش است۔ البتہ  
 ” و نبوت پناہ آدم صغی اللہ علیہ السلام در طلب این دانہ از فقدان نعمت بہشت نیندیشید  
 ” دہر تعبے و شدتے کہ فرا پیش آمد بہ اختیار پر کشید۔ یعقوب علیہ السلام از شوق این دانہ بہ حکم  
 ” دانہاے اشک ریخت کہ و ابیضت عینا کہ من الحزن مفر آن شد صدر نشین  
 ” محفل رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از آنے کہ استغنا بآن دانہ ہم رساند چندان غنا حاصل  
 ” کرد کہ ہر چہ کہ کوہ ہاے کہ را طلا ساختہ بحضرت حضور پیدا آوردند گوشتہ چشم نہ گریست۔  
 ” و دفعتا لک ذکریک مبین این بہت است۔ با جملہ ہیچ متنفسی درین عالم نیست  
 ” و نبودہ و نخواہد بود کہ اثرے ازین خیال ارسر نہ داشته باشد۔ مجنون بیچارہ رگرتہ ہمین طلب  
 ” از جہان رفت۔ فریاد مسکین نیز درین ذوق جان داد۔ زلیخا بہ قوت ہمین دانہ سپرد از کنار

- ” پدر جدا ساخت - واسے بردانا کے کہ از طلب این دانہ نادانا گذشت - آدم پر سر  
 ” مدعا بندہ ہر چند با مذاق طیبہ محبان و حوصلہ ایشان آشناے ندارد لیکن بہر حال یک گوئے  
 ” لذت سماع پیدا کر دکہ با ستناد آن می زید - و ازینجا است کہ خود را خاکپاے اہل محبت  
 ” می شناسد - اما بیچ معلوم نشد کہ آن عزیز دانتہ خود را کہ مقوم ازل است بگر پیش طائرے  
 ” انداختند کہ چیدہ پرواز کر دیا براتب تو سن سفر بر آبیختند کہ بہ گلو فر کشید - کیفیت بے  
 ” توجہی را نوعی کہ واقعی است پیدا بزرنگار مذکہ رافع خدشات باطن گردد - بر تقدیرے کہ مخلص  
 ” را از رعایت حقوق دوستانہ مقصد دانستہ عوض نموده باشد - جائے آن دارد - اما چون  
 ” عوض بدی بہ بدی در مذہب دوستی نامحمود است بایستے کہ نظر بر تقاعد و تکاسل این  
 ” طرف نینداخته باداے احسان از خود می شدند - وہ ابناے احوال بہمت اشتمال  
 ” مرہون منت می ساختند مگر عہود حمی و حقوق صبا از یاد رفت ۵

”	اے عجب آن عہد و آن سوگند کو	وعدہ ہاے آن لیے چون قند کو
”	گر فراق بندہ از بد بندگی است	چون تو باید بد کنی پس فرق چیست

## جواب میر احمد بہ پید ضیا اللہ

- ” نامہ عنبرین شمامہ یگانگی را عطر آمود ساخت - و خاطر پر اگندہ را بہ جمعیت فراہم آورد -  
 ” ملازما گر انباری کو بہاے محبت بہ حکمی انا عن ضنا الامانة علی السموات والارض  
 ” معلوم است کہ ہیا کل افلاک با جنان رفعت و سائر مکونات با آن ہمہ عظمت در تحمل این بار چہ

دو بیچ تاب خوردند و پشت نم گشته سیر از کار باز زدند- و سر در انبیا صلی الله علیه و سلم سچہ آسانی برگرفت  
 دو و اولیاء است قدس الله امر از ہم بہ طفیل متابعت آنرا از دانه خشتی اشس ہم کمتر از گاشتند  
 دو و بدوش نیاز بر گرفته لغره اهل من مزید زدند- لکن با حیوان صفتان از ان دانه ہمین دانه پنداشتیم  
 دو که ثمره اش سهو و نسیان و برگش غفلت و عطلت است الحمد لله و المنه که فریاد انا ظلمنا عند ربنا  
 دو است و اشک ندامت شوینده داغ گناه ۵

دو بغیر از عند تقصیر اندرین راه ندارد چاره بیچاره درویش

دو باری با ستم ادمت عزیزان و برکت انقاس ایشان امید هست که پرده غفلت و نسیان از پیش این  
 دو خیر اندیش بر انداخته شود و ذره از عالم محبت نصیب گردد ۵

دو کوتاہ کنم سخن کزین پس وصل است جواب نامہ و بس ،،

## (۵۸) میر عبد الجلیل نور اللہ ضریحی

خلف الصدق میر احمد مر قوم با اتفاق جمهور از خواص اتقیا و اجله علماء عالی مقدارند  
 و در تزکیه قلب و تصفیہ باطن و تقدس ذات و جلال صفات یگانه روزگار همواره دل بیاد  
 سلطان حقیقی بستند- و کم نخبست سلطان مجازی ۵

مرد حق در عین دنیا داری از دنیا بری ست ملک در دست سلیمان نیت در انگشتری ست

و از مناقب عظیمه ایشان این کہ بزمین طالع بیدار شاه ولایت کرم اللہ وجہہ را در خواب  
 مے بینند و دست بیعت مے دهند- و در قصیده منقبت زبان باد او شکر این عطیہ گیری

## کتابخانه

دین پناہ تفضل آگاہا	دل پاک تو شمع عرفان است
کرده بیعت تو در رویا	این سعادت از فضل رحمن است
دستم آخر گرفته به کرم	من شناسم که این چه احسان است
من و این رتبه از کجا لیکن	مور پرورده سلیمان است

در عالم بیداری اویسی سیدین جموی صاحب سجاده غوث صمدانی شیخ عبدالقادر  
 جیلانی رضی اللہ عنہ بوده اند و غائبانہ بیعت حاصل کرده - آن جناب کتب ادواکلی بہ مشارکت  
 استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی قدس سرہ بنج مدت میر سید سعادت اللہ بلگرامی گذرانیدند  
 بعدہ در قصبات پورب ساڑودا گرگشتند - و کتب ادواسطہ از مواضع متفرق کسب نمودند  
 و آخر در حلقہ درس شیخ غلام نقشبند لکنوی سرشتہ تحصیل بہ انتہا رسانیدند - و علم حدیث  
 از قطب المحدثین میر سید مبارک بلگرامی نور اللہ مضجیہ مند نمودند - و در جمیع علوم عقلی و نقلی  
 خصوص حدیث تفسیر و لغت و فنون عربیت و تاریخ و موسیقی اقتداری عظیم بہم رسانیدند  
 حافظہ شریف بہ مرتبہ بود کہ قاموس اللغہ من اولہ الی آخرہ از برداشتند - و احادیث بیوی  
 و اسماء الرجال و اشعار و امثال و اخبار فن تاریخ آن قدر مستحضر بود کہ محاسب اندیشی بہ کمبخت  
 آن نمی تواند بر چشم روزگار کس سال صاحب کمالی باین جامعیت کم مشاهده کردہ  
 نام بلگرام بہ میامن و جو و فایض الجود شہرہ آفاق گردیدہ - ملاقات آن جناب با سید  
 علی معصوم مدنی مصنف سلفۃ العصر در اورنگ آباد و کن اتفاق افتاد - سید علی می گفت

من در تمام عمر خود جامع علوم مثل میر عبد الجلیل ندیمم - ترجمه سید علی معصوم در دفتر ثانی مطور  
می شود و شیخ غلام نقشبند لکنوی قدس سره همیشه تعریف و توصیف می نمود شیخ غلام  
نقشبند دائره تاریخی از نتایج فکر خود به علامه مرحوم فرستادند و طریق وضع دائره بر زبان تسلیم  
نیاوردند - آن جناب بقوت فکر کته دائره دریا قته دائره دیگر با زیادت لطافت از خود طرح  
کرده بحضرت شیخ ارسال داشتند - حضرت شیخ مکتوبی بخط خاص قلمی فرمودند که نسخه  
اش این است :-

« میر و الامدراج انسانی مجمع فیوضات ربانی سلامت گرامی نامه خلعت شامه تل بر رسیدن بگرام و تقوی  
خدمت بخشی گری و دفاع نگاری کجرات رسید سرت فراوان بخشید - الحمد لله که بر وفق خواهرش دوستان  
با جمعیت این طرف تشریف آوردند - فقیر اخلص صمیم دانسته از یاد و دعا غافل ندانند حق سبحانه  
همیشه در ترقی جمعیت نشاتین دارد - دیگر رساله اعجاز از دائره رسید زبان از مدحت آن قاصر است  
حقا که ذات سامی آیات درین زمانه بے عدیل است الله تعالی این افاده مستدام دارد ز به فطرت  
صائب و ذهن ثاقب که سرش معلوم نموده دائره از خود وضع نمودند غرض که کمال سامی از تحریر بیرون است  
دیگر از اشتیاق گرامی صحبت چه برگذارد الله تعالی بوجه احسن میر آرد و اسلام « انتهى المکتوب -  
و بر طریق دائره مذکور محرز مطور هم دائره تاریخ وصال علامه مرحوم طرح کرده در مجلد  
ثانی خواهد آمد -

آن جناب بعنایات سرمدی از دولت نشاتین کامیاب بودند - و بمنطبق آیه فیض  
پیرایه و اتیناه فی الدنیا حسنة و انه فی الآخرة لمن الصالحین از جمعیت

صورتی مضمونی حظی و فردا شدند. ابتدا ع حال با اتفاق استاد المحققین میر طیفیل محمدر روح اللہ  
 روحہ بارادہ تحصیل علم قصد استقرار خلافہ اگرہ کردند. و بالذات فضائل خان میرنشی  
 خلد مکان کہ در آن ایام از ملازمت سلطانی و اماندہ در آن بلدہ گوش نشینی اختیار  
 کردہ بود بر خوردند و بہ اعانت او چندی در آن مقام حل اقامت افگندند تا آنکہ شاہ  
 حسین خان از درگاہ خلد مکان بہ دیوانی سرکار لکنو مامور شدہ از دکن بہ اکبر آباد رسید  
 آن جناب بہ رفاقت شاہ حسین خان از اکبر آباد بہ لکنو آمدند و مدت پنج سال در آنجا  
 بسر بردند و از خان مذکور رعایات فراوان مشاهده کردند. ابتدا ع ترقی صورتی ازینجا  
 و تلمذ بخدمت شیخ غلام نقشبند لکنوی قدس سرہ درین ایام واقع شد و چون شاہ حسین خان  
 از دیوانی لکنو معزول شدہ بہ دیوانی صوبہ پٹنہ منصوب گردید در رفاقت او بہ بلدہ  
 پٹنہ تشریف بردند و چندی در آن الکہ بہ جمعیت گذرانیدند و بہ تقریبی آمدن بلگرام اتفاق  
 افتاد۔ درین ایام سید محمد فیض زیندار بلگرام بجلت حادثہ خان عالمی چنانچہ در ترجمہ  
 او سابقین تحریر یافت۔ بارادہ درگاہ خلد مکان عازم دکن شد۔ علامہ مرحوم بنا بر لبطی  
 کہ با سید محمد فیض داشتند کہ رفاقت بر بستند و با اتفاق خود را بارود ع خلد مکان رسانیدند  
 ملاقات آن جناب با ناصر علی در اورنگ آباد درین سفر واقع شد و بفرصت کمی معاودت  
 بلگرام دست داد۔ درین ایام خبر رسید کہ شاہ حسین خان در مرشد آباد دارالملک بنگالہ پیالہ  
 مرگ چشید۔ آن جناب در تاریخ می فرمایند ع

ذات اوستظهر آیات جلی

خان خورشید زبناہ حسین



آن امیری که در انواع مشکوه	داشته مرتبه بے بدلی
که هر شکری وزیران جهان	پهلوی را بے منیرش عملی
در هزار و صد و هشت از هجرت	کردند صفت به ریاض ازلی
سال تاریخ خردگفت چنین	با دحشرش حسین بن علی

بعد وفات شاه حسین فرزند ارجمندش میر محمد رضا هم زلف شاهزاده عظیم انشان  
 بن شاه عالم از بنگاله اراده آستان غلدر مکان کرد و وارد بلگرام شد و در دیوان خانہ  
 علامہ مرحوم روزے چند آرام گرفت و او و علامہ مرحوم با اتفاق در سال ۱۱۰۰ هجری  
 و الف را بگرایے دکن شدند. و بعد از طی مراحل و قطع منازل در اسلام پور از توابع  
 بیجا پور سردیق عالم گیری را در یافتند. روزے علامہ مرحوم دار و مجلس میرزایار علی بیگ  
 سوانخ زگار حضور محلی شدند. میرزا اصنا بطه داشت که همیشه کتاب قاموس تصحیح و مقابله  
 می کرد و اوقات را صرف این شغل می ساخت. آن جناب اشکالی چند از قاموس  
 بر مستقدان محفل عرض کردند. ناخن اندیشه هیچ کس بگره کشائی و ان رسید. آخر آن جناب  
 با فادہ محل مقامات پرداختند و حضار لب به تحسین کشوند. میرزایار علی بیگ لوزم قریب  
 چنانچه باید بجا آورد و با ظهار کمالات صوری و معنوی خاطر بادشاه را متوجه ساخت. پادشاه  
 به منصب شایسته و جاگیر چند از محال سائی پور قریب بلگرام و خدمت بخشی گری و وقایع نگاری  
 گجرات شاه دوله پیرایه امتیاز بخشید. آن جناب تاریخ خدمت چنین انشا کردند

عنا لباً اسلام پوری خواهد بود.

مرا از جناب خلافت عطا شد	زر و کرم خدمت عیش افزا
نزد گفت تاریخ تفویض خدمت	وقائع نگاری گجرات زیبا

آن جناب از دکن اول قصد وطن کردند و در ذیحجه سال مسطور بوصول بلگرام  
 مسرت اند و ختند۔ و در محرم ۱۱۳۳ ثلث عشر و مائتہ و الف از بلگرام متوجه گجرات شدند  
 و غرہ شہر بیچ الاول ہمین سال گجرات را مورد برکات ساختند و قریب چہار سال  
 ہر دو خدمت را با استقلال تمام سرانجام دادند۔ و در ۱۱۶۴ ست عشر و مائتہ و الف  
 عزل در میان آمد آن جناب متوجه وطن شدند و در ماہ جمادی الاول ازین سال سوا  
 بلگرام را از پرتو قدم منور ساختند۔ درین وقت از ولادت مولف اوراق سہ ماہ گذشتہ  
 بود۔ میرزا یار علی بیگ غائبانہ نقش قدر دانی زد۔ و ہم درین سال بخدمت بخشی گری  
 و سواخ نگاری و وقائع نویسی سرکار بہکرو و سرکار سیوستان از پیشگاہ خلد مہکان ہر اے  
 ایشان گرفت۔ و سند درست کردہ مصحوب قاصد اجیر روانہ بلگرام ساخت۔ و قلمی نمود  
 کہ عوض دو خدمت چند خدمت تفویض شد۔ باید کہ لقب سفر دکن نہ کنند و از وطن روانہ  
 مہکان خدمت شوند۔ و قاصدے دیگر با نقل سند جانب بہکرو سیوستان فرستاد۔ و از تقریر  
 خدمات با علامتہ مرحوم مردم آنجا اعلام نمود۔ قصداً قاصدے کہ رخصت بلگرام یافتہ  
 بود در اشنائے راہ تلف شد۔ چون زمانہ بسیار از میعاد قاصد گذشت۔ میرزاے قدر شناس  
 سند ثنی از وفاتر بادشاہی درست کردہ با قاصدے ارسال بلگرام نمود۔ آن جناب بعد  
 وصول این نوید در ماہ جمادی الاولی ۱۱۶۴ سبتہ عشر و مائتہ و الف از بلگرام سمنہ عوم جانب

ملک سنده به تخرابش آوردند. دست و چهارم رجب المرجب سال مذکور بلده بکر از  
 جلوه والا برافروختند و مستبد خلافت را به تمکین عالی از دست بکشیدند. و بعد رحلت تملک  
 مکان چون قدر و منزلت آن جناب نقش خاطر شاهنژاد باو جمیع ارکان سلطنت بود  
 در طبقات لاحقه بے آنکه از بکر حرکت کنند ارکان سر پر خلافت و در هر عمر ستمتقلال  
 خدمات ارسال نمودند تا آنکه در عهد محمد فرخ سیر پادشاه از نیزگی قدرت الهی برگشته جوی  
 از توابع سرکار بکر نیز با سبب نبات مثل زاله خورد از ابر بارید. و به نزول این جلوه غیبی  
 کام و زبان عالی شیرین گردید. آن جناب درین سال غیب رباعی انشا کرده در فرد  
 وقایع معروض بارگاه خلافت ایستادند که

فرخ سیر آن شهنشه بایرکاست	بجرح از ادب او شده شیرین حرکات
در سده یمن عهد عشرت ممدش	بارید سحاب بر زده تند و نبات

میر حمله سمرقندی که در آن زمان راتق و فائق نهمات سلطنت بود و سواد حضور علی  
 با و تعلق داشت و آخر صدر الصدور شد به مجرد ملاحظه فرد و قانع بے آنکه حکم به تحقیق کند  
 حل بر خلافت واقع نموده در او اول شالست و عشرین و نمانه و الف معزول ساخت  
 آن جناب در همین سال از بکر جانب دارانخانه شاه جهان آباد حرکت کردند و در جلوه  
 که نواب قطب الملک سید عبدالصمد خان وزیر اعظم و امیر الامرا حسین علیخان یکجا بودند  
 کیفیت به معرض اظهار آوردند و رباعی مسطور به سمع رسانیدند. امیر الامرا در همان مجلس حکم  
 بحالی خدمات فرمود آن جناب سند حاصل کرده به بلده بکر فرستادند. و شیخ محمد رضا بگری

فرستادند. و شیخ محمد رضا بکری را غائبانه نائب ساختند. و در سنه ۱۱۳۱ ثلثین و مائت و الف  
 خود مستعفی شده خدمات را بنام فرزند ازجند میر سید محمد مظله گرفتند و در سنه ۱۱۳۲ اشین و ثلثین  
 و مائت و الف بعد شانزده سال بلکه ام را از مقدم سامی مستعد ساختند. و یک سال  
 اقامت گزیده متوجه دار الخلافه شاهجهان آباد شدند کاتب الحروف در وقت مقدم شریف  
 بوطن هفده ساله بود و این اول رویت است که در سن شعور فقیر واقع شده و بنده  
 و میر محمد یوسف که ماهر دو دخترزاده حقیقی آن جنابیم به شرف تلمذ سعادت اند و حقیق و سند حدیث  
 مسلسل بالاولیه و حدیث الاسودین و اجازات اکثر کتب احادیث حاصل کردیم بعد  
 در سنه اربع و ثلثین و مائت و الف ماهر دو برادر به دار الخلافه شاهجهان آباد رفتیم و در آنجا  
 قریب سه سال صحبت عالی در یافتیم. و بعض کتب حدیث و برخی از کتاب قاموس  
 و فنون دیگر کسب نمودیم از عهد عالم گیر خلد مکان تا عصر محمد شاه جمیع امرا و عظام اعزاز  
 اکرام جناب اقدس بجای می آوردند و تشنه صحبت و الای بودند. طریقه آن جناب صدق  
 صفات و طاعت الهی و دوام آگاهی بود. و کمال تکمیل و وقار داشتند. و با وصف اختیار  
 خدمات پادشاهی همواره از وقایع دیانت و امانت فرو نمی گذاشتند. سید حسین امتیاز خان  
 متخلص به خالص صفایانی از دیار هند عازم ولایت شد. چون به سیستان رسید خدایار  
 خان مرزبان سند در سنه ۱۱۳۱ و ثلثین و عشرين و مائت و الف سید حسین را به قتل رسانید  
 و اموال لکوک را متصرف شد و به علامه مرحوم پیغام کرد که این خبر در سوانح پادشاهی طوریکه  
 واقعی است داخل نباید کرد و هزار اثرنی طلا که مقابل چهارده هزار روپیه باشد تسلیم می کرد

علامه مرحوم دست برداروند و فرمودند به عنایت الهی شرفی دارم محتاج نیستم اگر  
 امروز خبر واقعی به تسلیم نیارم فردا در حضور رب العزت تعالی شانه چه جواب دهم. و اکثر  
 خبر را باب استحقاق خصوص بطریق اخفای گرفتند. و بر مضمون فیض مشون آن  
 تحفوها و توتوها الفضل غنوی خیرکم عمل می کردند. و بعد از آن فرانس و سنن اعظم اشغال  
 مطالعه کتاب بود. و روز جمعه بعد نماز صبح تا قبل استواد لائل الخیرات ختم می کردند. و در  
 میان حسن یعنی زدند. و نسخه دلائل الخیرات را که وظیفه خاص بود بدست مبارک  
 خود تحریر نمودند. و امروز این نسخه موجود است. و قریب استو غسل سنون روز جمعه پرداخته متوجه  
 مسجد می شدند. و در ماه مبارک رمضان روزانه به بیت الخلا می رفتند. و در سفر  
 و حضر نماز تراویح ترک نمی شد. و از صفات رضیه این که چون قصد کتابت می کردند  
 اول تمهید و حمد و صلوة بر قرطاسی معین می نوشتند بعد از آن شروع به کتابت مقصود می کردند  
 و تا آخر عمر این عمل ترک نه شد. کتاب خانه عظیمی در زمرة باقیات صالحات گذاشته اند  
 اکثر این کتب را بدست مبارک خود اصلاح و مقابله نموده اند و نسخ بسیار به خط خاص  
 نوشته اند. و در اول خط تعلیق بغایت شیرین می نوشتند. بعد از استعلیق خطی  
 طبعی ایجاد کردند. نهایت شیرین و دل نشین که چشم ناظران را جلا می فرزاید. و ذوق  
 کتابت به مشایبه داشتند که در او اخرا یام اقامت بهر کتاب مبارک صحیح بخاری است کتاب  
 نمودند و در عهد و مقابله بودند که عمل خدمت در میان آمد. آن جناب به عزم شاهجهان آباد  
 خیمه را به نوشهره که موضعی است در سواد بهر بر آوردند و محض برائے مقابله صحیح بخاری مدت

شش ماه مکث کردند و چون توابع و لواحق بسیار در رکاب بود مبالغه الوفا به صرف درآمد  
 و الیوم آن نسخه متبرکه که در کتاب خانه والا موجود است - تاریخ ولادت با سعادت که بخط خاص  
 مشاهده افتاد - سیزدهم شوال سنه احدی و سبعین و الف مولد و منشا بلگرام - و وصال  
 و الاشب شنبه بست و سوم شهر ربیع الاخر ۳۸۸ اله ثمان و ثلاثین و مائة و الف در دار الخلفه  
 شاهجهان آباد واقع شد - لغش مبارک حسب الوصیه به دار السلام بلگرام نقل کرده روز  
 جمعه اول وقت عصر ششم جمادی الاولی سال مذکور در دستم پدر بزرگوار امیر احمد مرحوم  
 دفن ساختند - عمر شریف شصت و شش سال و شش ماه و ده روز از نتایج طبع والا  
 مشنوی است مسمی به امواج الخیال در تعریف بلگرام مطلعش این است **ه**

آب و گل من که فیض عام است	از خطه پاک بلگرام است
---------------------------	-----------------------

همانادین مطلع اشعاری است باین که عنقر لطف به مسقط الراس جمع می کند و فرج  
 باصل باز می گردد - و از جمله آثار کرامت این که جسد مبارک با وجود حرارت آفتاب  
 و امتداد مدت که در عرض چهارده روز تابوت از شاهجهان آباد بوطن رسید سالم و صحیح  
 برآمد و در هیچ عضو اصلاً تغییری راه نیافت جسد مطهر را از تابوت بر چهارپایه گرفتند  
 نوعی که میت تازه رامی گیرند - و بر لب قبر آوردند - و چادر زیر کمر گرفته در کف فرود آوردند  
 استاد المحققین میر طفیل محمد طاب ثراه در قبر در آمده بخاک سپردند - راقم الحروف آیه کریمه  
 اطلعك لهم عقبه الدار جنات عدن تاریخ بر آورد - و ایضاً آیه کریمه للذین احسنوا  
 الجنة و نزیاده در تفسیر بیضاوی گوید الحسنی الجنة و الزیاده هی اللقاع

طرفه آنکه آیه کریمه للذین احسنوا الحسنه و نزلت اکثر بزبان شریف جاری نمی شد و در  
منشآت و الا پیشتر واقع شده - میر سید محمد سلمه الله تعالی خلف الصدق ایشان پادشاه  
از منشآت و الا جمع کرده اند و قتی سید اسمعیل بلگرامی خلیفه شاه عبدالرزاق بان  
قدس الله اسرار چهار قعه به علامه مرحوم تحریر نمودند - نسخه اش این است :-

دو میر صاحب مشفق مهربان فیض رسان سلامت - حقیقت نوم و یقظه برابر اباب معانی منکشف

» و هوید است بعضی نوم را بر یقظه ترجیح داده اند و بعضی یقظه را بر نوم این معنی را مشروحاً تحریر فرمایند

» و السلام علیکم و علی من لدیکم «

علامه مرحوم جواب تحریر آورده اند نسخه اش این است :-

» بیدار دل - خوابیده هوا - ثابت مقام تسلیم و رضا سلامت - از معارضه قوم در تفصیل یقظه و نوم

» نگارش رفته - رمز آگاه اگر چه منطوق کلام الناس میام فاذا ما اتوا انتم هوا و حدیث شریف

» اختصاص ملاء اعلی در تصدیق عمل یقظه به بالا و به انحطاط در حبه جواب دارد

» چشم تونه نخت ماست پر خواب چراست

» اما مضمون کریمه و تحسیرم ایفا ظواهرهم رفق و تغلبهم نه ان الیهین و نه اتا الشعال

» باعتبار کفاله تغلب که شتمل است بر اسرار عجیب دلالت بر رفعت شان از خود

» خوابیدگان دارد

» ز سبب مراتب خوابی که بنزیداری است

» و اگر چه ظاهر خطاب تم با زمان ناظر به ندیم است - اما تعظیبه بفضل عبا مشعر بنایت تعظیم و





یعنی گوشه زاند لباسی که بر دوش مبارک بود پوشانید. و پاپے مبارک بر سینہ او گذاشت  
تا تسکین یافت و بخواب رفت. چون وقت نماز صبح نزدیک رسید فرمود قم یا نومان یعنی  
بر خیز اے بسیار خواب قوله. عبود بفتح عین ممله و تشدید باء موحده مضموم نام غلامی سیاه  
که هفت سال خوابید و اول در بهشت در آید سببش این که پیغمبر آن عصر را است  
در چاهی مجلس کردند عبود ایمان آورد و پنهان از قوم خبرے گرفت. قصه به تفصیل در قافیه  
در ماده عبود مذکور است و چون درین کتاب نسب سادات بلگرام لازم گرفته شد ایراد  
قصیده که در بیان نسب خود به نظم آورده اند مناسب افتاد و اطباء در مقام خود  
مضائقه ندارد. قصیده این است: —

احسان ماست بر همه از سایه گتری  
فرعش گذشت از نهر این چرخ جنببری  
آرایش منصفه پاکیزه گوهری  
دریاے فیض سانی تصبیا کوشری  
فرمود در محیط شهادت شناوری  
ایزد نصیب دشمن او کرد اتری  
پیدا است از مناقب و شان حیدری  
کردی شکار شیر زرد و دلاوری  
پیچید در دماغ نسیم معطری

مایم نخل سبز ریاض پیمبری  
نخلی که اصل ثابت او ختم انبیا است  
آن ختم انبیا که بقول است دخترش  
آن دختر نبی که بود شوهرش علی  
فرزند او است خاسر آل عباسین  
سجاد آنکه آدم آل حسین بود  
زید شهید مصحف اسرار اهل بیت  
عیسی که شد بموتم اشبال مشتر  
سید محمد آنکه جهان را از خسلی او

سید علی که بر در عالم پناه او  
 حسین شمشه ایوان کمر مت  
 سید علی عراقی که فیض مشمش  
 سید حسن که اختر اوج سیادت است  
 سید علی که دشمن شوریده بخت را  
 شادابی بهار گلستان خلق زید  
 سید عمر که سرور عالی مقام بود  
 زید سوم که خسرو تسلیم فقر بود  
 یحیی که در ریاض صفات کمال او  
 سید حسین منتخب دوده شرف  
 داود آنکه دشمن فولاد جسم را  
 والا که ابو الفرج واسطی که شست  
 سید ابو الفراس که هنگام کارزار  
 ثانی ابو الفرج که باین حد خویش  
 سید حسین صاحب شمشیر خونچکان  
 سید علی که صادم خارا شکاف او  
 جد کلان محمد صفری که تیغ او

کیوان ستاده است به عنوان قنبری  
 روح الامین کند بدرواقش کبوتری  
 خاک عراق یافته از عرش برتری  
 کسب سعادت از نظرش کرد شتری  
 سازد کباب آتش خورشید محشری  
 می کرد در تحفظ دلسا صد تبری  
 در بزم او همیشه فلک گرم محجری  
 کردی از روی آئینه دل سکندری  
 یک شهر چشم حیرت بیان کرد عبهری  
 باشد چراغ انجمن افروز همتری  
 چون موم نرم ساخت نوبت بهادر  
 از آب ذوالفقار بس نقش کافری  
 آمد ز دست او همه کار غضنفری  
 روز نبرد شیر نیتان صفدری  
 با قلب دشمنان نگش کرد خنجری  
 چون ذوالفقار مژده از فتح خیمبری  
 بر بلگرام یافته فتح و مظفری

مفتوح گشت در زمین شاه آتش  
 در سال شصت و هجده و پنجاه فوت کرد  
 شعبان در روز چهاردهم صخوه بمشین  
 باشد به بلگرام هزار مبارکش  
 سید عمر فروغ جبین حسدی  
 سید حسین از نظر التفات او  
 سید نصیر آنکه بمجدد ابق نام خود  
 سید حسین کان سخامعدن صفا  
 سالار از فروغ ضمیر سید او  
 لطف الله آنکه قطب پهرو لایت  
 دادن که نام او ست خدا داد از پدر  
 جبار بقیله حضرت محمود دین پناه  
 عالیجناب سید نوح آنکه عرف او  
 سید حسین خلق مجسم که ذات او  
 محمود در فضائل کسبی و موهبی  
 عبد اللطیف آنکه زابناے روزگار  
 احمد که صاحب قلم و سیف قاطع است

تاریخ آن زلفظ خدا داد بشهری  
 آسود بر لبساط معلای عبقری  
 کرد از جهان به ملک مقدس سافری  
 بر مرقدش کند ملائک مجاوری  
 اور است بر سپهر شرف شان اختری  
 مینا ز موی کند و سنگ گوهری  
 باز مره ستم زدگان کرد یاوری  
 از گوهرش جمال شرف یافت زیوری  
 در یوزه شعاع کند مهر خاوری  
 مردان راه را بخدا کرد رهبری  
 صاحب کرامتی است ز تعریف ماوی  
 کردن دهن دانش به چکش مسخری  
 باشد پیاره سر و گلستان سرودی  
 خورشید سان مثل شده در ذره پروری  
 بهمتای او نه زاده زار حام عنصری  
 ممتاز بلوده در عمل فیض گستری  
 بهرام و تیر بر در او کرده چاکری

احمد پسر گزنت ز لطف برادری	عبدالله آن برادر عبد اللطیف کو
وصفی زمین فصاحت سبحان والوری	عبد الجلیل از پس احمد نم کہ ہست
آرند سرفرو مستنبی و جہستری	انجا کہ نغمہ نے کلکم شود بلیت
ورنہ سزاسے رتبہ بمن نیست شاعری	مقصود من تفنن طبع است از سخن
با من خطاب جو ہر اول ز محشری	دریاے موج خیز علومم کہ می کند
شام بلند کردگر از تو انگری	ایزد مرا بہ علم و عمل امتیاز داد
گویم بہ نفس خویش کہ از جملہ کتتری	با وصف این فضائل صوری و معنی
افشانہ این لالی بحر سخنوری	در یک ہزار و یک صدر و یک کلمک سطلی

رقم الحروف سبسط حقیقی آن جناب و ذرہ در یوزہ گر آن آفتاب است بحال من بیچہر آن  
عنائتی خاص داشتند۔ و در ایام ملازمت دار الخلافہ شاہجہان آباد کمر فرمودند کہ مے خواہم  
بہ وجود شما نشانی از من باقی ماند۔ حقوق والا از تربیت دینی و دنیوی از ان زیادہ است  
کہ بہ ذرات زمینی با کوکب آسمان تو ان شمر و چیس کہ از دست این ناتوان بر آمد ہمین کہ در  
اما کن فیض موطن سیمامو چہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست و عا برداشتم  
و بزبان نیاز و حضور دل این خدمت بہ تقدیم رساندم و ثواب یک عمر بہ روح اقدس نیاز کردم  
بقدر استعداد کہ آن ہم پر تو عنایات عالی است قصیدہ بزبان عربی در مدح اقدس انشا کردم  
امید وارم کہ این ہدیہ حقیر از روح فیض رسان نظر قبول یا بدو خدمتے کہ از نہایت اخلاص  
بجا آورده شد بجا سے رسید کہ مولانا سید مصطفی بن سید عمر روسی سورتی ہر گاہ این قصیدہ را

شنید فرمود هذ قصیده بحق آن یغبط فیها یعنی این قصیده استحقاق دارد که غبطه کرده شود  
در آن - رسید احمد امام زاده یمن شرحی برین قصیده نوشته -

سید احمد از اولاد ائمه یمن یعنی سلاطین آنجا است - در طبقه سلاطین حال یمن اول  
کس که به سلطنت رسید قاسم بن محمد لقب به امام منصور بالله است از ذریات حسن مثنوی  
بن امام حسن سبط رضی الله عنه و پسر او حسن بن قاسم صاحب سیف و شجاع بے نظیر  
بود - و ترکان روم که از مدت بر دیار یمن مسلط شده بودند آنها را مغلوب ساخت - و در سنه  
سبع و اربعین و الف قاضیه سردار ترکان امان خواسته از یمن بدر زد و خود را به مکه معظمه

رسانید و بقیه ترکان امیر مصطفی را سردار گرفتند و زبید را غنبط کردند - و از ترس شمشیر حسن  
نه توانستند پا قایم کرد و در سنه ۴۹۹ تسع و اربعین و الف امیر مصطفی نیز از یمن برآمد و رو به مکه

معظمه آورد - بلا دین به امام زبیدیه قاسم بن محمد قرار گرفت - و بعد فوت او پسرش بن قاسم

ملقب به موید بالله بادشاه شد و بعد فوت او برادرش متوکل علی الله اسمعیل بن امام منصور

بالله قاسم بن محمد به سلطنت رسید و بعد فوت او پسرش موید بالله محمد بن اسمعیل بر تخت

نشست - و بعد فوت او مهدی الدین الله احمد بن حسن مخزج اتراک بن قاسم بن محمد بر سر پر

فرمانروا برآمد و بعد فوت او محمد بن احمد بن حسن مخزج اتراک مستدوار الی آرا است

و بعد فوت او حسین بن قاسم از احفاد منصور بالله قاسم بن محمد جلوس نمود - و بعد فوت او متوکل

علی الله قاسم بن حسین بن احمد بن حسن مخزج اتراک علم فرمان دہی افراشت - و بعد فوت

او ناصر الدین الله محمد بن اسحق بن احمد بن حسن مخزج اتراک نگین ملک بدست آورد و بعد یک سال

مخلوع شد - و نوبت فرمان روا کے یہ حسین بن متوکل علی اللہ قاسم بن حسین بن حسن  
مخرج اتراک رسید - و بعد فوت او پسرش عباس بن حسین تاج سلطنت بر سر گذاشت - و امام  
این عصر اوست - نسب شارح قصیده به دو واسطه به امام مهدی الدین اللہ احمد بن حسن مخرج  
اتراک می رسد برین پنج سید احمد بن عبد العبد بن ابی طالب بن احمد بن حسن چند روز نوبت  
سلطنت بعض ارض یمن به عبد اللہ پدر شارح قصیده هم رسید بود - آخر حسین بن متوکل علی اللہ  
قاسم مذکور عبد اللہ به دو غایت کرد و سلطنت را متصرف گشت - عبد اللہ تا وقت تحریر  
در قید حیات است - سید احمد شارح قصیده بعد حسین پدر به ملک دکن افتاد و با نواب  
نظام الدوله شهید به وساطت راقم الحروف ملاقات کرد - نواب فراوان رعایت و تعظیم  
و تکریم بجا آورد - قصیده مذکور این است

طرفك الناعس المراض يشفيه  
ما كنت ادرا نحو الجرم يشفيه  
ونجني من حرام انت موربه  
مهفهف ثقل الاراد ان يشفيه  
احبته بدواء النجر من فيه  
غض رطيب من العينين استقيه  
الهجر يقنله والوصل يجيب  
بحق مقلته العبراء خليه

ادراك عيلا لقاء منك يكفيه  
كمت داني عن العذال محتره  
قداوني عن سقام انت منشاه  
لقد ثقي عطفه عن مخرم دنف  
دعي لاله سقامي لو يعالج من  
وجدا العيش لو يمسه على مقلي  
شان المحب عجيب في صباته  
يا جازة تهيجت بالنصح لوعته

لولا ما شاق عرف الصبا سحر  
 الياء بارشا الوعاء معدرة  
 لو ائني قطعت الكباد هن متى  
 ايا صواب الكباد مقطعة  
 اذ ادنى فمهاة البيد تشبيه  
 عزالة تقرع الاساد قاطبة  
 كهف الايام امام الكون اكره  
 السيد المتقى عبد الجليل له  
 جدك ملاذى واستاذ ومستند  
 علامة ناقلة للعقول متقنة  
 شمس تفيض علينا نورها ابد  
 بدر سناه اصيل غير منتقص  
 بحر غنى عن الاصداف جوهره  
 لقد تحلى بتقوى الله خالصة  
 ان جل في حزة السلطان نصيب  
 توارث الفضل عن اباة اقل ما  
 رب السموات والارضين يوم غدا

ولم يكن بارد الظلماء تشبيه  
 وانت عن رشا البطحاء لتليل  
 راينه في كمال الحسن والنتيب  
 قد لكن الذي ملقنته فيه  
 او فاس فالباقة الخضر اعتمكية  
 الا الذي سيد السادات  
 عون الذي حادق الايام يرميه  
 مجد ائيل من اباة يحويه  
 رب الورى بصنوف الخير يحويه  
 فحامة جامع المنقول محصيه  
 حاشا اذا اجنت الظلماء تطويه  
 وكل ليل كما فى الان تلفيه  
 ونفس همة العليا ترسيه  
 والله عن سائر الاكوان يعنيه  
 فليس هذا عن الرحمن يلهيه  
 وبعد ذلك فى الاولاد يتيه  
 من المواهب اعلاهن يوليه

يا ايها البحر شنتفت المسامع من	در الى ساعل فخر طاس تلقية
ان ظل سبحان في بطن الثرى حيا	فانت من هذه الانفاس عجية
وانت في شعراء الفرس ابغهم	يا طيب ما بلسان الهند عليه
موكلاى اوتيت علما زانه عمل	وعنصر اجوهر الحسنه مجليه
لم يرتكب ناظر الغر لان نشوته	الى سبيل التقى لو كنت تقديه
ايا ابن احمد فرغ الماجدين الى	محمد نور الدنيا تجلب
خلقت في نسب عال وفي حسب	مسلسل ليست الا قلام تحية
لان كسب المعالي من اولى شرف	ارتفاكم من فخار انت مبدية
ان الورى لعلوا الحياه يرفعهم	انت الذى بسمو النفس تغلب
ما شاد مثلك ببيان العلا اح	نعم على شرف الافلاك تبنيه
سنة الاله محلا انت ساكنه	ما ورق الغصن والوسمى يرويه
بجاء خير البريا رب اهدله	منا صلوته مدى الايام ترضيه

## حواشى قصيده

طرف بالفتح چشم فارتست - مراض بالكسر بيارم مرض - عاذل بلاست گر -

عذال بضم عين وتشديد ذال جمع نخول لا غشون - ضرام بالكسر بهزيم اقروخته - مورى بالضم

بر افروزنده آتش قوله تعالى والموريات قد حافى القاموس شى عطفه عوض - بعترم بضم هميم وسكون



غین معجمه و فتح راے محله اسیر محبت - ولف بفتح لوزن و کسر آن دایم المرض مضمف  
 باریک میان - روت سرین ارادف جمع - عرف بالفتح بوے خوش - بارق ابر باریق - شجاک  
 نمکین کردن - شیخی مضارع آن - جاره تانیث جار یعنی همسایه - لوعه بالفتح سوزش دل -  
 سقله بالضم کاس چشم - عمیر ابر بالفتح گریان رشا بفتح تین آهوبره - وعساو بالفتح زمین نرم  
 ریگستان بطحا بالفتح گذرگاه سیل پر سنگریزه و وادی مکه معظمه تیه بکسر تاء فوقانی تکبر - رنونگ پستن  
 رنماضی آن - حماة کاو وحشی شعراء عرب معشوقه را به حماة تشبیه دهند به اعتبار خوش چینی  
 چنانچه شعراء هند رفتار معشوقه را به رفتار فیل و کمر را به کمر شیر تشبیه دهند - واصل این سرت  
 که اهل هر ولایت را مالذسانی است که در اشعار خود استعمال کنند - و مذاق اینهارا خوش  
 آید - هر چند مذاق غیر آن ولایت را مستنکر نماید - اگر غیر کسب زبان بکمال رساند لاشک  
 انکار او رنگ اقرامی کرد و زوقی که اهل زبان در یابند بعینه یا قریب آن او نیز درمی یابد  
 بید بالکسر بیابانها - بیس بالفتح خرامیدن ماس ماضی آن - بانه درختی است که قزویان  
 را بان تشبیه دهند فی القاموس حبه اللیل و علیہ ستره - تلفیه مضارع الفاء بمعنی یافتن  
 ایلا بخشیدن بولیه مضارع آن تشنیف گوشواره در گوش کس کردن - رمه بالکسر و تشدید  
 میم استخوان بوسیده روم جمع - ناظر نقطه سیاه چشم یا نگاه - فنخار بالفتح نازش - شرفه بالضم  
 کنکره - شرف بضم شین و فتح راو جمع و کمی بالفتح باران مدی بالفتح غایت مسافت -

(۵۹) میر محمد جان بلگرامی

ابن عم حقیقی علامه مرحوم میر عبد الجلیل است نسبش باین طریق میر جان محمد بن

معین الدین بن سید عبداللطیف بن سید محمود اصغر بلگرامی قدس سرہ سید معین الدین  
 از عجائب روزگار و نوادریل و شمار بود و در ہوش و فطرت نظیر نداشت - علامہ مرحوم  
 اور اعقل مجسم می گفتند و تا آخر عمر پیش امراے عمد معزز و مکرم زیست برادر کلاش  
 میر احمد از طرف نواب مکرم خان حکومت بعض محالات توابع دہلی داشت -  
 چنانچہ گذارش یافت و او ہمراہ برادر بچہ دست آینی آن مواضع مامور بود و ہر دو برادر قسمی  
 اخلاص و اتحاد داشتند کہ یک جان دو قالب توان گفت و از بچہ تین ہر دو برادر  
 توان دریافت کہ یکے را حاکم کردند و دیگرے را این - چون نواب مکرم خان  
 بہ ایالت صوبہ ملتان منصوبہ گشت - سید معین الدین را خدمت عدالت صوبہ سطور  
 تفویض نمود - سید این منصب نازک را بر استی و درستی پرداخت و وضع و شریف  
 شہر را بہ عدل و احسان از خود رضی ساخت - وہم در ملتان سیزدہم شعبان ۱۰۳۳ھ  
 ثلث و ماتہ و الف بہ گلگشت فردوس برین خرامید - فرزندش سید کرم اللہ کہ ذکرش  
 می آید آیہ کریمہ بدخلہ جنات تاریخ یافت قبرش در بہان شہر در حکیم روضہ شیخ  
 موسی جیلانی قدس سرہ متصل زینہاے دروازہ گنبد مبارک جانب یسار داخل واقع  
 شدہ کاتب الحروف ہنگام مراجعت از سفر سیستان در حد و سہ سبج و اربعین و ماتہ  
 و الف بہ زیارت مرقد شریف و فاتحہ فایکہ مستحکم گردید -

میر جان محمد ولادت او یازدہم شہر ربیع الآخر ۱۰۳۳ھ ثلث و ثمانین و الف اتفاق  
 افتاد - سید عالم و فاضل و حافظ کلام اللہ وقاری بے نظیر بود - و خط نسخ جدید می نوشت

و از کثرت مصاحبت اهل فرس زبان فارسی در نهایت فصاحت و بلاغت می گفت  
 و جواهر آبداری سفت - نقاوت و طهارت کمال داشت - و شب و روز در ادای نوافل  
 و وظائف مستغرق می ماند - نه فرمود از سن نسبت سالگی نماز تہجد از من فوت نشد -  
 شبها که نماز می گذارد به حیثیتی حالت گریه و تضرع رومی داد که در وی وارد رقت می آمد -  
 و ادعیه را به سوز و دردی می خواند که جگر سنگ می گذاخت - و در سال ست دار البین  
 و ماتة و الف جذبه توفیق آبی اوراد ریافت منصب و جاگیر بادشاهی ترک داده و مقاصد  
 امر او تنعم دنیا و گذارشته اول از دار الخلاقه شاه جهان آباد به بلگرام آمد و اهل و عیال و مردم  
 قبیلہ را جمع کرد و با اینها گفت دو که نعمت و جمعیت دنیا بسیار دیدیم و خدمت شما حسب الطاقه  
 بجا آوردم اکنون که صبح پیری از شب جوانی دمیده و چراغ زندگانی به آخر رسیده منم خواهم  
 که زیارت حرمین شریفین و دیگر اماکن مقدسه رخت سفر بپوشم و بقیه ایام زندگانی را در طیبہ  
 طیبہ علی ساکنها الصلوٰۃ و التحیۃ بسر آرم - مناسب آنکه به طیب خاطر رخصت دهید  
 و امر و زاین کس را که ایام حیاتش نفسی چند بیش نمانده ازین عالم در گذشته آنکارید  
 حاصل آنکه به استرضاء اهل و عیال کوشیده و تلخی صبر برین جماعه گو را ساخته رو براه  
 مقصود آورد و عازم بندرتہ گردید و بتاریخ ہفدہم ربیع الآخر ۱۰۲۱ است دار البین و ماتة و الف  
 وارد سیستان گشت - کاتب الحروف در ان ایام ہما بخا بود بست و ہشتم شہر مسطور را از سیستان  
 روانہ بیشتر گردید - و پانزدہم جمادی الاولی سال مذکور در جہازی کہ روانہ بصرہ می شد نشست  
 قضا را جہاز در برابر بندر عباسی شکست - و خلق کثیر و اموال خطیر در کجہ ناکامی فرورفت

متصدیانِ جہاز بر کشتی صغیری کہ در رکابِ جہاز می باشد نشستند و میرا ہمدردان کشتی گرفتند  
 باری کشتی در آغوش سلامت بہ ساحلے بر خورد۔ میرا از آنجا عازم بصرہ گردید و بعد از قطع صلی  
 بسیار و جبال دشوار گذار بہ شقت تمام خود را بہ بصرہ رسانید و از آنجا بہ دار السلام بعبدا  
 و سامرہ و نجف اشرف و کربلاے معلی شتافت و شرف زیارت مزارات عالیات  
 این مواضع حاصل کرد۔

و چون نادر شاہ در عہد خود رسوم بدعت از ویار ایران بر انداخت۔ ہمراہ تافلہ  
 تجار عنان بجانب مشہد مقدس تافت۔ و بہ زیارت امام ہشتم سر باسماں نغم رسانید۔ از آنجا  
 احرام بیت اللہ بر بست۔ و بعد اداے مناسک حج و عمرہ و فوراً بہ مدینہ سکینہ علی ساکنہا  
 الصلوٰۃ و التحیۃ آمد و بز زیارت مرقد مطہر و روح سعادت ابدی استشام نمود۔ و حلقہ باب  
 شفاعت مآب ضلی اللہ علیہ وسلم بسر پنجہ اخلاص محکم گرفت۔ و بہ تمنائے موت در آن  
 بقعہ مبارک قدم از شہر بردن نگذاشت و دعاے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہر زبان  
 داشت اللهم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک و جعل موتی فی بلد رسولک۔ آخر چند ماہ در آن شہر  
 مبارک زندگانی یافت۔ درین فرصت ہمیشہ از صبح تا شام در مسجد نبوی می نشست  
 و مصاحف وقف روضہ مقدسہ را بہ تصحیح می رساند۔ و اوقات گرامی را درین شغل شگرف  
 صرف می ساخت۔ تا آنکہ پانزدہم رجب المرجب ۱۱۴۹ھ تسع و اربعین و ماتہ داعی حق را  
 لبیک اجابت گفت۔ جنازہ او را بدستور این بلدہ شریفہ از مواجہہ خیر الامام و بابین بیت  
 و منبر گذرانیدہ بہ جنت بقیع بردند و پایان قبہ سیدنا عباس و ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم بہ فاصلہ

چهار درج جانب شرق بنجاک سپردند زبیه صاحب دوتی که تمام عمر به نعمت و جمعیت  
گذرانید و در خاتمه ایام زندگانی این همه سعادات و برکات حاصل کرد. - ذلک فضل الله  
لیوتیه من یشاء و اقم الحروف در مدت اقامت طایفه مستطابیه هر جمعه زیارت جنت بقیع  
می رفت و فرزند شریف را هم زیارت می کرد. - و به خواندن فاتحه فایحه سر مایه سعادت  
می اندوخت. - و بعد عطف عنان به جانب هندوستان برادر فضائل مرتبت میر محمد یوسف  
سلمه الله تعالی تکلیف کردند که قصیده بزبان عربی شتمل بر احوال آن مرحوم انشا کرده  
شود تقدیم فرمائش ضرورت شد و این قصیده به نظم درآمد

حقی الغمام بساک هتان	ارضا هناک مرا تع الخزلان
وستقی و سرود الرایات کانهأ	قلل یهن مواطع النیران
ورعی الاله اباطحاصباءها	انزرت بلدر فی نخور عوان
وحی ریاضنا اضمت نسما نھا	فان الغرام محبته الوهان
واطال عمر ارائک سبحت بها	ورق الحی برقائق الالحان
وادام ظل الایک ایک خائل	فیرا ظفرت برویة البیران
وکسا الیربع ربی الحجاز مطارفا	مصبوغة بغرائب الالوان
دوقی همین عصبة فرطیبة	سکنوا منازل محبته و جانی
طوبی لقوم هاجر و اوتوطنوا	تلك الدیار معادن الایمان
منهم هام بارع متق سرع	ینال النبی سلالة الاعیان

السيد المقبول جان محمد  
والفاضل المتسك المتازي  
ساحي مدني في لهجة عربية  
قد لاح خط التسخ من اقلامه  
وانظر الى هذه السواد كانه  
وهو المكين على ارائك تروية  
لما اكتسى برد المشيب وما ارتقى  
ولى عن الدنيا وقد ترك الهوى  
ومشى الى خير البقاع مهاجرا  
حتى اذا بلغ المحيط وحاضه  
فظوى مفاوز لا يجهل سيرها  
واناخ عند البصرة الفيحاء  
زار المزارات العلية وارتقى  
ثم انشده وسعى الى ام القرى  
واتى للمدينة زائر القطينها  
واقام مشرويا بها متعبدا  
حتى توفي بعد عدة اشهر

هو في العار كالعرو في الابدان  
من القرأة حافظ القران  
في الفارسية استبق الفرسا  
اجي من الباقوت والمرجان  
نبت البنفسج من اصول بنا  
والمحتظ بمناصب السلطان  
من عمر الأسيديز مان  
سجت عليه عناكيا لنسيان  
سجبا على الاهداب الاجفان  
كسر السفينة طارق الحدانا  
الامن يسرى على التكلان  
فالزور في بعض مواطن الاحا  
منها وهن مناهل العطشان  
فاتي وحج البيت ذال اركان  
صلى عليه مصورا كوا ان  
وحوى نبوض الواهب المنان  
واقرفى اعلى قصور رجان

والمحتضن الخامس المعد و بعد العشر  
 من  
 دفقة عند السبط سبطا <sup>ن</sup> <sup>مصطف</sup>  
 ولعام رحلت و جدت مورخا  
 لما وصلت الى المدينة نمرته  
 و دعوت يا رحمان روضه نجيه  
 و ارفع مكانته و نرد اكرامه  
 صلوا على هذا النبي و سلموا

دعوة عند ابى عبد الرحمن

رحب اجاب مناد الرحمن  
 شرقية قبة لدى البنيان  
 نقلت موازينه من الفرقان  
 و ائتت بتخائف الرحمان  
 و افض عليه سحابا افضل  
 في حضرة المختار من عدنان  
 ما غنت الاطيار في الاعضان

## حواشی قصیده

ساکب - باران - بہتان بفتح ہا و تشدید تا و توقاتی بسیار ریزندہ - مراتع جمع مرتع بمعنی  
 چراگاہ - وردگل و رود بضم تین جمع - رابیعہ زمین بلند را بیات جمع - ارزمی باخشیہ ادخل علیہ  
 عیباً کذا فی القاموس - غانیہ زنی کہ بچسن خوبی بے نیاز باشد از زیور و زمینت عنوانی جمع  
 دلہان بفتح تین شنیفتہ - اراک بروزن سحاب درختی است کہ ازان مسواک سازند  
 اراک جمع - ورقا کبوتر ورق بالضم جمع - ایک بالفتح درخت درہم پیچیدہ خمیل زمین  
 تشیب حامل جمع - مطرفہ چادر مطارف جمع - عصبہ بالضم جباعہ - نخل بالفتح قرزند  
 سامی المدی یعنی بلند غایت - اریکہ تخت اراک جمع الاحتطای بہرہ من گذشتن  
 و یعدی بالباء کذا فی تاج المصاویر - سحب بالفتح کشیدن - جمان بضم جیم مروراید فیجاو

بفتح فاء و سبغ و لقب بصره زورای نام بغداد - منهل چشمه مناهل جمع - الارثوای سیراب شدن  
 و یعدی بمن کذافی تاج المصادقین ساکن قوله و ایتته بتجائف الریحان در حسره من  
 شریفین معمول است که وقت زیارت قبور ریحان همراه می برند و بر قبور می گذارند و باغبان  
 آنجا در رسته جنت معلی و بقیع ریحان می فرودند چه در حدیث شریف آمده که وضع سبزه  
 بر قبور موجب نزول رحمت و تخفیف عذاب است و در ضریح یعنی سیراب کن خاک او را  
 افضل یعنی بریز -

## ( ۴۰ ) سید کرم اللہین سید معین الدین بلگرامی

برادر اعیانی میرحاجان محمد مذکور است - ولادت او در شنبه ۸ شعبه و شمانین و الف  
 اتفاق افتاد - صاحب اخلاق حمیده و اوصاف پسندیده بود و حظی مستوفی از فضیلت  
 داشت - و با کتب حدیث و سیر پیشتر اشتغال می نمود و در ایام کمالت به شوق تمام کلام  
 اللہ را حفظ کرد - و در سبجیه رضیہ تقوی و صلاح و سخاوت و شجاعت یگانه می زیست  
 و مدتی از جانب دریای علوم میر عبد الجلیل مرحوم نیابت بخشی گری و و تالیف نگاری  
 سرکار به سیوستان بجا آورد آخر به تقریبی جانب پنجاب رفت - و دوم محرم روز جمعه بعد نماز عصر  
 ۱۳۳۲ لیلہ الربع و ثلثین و ماتہ و الف در سواد پلہ سیالکوٹ از دست کفاری که در آن حدود  
 مستولی شده بودند شربت خوشگوار شهادت از جام سعادت چشید - و روز شنبه در بلده مذکور  
 متصل فرش دروازه درگاه حضرت امام الحق که از ذریت طیبہ امام زین العابدین علیہ السلام



وصاحب ولایت آن مقام است مدفون گردید۔ میر کرم اللہ مرحوم مسجدی رفیع در سیوتان  
 بنا کرده و اثرے از اعمال خیر و گذشته۔ مسجد مذکور پہلوے چوبلی سوان نگاری لب  
 دریاے سند متصل در گاہ شیخ جمہ قدس سرہ واقع شدہ۔ بلدہ سیوتان از شاہیر بلاد  
 است۔ مخدوم لعل شاہباز قدس سرہ درین شہر آسودہ است۔

اکنون خانمہ تقریب جو برخی از احوال مخدوم درین محل۔ تحریر می آرد کہ بزرگی و تقدس  
 مخدوم بر عکس ظن بعضے اباحتیان جلوہ افروز شود۔

(۶۱) مخدوم لعل شاہباز الحسینی المرندی سیوتانی قدس سرہ

راقم الحروف بخط مولانا محب علی تہوی کہ از بزرگانِ عمد بود و ذکر او در شاہجہان نامہا  
 و دیگر کتب تاریخ مسطور است مشاہدہ کرد این عبارت کہ دو حضرت مخدوم لعل شاہباز  
 قدس سرہ اسم شریف وی عثمان است۔ و فقیر در لوح سنگی سیاہ دیدہ بود کہ باین روش  
 کندہ بودند۔

» شیخ عثمان مرندی قطب دین باز سپید و مرند لفتح میم و راء مملہ و سکون نون و دال مملہ قریہ ایست  
 » از قرآے تبریز، انتہی۔

نسب شریفش بہ سیزدہ واسطہ با امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ می رسد۔ صاحب  
 تذکرہ مشایخ سند گوید۔

» مولد و منشا حضرت مخدوم مرند است۔ بعد رسیدن بہ مرتبہ رجال بہ خدمت بابا ابراہیم کہ مرید شیخ جمال

- » مجرد بود ارادت آورد - مدت یک سال در خدمت آن صاحب کمال بوده به مرتبه تکمیل رسید
- » و خرقه خلافت و اجازت یافت و حضور و مجرذ زیت - و آخر به هندوستان تشریف آورد - و خدمت
- » شیخ فرید گنج شکر و شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا در یافت و با شیخ صدر الدین عارف صحبت با
- » داشت - و در سیستان رحل اقامت افگند»

### ضیاء برنی در تاریخ فیروز شاہی می آر دکہ :-

- » چون آن حضرت بہ ملتان رسید خان شہید یعنی سلطان محمد قآن از معرفت و اعتقاد سے کہ
- » داشت شرائط تواضع بجا آورد - و فتوح بسیار رسانید - و جہد بے شمار نمود کہ آن بزرگوار در ملتان
- » استقامت دارد - و خانقاہ بر اے وے بنا نمود - آنحضرت بہ اقامت آنجا رضانا داد - رود کہ
- » خان شہید حضرت شیخ صدر الدین عارف و حضرت شیخ عثمان شاہ بازمندی را در مجلس طلبید
- » و بہ عزائم اے عہدہ سرود در داد - ہر دو شیخ بزرگوار و جماعت دیگر از درویشان در سماع و رقص
- » بودند خان شہید دست بستہ ایستادہ بود و زار زار می گریست :- انتہی -

چون وصول را تم الحروف دہم ربیع الاول ۱۲۳۳ھ ثلث و الیبعین و ماتہ و الف

بہ شہر سیستان اتفاق افتاد و میر سید محمد خان بخشی گری و وقلین نگاری تفویض نموده خود

محل سفر جانب بلگرام بستند - بعد اندک فرصت عمل خدمت رو نمود و گرد ملائی بر حاشیہ

خاطر فقیر نشست شے در عالم رویا مشاہدہ می کنم کہ از کوچہ شہرے می گذرم شخصے پیش

آمد از او استفسار کردم کہ پیشتر کوچہ نافذ ہست در جواب بزبان عربی گفت - سلقاک رجال -

قدے چند رفتہ مے بینم کہ سہ کس از سناخ بروضع و لباس اہل ہند در مکانی نشستہ اند

یکه ازینها مقتداست نزدیک رفته سلام دادم و در برے شیخ مقتدا بدوزانوے ادب  
 نشتم و سوال کردم که خدمت با بحال می شود به مجرد اجتماع این حرف سر به گریبان مراقبه  
 برد بعد یک پاس کامل سر بر آورد و فرمود بحال می شود گفتم این چنین است فرمود  
 مامی گویم آخر بعد یک سال خدمت بحال شد و صحت قول شیخ به ظهور رسید چنان معلوم  
 شد که آن بزرگ بشارت فرما حضرت لعل شاهباز بوده اند قدس سره و مراقبه یک پاس  
 کامل اشارت به عرصه یک سال بود. وفات آن جناب بست و یکم شعبان ۱۳۳۰  
 ثلث و سبعین و ستمائة واقع شد.

### (۶۲) روح الامین خان

از شیوخ عثمانی بلگرام ساکن محله قاضی پوره است. تائید یافته روح القدس بود  
 و در فنون عربی و فارسی و هندی دم یکتائی می زد. و غالیه حسن و خلق و ماغمارا معظمی <sup>خست</sup>  
 بسیار ظریف طبع طلق اللسان لطیفه سنج بود. و از کمال قوت حافظه و استحضار مسائل علمی  
 و حکایات و اشعار هر سه زبان و قصائد و مثنویات طولانی از بر داشت. در هر علمی که سوال  
 می کردند. لب به حاضر جوابی می کشود. و بسعادت ارادت سید العارفین میر سید لطیف  
 الله قدس سره شرف اندوز بود. با این همه فضائل مصنوعی از دولت صوری حنلی وافر داشت  
 و کوس سخاوت و شجاعت می نواخت. همیشه صاحب طبل و علم و قیل و چشم زیت  
 و با مردم وطن و جوار و یگانه و بیگانه به احسان با پیش آمد. چند س به حکومت بست و در محال

عمدہ صوبہ پنجاب کہ سیالکوٹ و جالندرز ان حبلہ است پر داخت۔ و ایامے  
 نیابت صوبہ داری اودہ بجا آورد۔ و آخر رفاقت برہان الملک سعادت خان  
 نیشاپوری ناظم صوبہ اودہ برگزید و باوصف ملازمت بیچ گاہ شغل کتاب از دست  
 نداد و در پایان عمر کہ سن شریفش از ہفتاد تجاوز نمود صحیح بخاری و صحیح مسلم را بدست خود  
 کتابت کرد و محنتی ساخت۔ و طرفہ استغزاتی در خدمت حدیث شریف بہم رساند  
 تا آنکہ پانزدہم ذی القعدہ روزہ شنبہ ۱۱۵۱ھ احدی و خمیسین و مائتہ و الف در حجاب بہند  
 بانادر شاہ والی ایران کہ متصل شہر کرناں واقع شد و ادجلادت و مردانگی دادہ شہرت  
 شہادت بہ کام کشید و ہما بجا مدفون گردید۔ نظام الدین احمد صلح بلگرامی کہ از احفاد  
 اوست گوید

شیر افکن صف شکن روح الامین خان آنکہ و ترک تاز او اگر مرغ دیدی روز زرم بسکہ می بخشید ز رجا بہتہ و اوست او عالم تفسیر قرآن و حدیث مصطفی بود عثمانی نژاد و مولد او بلگرام شد بہ زرم شاہ بہند و خسرو ایران شہید سال تاربخش نوزم صوری و ہم معنوی	نقش اعدا بہ تیغ از لوج ہستی کرد حک آب کشتی زہرہ اش از بیم بر اوج فلک حاتم ثانی اگر گویم نباشد بیچ شک ظاہر شہر انسان شمار و باطن او چون ملک در سخن کامل عیار و نقد معنی را محک ریخت شور ماتمش بر جان افکاران نمک سال ہجرت بد ہزار و یکصد و پنجاہ و یک
---	--

و بہ مقتضای موزونی طبع متوجہ نظم می شد از دست

در سایه فرزگان رخ یار است بینید  
هر اشک که گل کرد ز نوک هر فرزگان

آسایش گل در ته خار است به بینید  
منصور صفت بر سر دار است به بینید

## (۴۳) سید عبد الواحد بلگرامی روح الله و رحمته

بن سید خلیل بن سید محمد اعظم بن سید محمود و صغر قدس سره با اتفاق جمهور صاحب  
فیض خدا و ادا است - و خداوند ولایت مادر زاد - ولادت او در سنه ۹۵۰ هجری قمری و تسعین  
و الف اتفاق افتاد - ابتدا در حال ترویج بعضی فضلاء عصر تلمذ نمود و از جناب استاد  
المحققین سید طفیل محمد نوری الله ضریح نیز استفاده کرد و فاضل مستعبر آمد - و شاطبی را یاد  
گرفت و طریق تقوی و تعبیر برگزید از صحیح تا صحیح دیگر جز ادا در فرائض و نوافل و تلاوت  
قرآن مجید و مطالعه کتاب و سلوک راه الهی کار و دیگر نمی دانست الحق ملکی بود در عصر  
انسان متخلق با خلاق حضرت یزدان مدد العزیز هیچ صنغیره پیرامن او نگرییده باشد تا به کبیره  
چهر سرد - و قتی خادم ارادت خسی از پوشش خانه به سایه گرفته آتش افروخت  
و طعام خپت طعام نخورد که مشت خسی بے اذن به سایه گرفته شد - بست و سیوم شهر رمضان  
روز چهارشنبه ۱۱۶۱ هجری و ستین و مائت و الف در دار الخلافه شاهجهان آباد به نزهت کده  
فردوس خرامید - و در باغ مومن خان که در جوار آثار شاه مردان واقع است - مدفون  
گردید - رقم الحروف گوید

در ریاضت همچو ماه نوام

سید مستحج علم غسل

ما تفتی فی سیرت و سالی رحلتش

رفت عبد الواحد قدسی مقام

سید خط نسخ بنیامیت شیرین می نوشت و نسخ کلام اللہ فراوان و کتب بے پایان  
بقلم جو اہر رقم تحریر نمود و در اواخر ایام زندگانی بہ تحریر کتاب نہج البلاغہ سعادت اندوخت  
و در ایام اقامت وطن براسے رقم الحروف شافیہ ابن حاجب کتابت فرمود  
و فقیر در ذیل کتاب این عبارت تحریر نمود :-

« دو نخبرت بحمد اللہ سبحانہ ذہ النسخۃ المسماة بالشافیہ وہی لاعلاء قوانین الصرف شافیہ للشیخ العلامة

« ابو عمر عثمان بن الحاجب الذی شاعر علی تطاعی ذہ الصناعہ و جب لغز اللہ بالرحمتہ ا لواسعۃ دا و غلہ فی اجناس

« محلا و سعاستکتبہا عن ا سید البارع والنور الساطع حافظہ کلام اللہ الجلیل السید عبد الواحد

« بن السید خلیل و انا العبد الملتجی الی ربہ السامی غلام علی حسینی الواسطی البکرمی اللہم اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین

« و المؤمنات بالنبی العربی صاحب الشفاعات وصل وسلم علیہ و علی آلہ الاطهار و صحبہ الاخیار»

## (۶۴) سید محمد اشرف المعروف بہ سید درگاہی

از سادات حسینی ترمذی ساکن بلگرام است نسبش برین منوال سید محمد اشرف

بن سید عبد الدائم بن سید احمد بن سید عبد الفتاح بن سید فرید الدین بن سید محمد بن سید عبد القادر

بن بندگی سید حسن بن سید محمد بن سید قاسم بن شاہ حسین بن شاہ اسمعیل بن سید برہان الدین

بن سید تاج الدین بن سید الحمید بن سید نعمان بن سید حمزہ بن سید حسین بن مخدوم سید احمد

زاہد بن سید حمزہ بن سید ابابکر بن سید عمر بن سید محمد بن مخدوم سلطان احمد نخعی بن سید علی

بن سید حسین بن سید محمد مدنی معروف به شاه ناصر مدفون ترندین سید حسن خمیس بن سید موسی  
 خمیس بن سید علی بن امام حسن اصغر بن امام زین العابدین علی بن امام حسین سبط رضی اللہ عنہ  
 اول کے کہ از اجداد ایشان از ترند بہ ہند آمد سید احمد تختہ است بضم تاء فوقانی و تاء معجہ  
 و تاء فوقانی بعد وصول ہند در بلدہ لاہور اقامت گزید و ہما بخا بد از الاخرہ خرامید۔ از فرزندان  
 او سید محمد بن سید قاسم در قنوج آمدہ متوطن شد۔ چون شیر شاہ شیر گڈہ را متصل و داعی پور  
 آباد ساخت۔ و سادات بخاریہ و دیگر بزرگان بلدہ قنوج را بہ سکونت آنجا تکلیف کرد۔ سید  
 محمد قدس سرہ از قنوج بہ شیر گڈہ رفتہ رحل اقامت افکند۔ چون عنقریب سلطنت از افاغندہ  
 تیموریہ عود کرد مردم قنوج بہ وطن اصلی رجوع کردند۔ سید محمد قدس سرہ فرمود۔ ما فقیریم ہمین  
 صحرا مناسب حال ماست و ہما بخا قدم اقامت افشرد۔ اما بعد وفات نعش اورا بہ قنوج  
 آوردہ دفن کردند۔ پسر ایشان بندگی سید حسن قدس سرہ مسجدی عالی در شیر گڈہ بنا نمودہ  
 قطع تاریخ آن بنظر رسیدہ مادہ تاریخ خیر المکان۔ است۔ صاحب جوہ و سخا بود و طعائے  
 عام داشت قبر ایشان در داعی پور است۔ سید فرید الدین بن سید محمد بن سید عبد القادر  
 بن بندگی سید حسن مسطور قدس سرہ از داعی پور بہ بلگرام آمدہ طح توطن ریختہ۔ ازان وقت  
 ذریت طیبہ ایشان در خطہ نکر از محلہ میدان پورہ اقامت دارد۔ سید اشرف در گاہی از  
 یاران خاص علامہ مرحوم میر عبد الجلیل و استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی است۔ مرآة  
 صور معانی بود و مرکز دائرہ فضائل انسانی طریقہ سلف صالحین داشت۔ و از جنین بینش  
 انوار بزرگی می تافت۔ ولادت او در سنہ الیوم و الف رواد۔ فرمود بندہ را باعث

بر تحصیل علم علامه مرحوم میر عبد الجلیل شدند بعد از آنی که با بند تامل شدیم به کسب علم ترغیب  
 نمودند - گفتیم حالاً که قدم در مرحله شباب گذاشتم چه حاصل می تواند شدیدی شدند - و فرمودند  
 البته نفعی خواهد بخشید - مختصرات را خود خوانا نیندند - و شرح ملا نزه سید نور الله بر او جناب  
 سید العارفين قدس الله سرارها خواندم و مختصر معانی و حاشیه خطائی و در مجلد از شرح  
 وقایع و شرح هدایه حکمت به کتب معقولات در حلقه درس میر سید سعد الله بلگرامی قدس  
 سره تلمذ کردم - و کتب مناظره از خدمت ملا شهاب الدین چوبی پوری که از علماء وقت  
 و تلامذه ملا با سو جایی بود اخذ نمودم - بعد از آن در عالم نوکری افتادم خطش بسیار شیرین  
 افتاده و شان خط علامه مرحوم هر قوم مشق کرده و در ایام تحصیل شرح وقایع را بخط شریف  
 کتابت کرده و من اوله الی آخره بدقت تمام محشی ساخته و اثری نافع از خود گذاشته  
 تنگ و تعبد بدرجه کمال داشت - بآنکه اکثر عمر در حالت سفر گذرانید گاهی نماز  
 تجد از دست نداد - هنگامی که در طلب معاش از وطن مالوف برآمد نخستین بار یاب  
 محفل شاهزاده محمد اعظم بن خلدی مکان شد - و در سلک ملازمان با اعتبار انتظام یافت  
 و چندی در رفاقت نواب مبارز الملک سر بلین خان تونی به امتیاز تمام سپرد - و خدمات  
 عمره تفویض شد - و در پایان عشره خامس بعد مائت و الف رفاقت نواب صفدر جنگ  
 که آخر به وزارت احمد شاه رسید برگزید و در منتهای عشره سادس که عمر گرامی قریب بنود  
 رسید خود را از ملازم پیشگی معاف داشته به محروسه بلگرام آمد و قدم در زمین عزلت پچپید -  
 همیشه اوقات گرامی به احراز سالان آخری صرف می ساخت و به صوم و صلوة و تلاوت



قرآن و مطالعہ تفسیر و حدیث و تصوف می برداخت. از کبر سن و ضعف قوی طاقت  
قیام نماز بود بزر و عصبانیا اعانت دیگرے بزمی خواست. روز عیدین سوار شده در مسجد  
جامع محلہ میدان پورہ سے آمد و با حاضران ملاقات می کرد و می گفت ہر چند نماز  
عید بہ عذر شرعی الامن ساقط است اما درین روز کہ بہ قصد بیع تمام حاضر مسجد می شوم نیت  
آنست کہ نماز جماعت میسر شود و ملاقات با احباب دست دہد. خدا و اند سال آیندہ  
در سے یا ہم پانے. آخر الامر نہم صفر ۶۵۵ ھ خمس دستین و ماتہ و الف و عمر نو و یک  
سالگی در من از غبار جسم بر چید و سرے بعالم روحانیان کشید. نقش پرداز اوراق گوید

بر و تشریف سو منزل قدس

میر اشرف سر آمد فضل

اشرف و اروان محفل قدس

ہاتفی گفت سال رحلت او

ذکر ابنین کریمین او میر عبد الواحد بندگی حسن و در دفتر شرعی آید۔

## (۶۵۵) میر سید محمد سلمہ اللہ تعالیٰ

خلف الصدق علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی قدس سرہ السامی جناب ایشان  
در تاریخ چار و ہم شہر ربیع الاول روزہ شنبہ بعد نماز ظہر اللہ احدی و ماتہ و الف در انجمن  
امکان جلوہ فرمودند یہ منطوق الولد الحر یفتدی بابائہ العز نسخہ جامعیت علوم ہند  
و مرآة کمالات و الد مرحوم خصوص عربیت و لغت و محاضرات کہ درین فنون دستگاہی عالی  
دارند۔ و گوے سبقت از اقران می ربانید کتب درسی نزد استاد المحققین میر فیصل محمد بلگرامی

طاب شراه گذرانیده اند۔ و کمالات فراوان از حضرت والد اندوخته پذیر گرامی نسبت  
 به فرزند ارجمند و راه شرفقت لازمی ابوت عنایتی و محبتی خاص بود۔ در حین  
 که علامه مرحوم از بهر بیدار انخلافه شاهجهان آباد عطف عنان نمودند۔ میر سید محمد انزو  
 خود طلبیدند و مقارن آن مسرعی را فرستادند که چندی دیگر توقف باید کرد و انتظار  
 طلب منشی باید کشید۔ ایشان در جواب قلمی نمودند که من ابرج الارض حتی باذن لی  
 ابی۔ علامه مرحوم ازین جواب حظی کردند و این رباعی رقم زده کلک گوهر سلک ساختند

گلهاے طرب از چین دل چیدم  
 اے شمع پدر گرد سرت گردیدم

تا یا ذن لی ابی بخت دیدم  
 از غایت اہتر از پروانہ صفت

خدمت بخشی گری و سوانح نگاری و دو قانع نگاری سرکار بہکرو سرکار سیوستان  
 کہ از عمد غلد مکان تا او خرا یام سلطنت محمد فتح سیر نامزد علامه مرحوم بود و در حیات  
 خود مستعفی شدہ از پیشگاہ سلطنت بنام ولد ارشد مقرر نمودند۔ جناب میر سید محمد در ۱۱۳۳  
 ثلث ثلاثین و مائتہ و الف بہ محل خدمات رسیدند و مسند حکومت را از ابتدا تا انتہا بہ آئین  
 تہین و حسن معاملت رونق افزودند۔ وضع و تشریف آنجا تا الان یاد می کنند و سبجہ ذکر  
 خیر و وصف جمیل می گردانند و جناب سامی در ۱۱۳۳ ثلث و اربعین و مائتہ و الف  
 کاتب الحروف را بہ سیوستان نائب گذاشتہ خود بہ محروسہ بلگرام تشریف بردند و چند گاہ  
 در وطن گذرانیدہ بنا بر تخیلی کہ در خدمت راہ یافتہ بود بیدار انخلافہ دہلی حرکت کردند و بہ  
 توسل بعضی امر آن خلل را رفع ساختند و در ۱۱۴۵ خمس و اربعین مائتہ و الف

کرت ثانی به سیوستان تشریف آوردند و فقیر را در اواسط سال ۱۱۴۷ هجری و در بعین و مائه و هفت  
 رخصت هندوستان فرمودند. و خود به مراسم خدمت بدستور قیام نمودند تا آنکه نادر شاه  
 بر دیار سلطه گردید و سر رشته خدمات باو شاهپس گنجت اما خدا یار خان مرزبان سندان  
 جناب را نه گذاشت و به اعزاز و اکرام تمام در سیوستان نگاهداشت و خدمت پادشاهی  
 شایسته بتقدیم رساند. و چون بهنگامه نادر شاه میان دوران دیار گرم شد و اوضاع ملک  
 بر نسق قدیم نماند. خاطر اقدس از اقامت آنجا برخاست تا گزیر از خدا یار خان بزور رخصت  
 گرفتند. و بست پنجم رمضان ۱۱۵۵ هجری و مائه و الف از سیوستان برآمدند  
 و از راه ماز و ازم توجه وطن شدند. بعد طے مراحل بست و هفتم محرم ۱۱۵۶ هجری  
 و خمیس مائه و الف به وصول بلگرام سرت اندوختند.

مخفی نماند که در ۱۱۶۱ هجری و مائه و الف سال تولد راقم الحروف خدمات  
 بهکمر و سیوستان از درگاه خلد مکان به علامه مرحوم تعلق گرفت. چند کس از خاندان  
 ما اصالة و نیابت بزمین خدمات قیام نمودند. ابتدا علامه مرحوم خود در بهکمر نشستند و سید  
 محمد اشرف بن سید عبدالعزیز را که به شرف مصابرت و الا اختصاص داشت در سیوستان  
 نائب کردند بعد چندی میر محمد اشرف را از رخصت وطن فرمودند و میر کرم الدین سید  
 معین الدین عم زاده خود را نیابت سیوستان تفویض نمودند تا آنکه عمل خدمات پیش آمد  
 علامه مرحوم خود را به حضور خلافت رسانیدند و خدمات را بدستور سابق بحال ساختند  
 و شیخ محمد رضا بهکری را نوشتند که خدمات را سرانجام دهد و عقب آن سید محمد نوح والد

مولف ادراق را روانه نمودند و والد فقیر قریب هفت سال به نیابت بهکمر و سیستان  
 برداختند و چون خدمات بنام میر سید محمد مقرر شد ایشان در آنجا تشریف فرمودند و حضرت  
 والد به وطن معاودت نمودند - و چندی کاتب الحروف نیابت خان صاحب اقبال  
 خود بجای آوردنوعی که گذارش یافت - بعد چهل سال نیزگی روزگار آنچورد و دوران  
 ما از ملک سبیر گرفت و علاقه با اکل منقطع گردید ذلک تقدیر العزیز العظیم -

جناب میر سید محمد به فضائل صدوری و معنوی و شمائل سنیه و خصائل رضیه ممتازند  
 و در صدق و صفا و یکرنگی ظاهر و باطن بے انباز سیماجوهر همت و سخاوت به غایت  
 عالی افتاده میر سید العارفین اند قدس سره و مقبول رب العالمین جل شانہ اوقات  
 به مطالعه کتاب معمور می دارند - و کتب حقائق مثل فتوحات مکیه اکثر مطالعه می فرمایند  
 و در ۵۵۰۰ خمس خمسین و مائت و الف کتاب مستطرف را که در فن ادب کتابی است  
 و پذیر انتخاب کرده اند - حمد و صلوة دیباچه منتخب چنین در سلک تحریر کشیده اند :-

و الحمد لله الذی علما من البیان ما هو مستطرف و الامنا من الکلام ما هو مستطرف و الصلوة و السلام علی  
 من انزل علیہ نون و القلم و اسناد الیه احادیث الکریم و علی آلہ الذین و حبیب علینا الاقتدار بانوارهم و اصحابه  
 الذین حق علینا الایمتہ ارباب انوارهم

(۶۶) میر محمد یوسف سلمه الله تعالی

بن سید محمد اشرف بن سید عبد العزیز بن سید معین الدین بن سید عبد اللطیف بن سید محمد

اصغر بلگرامی قدس سره صاحب شان عالی است و عزیز صاحب کمالی - زلیخا  
 دانش را در پیرانه سمری به خلعت جوانی نواخته - و حاصل ذراعت علم را در ایام قحط سالی  
 بچہ عزتہ ارزان ساخته - طبع و فیکش نشتر و دق اشکالات - قوت حافظہ اش پر سخاوتہ فرادین  
 معلومات - عمل کہ شجرہ شجرہ علم است سرمایہ پستانش - و حسن و خلق کہ گل ہر سید آویست  
 است پیرایہ گلستانش ولادت او است و یکم شوال روز دوشنبہ ۱۶ سنہ ۱۲۸۷ قمری و ماہ  
 و الف دست داد - میرافادت انتساب و مولف کتاب سبطین حضرت اسلامی  
 میر عبد الجلیل بلگرامی ایم و نسب ماہ چہارم اسطہ بہج می چونند و نسبت خالہ زادگی خصوصی  
 تازہ افزود - کتب دہی از ہدایت تا نہایت بہ جناب استاد المحققین میر طفیل محمد روح اللہ  
 روحہ گذرانیدیم - لغت و حدیث و سیرت نبوی در خدمت قدسی منزلت جدنا و استادنا علامہ  
 مرحوم قوم بندر سائیدیم - و عروض و قافیہ و بعض فنون ادب از خدمت والاے میر  
 سید محمد مستور سلمہ اللہ تعالیٰ اخذ نمودیم - طریق تحصیل جنین لہو کہ پیوستہ و کتاب یا کتابے  
 واحد از دو مقام بہ سماعت و قرات یک دیگر می خواندیم - و شبہ ز سعی در مضمون تحصیل می  
 راندیم اگر احیاناً یکے را عارضہ رومی داد سبق دیگرے در معرض توقف می افتاد - و در وقت  
 اقامت وطن و کسب علوم چندے اوقات در افادہ طلبہ صرفت کردید - میر محمد یوسف  
 در ۱۵۷۰ سنہ و ماہ الف در دار الخلافہ شاہجہان آباد از بعض علماء ریاضی دان  
 آن بلدہ علوم ریاضی ہیئت و ہندسہ و حساب و غیرہ باخذ کرد و قدرتی عالی در فنون  
 ریاضی بہم رساند - و بہ ارادت سید العارفین قدس سرہ کامیاب است - و از سرمایہ شریعت

و طریقت کامل نصاب - و با وصف شواغل معاش تعمیر اوقات از دست نمی دهد  
 و در حفظ شرائع جد و جهد تمام دارد و در ۶۲ ساله اثین و ستین و مائت و الف کتابی  
 تالیف نموده با اسم الفرع النابت من اصل الثابت مشتمل بر چهار اصل و خاتمه در تحقیق  
 مسکه توحید مختار او وحدت شهود است تحریرش بسیار متین و لطیف واقع شده و  
 مطالب بلند و مقاصد ارجمند فراهم آورده شکر الله سعیه را تم الحروف در تاریخ اتمام  
 کتاب گوید

میر یوسف عزیز مصر کمال کرد در وحدت شهود رقم از احادیث و از کلام الله هست این نقش دل نشین الحق سال تالیف این کتاب خرد	از خم معرفت کشیده رحیق نسخه تازه به تکر عمیق کرد اثبات حق از به توفیق یادگار ز خانه تدقیق گفت شمع مجالس تحقیق
--	---

### (۴۶) سید سعد الدین

بن سید جمال الدین بن سید مرئی بلگرامی که ترجمه اش در سلک مشائخ انتظام یافت  
 سید سعد الدین کتب درسی مجموع مرتب بخدمت میر سید لغمت الله سجاده نشین سیوم  
 میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس الله اسرارها گذرانید و استعدادی شایسته بهم رسانید  
 و ایامی به شغل تدریس پرداخت - بعد از آن در عالم لوگری افتاد - و شغل کتاب چند

از دست رفت آخر دست از عالم تو گری کشیده مقیم وطن شد - و سر رشته اصل بدست آورده باشتغال کتاب و افاده طلب مقید است -

## (۶۸) شیخ عثمان احمد

خلف الصدق قاضی احسان اللہ عثمانی بلگرامی والد ادا امر وزیر مستدرش رعیت شهر قیام دارد و شیخ عثمان در مساوی سن شعور او را خضر توفیق دلالت نمود از بلگرام به عزیمت کسب علم برآمد و بطور طلبی پورب گلگشتی نمود و نزد ملا عظیم الدین ساکن ملاده و فضلا دیگر تلمذ کرد و کتب فنون درسی من اولها الی آخرها مرتب گذر اتید و خود را به والا پایه فضیلت بر جسته رسانید اکنون در بلگرام به شغل علمی می پردازد و چراغ دانش در شاهراه پیش روشن می سازد -

## (۶۹) سید غلام نبی

بن سید محمد ارشد بن سید خضر بن سید کمال الدین بن سید پیاده بن سید عالم بن سید حسین بن سید فضل اللہ نسب بالا تحت اسم سید اجمل بلگرامی به تحریر رسیده مشار الیه ذہن صافی و استعداد وافی دارد - محقرات او اکل نزد بعض تلامذہ ملاقطب الدین گوپاموی خواند و منقولات تمام و محقولات برتنی در خدمت مولوی احمد اللہ فرزند و تلمیذ و جانشین حاجی صفت اللہ خیر آبادی قدس اللہ امرارہا تحصیل نمود و مطولات کتب معقولات اکثر در جناب شیخ کمال الدین

محمد سالی فتح پوری گذرانند. و چون حقوق مولوی احمد الله بیشتر بود فاشد در آن غایت غنا  
 خاطر شیخ کمال الدین محمد از مولوی احمد الله گرفت. و در زمره اقران خود به اختیار برآمد  
 مشارالیه بعد ختم این نسخه در اواخر سال ۱۱۶۸ هجری قمری در سن ۳۰ سالگی به تقریبی از بلگرام  
 رخت سفر جانتب آرزو داشت و در پنجابلی کشید. و بیستم ذی الحجه سال مذکور در اوازنگ آباد  
 شد و ایامی در همان فقیر خانه بود. و نور دوم محرم ۱۱۶۹ هجری قمری در سن ۳۱ سالگی به تقریبی از بلگرام  
 به سمت مسطور پست. کتوبن خاوند بود و طلب احوال اساتذ که اسامی ایشان  
 درین ترجمه بر زبان گذشت به تحریری آرد و قدم سعی در طریق خدمت بزرگان می گذارد.

### (۵۰) مولوی قطب الدین گوپامونی

از قبیل قضاة اعیان آن مکان است. نیش با امیر المومنین فاروق رضی  
 الله عنه متقی می شود. پدرش قاضی شهاب الدین از علماء و اعلام وقت بود. کسب  
 کمال از خدمت مولوی عبدالرحیم مراد آبادی تلمیذ مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی نمود.  
 و در جمیع علوم سیما بیست و هفت سه عظیم المنزل بود. و فاش در عشره ثانیات بعد مائه و الف  
 واقع شد. مولوی قطب الدین شاگرد پدیدرنگوار و در همه علوم محقول و مقول سرآمد  
 روزگار بود. و حکم ارشد در فنون ریاضی رایت مهارت با آسمان می فرماید و اولیا  
 سفیدان را به اشعه کمال لبریزی ساخت. بست و پنجم رمضان ۱۱۷۰ هجری قمری در سن ۳۰ سالگی  
 و الف در آغوشش بهشت آرمید. محرم مسطور گوید



کرد از عالم فنا رحلت  
باتفی گفت وارث جنت  
۱۱۹۰ هـ

مولوی زمانه قطب الدین  
سال تاریخ او طلب کردم

### دعای حاجی صفت اللہ خیر آبادی

از احتضار امجاد شیخ الہدیہ خیر آبادی قدس سرہ و از اجلہ مشائخ و صدقا و دید فضلا  
ست در فنون عقلی و نقلی شانی عظیم - و در وادی فقر تنہی تویم داشته - شاگرد مولوی  
قطب الدین شمس آبادی است و مرید حاجی عبد اللہ سیلح - از فرزندان غوث الثقلین  
جیلانی رضی اللہ عنہ - سالہا مسند تدریس آ رہست - فضلا کثیر از گوشہ دامن او  
برخاستند - در ۱۲۲۲ھ الیچ و عشرین و مائتہ و الف احرام دیار عرب بر بست و بعد تقیم  
مراسم حج و زیارت چندے در حریم شریفین زاد ہا اللہ کریمہ توقف گزید و از شیخ محمد طاہر مدنی  
نور اللہ خیر کجہ حدیث سند کرد - و ہنگامہ درس را گرمی بخشید - جمیع علماء و بقاع مقدسہ  
بفضل و کمال او اعتراف کردند و اعوانہ از واکرام زادہ الوصف بجا آوردند و حلقہ  
عظیم در درس گاہ او منعقد می شد و عالمی از فیض تلمذ او تمتع گرفت - کتاب الحروف  
از علماء و حریم شریفین تعریف مولوی بسیار گوش کرد و مستفیدان او با ستاد تلمذ افتخار  
حی نمودند - مولوی بعد ادا سے حج عمان جانب و وطن اصل منصرف ساخت -  
و بعد رجوع از ان دیار فیض آثار درس معقولات قاطبہ موقوف کرد - و تا آخر عمر بہ وعظ  
و درس تفسیر و حدیث اکتفا نمود - و اوقات شریفہ را بہ اشتغال باطن و ریاضات شاہ

معمور داشت در ۳۲ ساله اشین و ثلثین و مائت و الف وارد بلگرام شد و برائے ملاقات  
 علامه مرحوم میر عبد الجلیل در دیوان خانہ میر تشریف آورد۔ و باین تقریب رویت  
 او اتفاق افتاد۔ و بہر ذہم ذی القعدہ روز پنجشنبہ ۱۰۵۷ھ سبغ خمیسین و مائت و الف  
 بہ جو رحمت آسود۔ طرفہ اینکہ تاریخ وفات حاجی صفت اللہ ملا نظام الدین می شود  
 کہ معاصر اوست و ترجمہ اش گذشت۔ و نیز رقم اوراق گوید ۵

بحر عرفان صفت اللہ کہ بود	عالم عامل والار تبیت
خانہ فکر من تائخش	زور قسم صدر نشین جنت

عمر گرامی ہشتاد سال۔ مرقد منورا و در خیر آباد است۔ مولوی احمد اللہ خلف الصدف  
 او منقولات از والد شریف خود اخذ نمود۔ و معقولات در خدمت شیخ کمال الدین محمد  
 سہالوی فتح پوری گذراند۔ و عمر گرامی بہ افادہ علوم ظاہر و ارشاد طریق باطن بہ آخر رساند  
 و شب مستهل رجب لیلة الغائب ۱۰۶۷ھ سبغ وستین مائت و الف در نر بہت کردہ  
 قدس آسود و در جنب احاطہ مرقد والد بزرگوار خود استراحت فرمود۔

## (۷۲) شیخ کمال الدین محمد سلمہ اللہ تعالیٰ

از شیوخ الضاری ساکن سہالی است۔ و از بنی اعمام ملا نظام الدین سہالوی قدس  
 سرہ الدا و در فتح پور کہ از سہالی سہ کردہ است در عشرہ محرم زاد ہائے آنجا کہ خدا شد و  
 منصب قضاء آن مکان ہم حاصل کرد باین ہر دو تقریب پائے اقامت درین شہر

افشرد. شیخ کمال الدین محمد در فتح پور متولد شد. و بعد طلوع صبح شعور منازل علمی از  
 برایت تا نهایت بر تهنوتی ملا نظام الدین سهالوی نوزدید و در تلامذۀ حضرت ملا کوس  
 فوقیت لواخت و از حضور استاد تا زمان حال بی مدید بر آمده که وساده پیرایے تدیس  
 و تصنیف است. جمعی کثیر از یمن تربیت او به منتهاے حرثیه فضیلت رسیدند. از  
 نتائج طبع اوست. العروة الوثقی در علم کلام و حاشیه شرح عقائد جلالیه.

### (۷۳) راقم این سواد پندۀ آزاد

پیشتر در صف نعال فقر اربابۀ روشناسی بهم رساند است درین انجمن تیز به مشارکت  
 برادر فضائل مرتبت میر محمد یوسف سلمه اللہ تعالیٰ خود را طفیلی اعزۀ گرام ساخته. حالامی  
 خواهم که سرگذشت حرمین مکرین شرفها اللہ تعالیٰ بعرض ارباب التفات رسانم و این مقام  
 را به نقش حجاز و لنواز مخصوص گردانم. من فدای جلوه احمدی و صید رسته قراک محمدی  
 در صغیرن خوابی دیدم که در مسجد که معظّمه زادها اللہ تعظیماً حاضرم. و جناب سید المرسلین صلی  
 اللہ علیہ وسلم در محرابی از مسجدی قائم اند. فقیر شرف ملازمت اقدس دریا فتم حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم التفات فرادان نمودند و لب به تبسم شیرین کرده حرفها پرسیدند. هنوز جمال با کمال  
 خصوص لمعان تبسم مبارک در نظر من است. ازان وقت هر گاه این رویا به یاد می آید  
 سلسله شوقی می جنباند. آخر جذبۀ عنایت محمدیه مرا از خود دور بود و شرار ناتوانی را بهمت برق  
 آسمان سیر کر امت نمود. رجب روز دوشنبه ۱۵۰۰ شمسی و مائۀ و الف مطابق عدد سفر خیز

پساده تنها از یلگرم رخت سفر بستیم و احباب و اقربا را طور سے عاقل ساختیم کہ اگر ایننا  
 سراغ می یافتند سدره مقصود می شدند۔ راقم الحروف در واقعات این سفر ششوی  
 پرداخت و طلسم اعظم کہ ہم تاریخ افتتاح است نام مقرر ساخته۔ آغاز مطلب بیان  
 عنوان می کند

سرب آورد از شمیم خواب  
 بادل گرم و دود پڑه بیستنا  
 کہ وضو سے ز آب شستیم کرو  
 کردیما سے خوشی نورانی  
 بست احرام جانب غربی  
 یہ سمر و دیدہ زوق قدم در راه  
 از پس پردہ این ندا آمدہ  
 آتش تازہ شمیم طلب  
 خیز از جا کہ خواندت خورشید  
 روز تجش شد ترا تو تانا سے  
 رشتہ بر پا اگر بود گسل  
 قطره زن همچو آب با زنجیر  
 صد گل داغ در گریبان رخت

و دم صبحی کہ مهر عالم تاب  
 جلوه گر شد بیکر سی سینا  
 واد رنگ صفایہ چہرہ آرد  
 بیکہ در سجده سو پیشانی  
 گرم شد در رہ خد اطلبی  
 شد جلوریز سو سے بیت اللہ  
 طرفہ بانگے بگوشش ما آمد  
 کالے میان بستہ در مقام اوب  
 گوہرت شبنمی است قابل دید  
 گرترا نیست طاقت پائے  
 بال بر ہم زن از طلبدین دل  
 گر سپہ باشد ترا پازنجیر  
 این صدا شور عشق در جان بخت

دامن بهمتی ز دم به کمر

جستم از قید سنگ همچو شتر

اهلبیت فقیر بعد سه روز آگاه شدند و انگشت تحیر بدندان گزیدند. سید علام حسن  
عفران پناه برادر اعیانی فقیر تا سه منزل تعاقب کرد. آخر وحشی از دم جبهه را بدست  
آوردن دشوار دیده برگشت. چه از راه دور بینی نعل و اثر خون ز دم و راهی که غیر متعارف  
بود پیش گرفتیم. کلک سخن بریز در صعوبت راه زبان می کشاید

داغ این راه مرغ و هم و خیال  
رهنر نان صدف کشیده چون صدف خار  
بر نه خیزد ز پافتاده او  
پیک این راه تیر ناوک دار  
رهنر نش کاسه از گدا گیرد

زخم مقر اضیم در پرو بال  
همه مضراب تشنه رنگ تار  
ما خوابیده است جاده او  
جامه از تن کت در دم رفتار  
خسار او دامن هوا گیرد

القصة تا حد و سر و رخ از توابع مالوای پیاده راه طے شد از اینجا که قدم گاه به پیاده گردی  
آشنا بنود آبلها پارا خوشه تاک ساخت. خار با طرخ خانه زنبور انداخت

می بریدم راه به به پائی  
صبح تا شام راه می رستم  
همه که سار و دشت تا هموار  
هر قدم رود با و جیو کھنسا  
سوی خواب و جوش آبلها

باری قتی که بود تنهایی  
خون چکان تر ز آه می رستم  
قدم مور و این ره دشوار  
چون دم تیغ تشنه خو کھنسا  
ریخت در راه زنگ سلسها

فکر بادست زد به دامن دل

اگر دشمنشیر کلفتم بسمل

اتفاقاً آیات نواب آصف جاه طاب شراه دران ایام سایه افکن دیار مالوا شده  
بود قائم قسمت زمام مرابین لشکر کشید و عنایت تازه ربانی جلوه افروز گردید - یعنی عزیز  
بے سبق آشنائی در همان خانه خود جاداد و مراسم نیاز مندی فوق الحدیث بقدم رساند  
دست مکلفی بر اے سواری تو اضع کرد - زبان خامه در تعریف رت می گردد ۵

رت رنگین لباس خوش الوان  
تازه گردون دو نور پیش نگاه  
این چه گردون بروے هامون است  
رقص تدویر با چشم خیال  
کشتی تازه روان در بر  
مے کشد کوه کوه بار گران  
مختلف کارها ازو حاصل  
بالش و فرش و خوش مکان دارد  
قدم سالکانه دارد پیش  
چه عجب گزیده راه رود  
حسن خلقی عجب بکار برد  
پادین خانه بشکن و بشتاب

راه رفته بسان تخت روان  
در چپ و راست چار پاله ماه  
این چه تدویرهاے موزون است  
گردش نرگس رمیده عنال  
نکند طے راه بے دستگر  
سیر و دورش چه مایه فیض سان  
مرکب راه و خمیه منزل  
مجلس ساکن دروان دارد  
تند پابرون ز جاده خویش  
هر قدم برد جاده راه رود  
خادم خویش را سوار برد  
در سفر لذت وطن دریاب

بست و دوم شعبان سال مذکور ملاقات نواب آصف جاہ طاب ثراہ اتفاق افتاد  
و این رباعی نتیجہ فکرها صر بر زبان آمد ۵

حق داد ترا خطاب آصف شایان	اے حامی دین محیط جو دو احسان
تو آل نبی را بہ در کعب رسان	او تخت بدر گاہ سلیمان آورد

فقیر باوصف موزونی طبع مدتہ العمر زبان بہ مدح اغنیاتہ کشودہ ام الا این رباعی  
کہ در استعانت سفر بیت اللہ سرزد و دو بیت عربی کہ در دفتر ثانی در ترجمہ نواب نظام الدولہ  
شہید مذکور می شود۔

القصدہ در ان حدود نواب آصف جاہ متوجہ تلبیہ افواج مرہطہ بود تمام رمضان  
در سواد شہر بھوپال آتش حسہ اشتعال داشت و زلزله ساعت قائم بود۔ درین سیدان  
کیست قلم جولان می نماید ۵

طرفہ شور قیامتہ برخواست	قبح اسلام و کفر صفت آراست
کرہ نارساخت ۶ صہ جنگ	کرہ آتشین توپ و تفنگ
رفت از خاک آتشین بر باد	کافران چون سپند در فریاد
زده در مغز استخوان منقار	چون بہانا دک سبک رفتار
با یکے ذوالفقار خون آشام	من ہم آن روز در صفت اسلام
جملہ ہا بر مخالفان بر دم	قدم پر دلانہ افشردم
کرده از کام تاج بگر بریان	تشگیہاے روزہ رمضان

سفر کعبه و سیام و حیدرآباد	این سه دولت بهم مراد داد
----------------------------	--------------------------

آخر رمضان صلح واقع شد و به اعانت لواب زاد و در احوال خاطر خواه دست بهم داد  
 در اوائل شوال آن سال از شهر بجهو پال برآمدم و بست و یکم منته به گلگشت دارا سرور  
 بر ما پیوسته و برگردیدیم و هم ذی القعدة سال مذکور وصول سورت صورت بست - بست  
 و چهارم منته در جهاز نشستم - و از کوه خاکلی به کوه آبی در آمدم بلال اول اسفند احدی دین  
 و ماته و الف در عین دریا گوسه ابرو نمود - شهر دهم محرم کشتی بکنار جده بر خورد - نوزدهم  
 منته در بلده فاخره جده نازل شدم - شیخ محمد فاضل متخلص به زائر اله آبادی که ترجمه اش در  
 محبت ثانی می آید - در جده تشریف داشت خبر قدم فقیر از مردم جهازی که دوروز پیش  
 از جهاز ما رسیده بود یافته بر لب دریا انتظار می کشید همین که قدم از بجزیره خشکی گذاشتم  
 ملاقات شد - و سرور عجیبی دست داد - و بست و سیوم منته به وصول ام القری شرفنا الله  
 تعالی سرمایه سعادت اندوختم - و همین نیاز باستان سالی بیت الله برافروختم از آنجا  
 که شوق مدینه سکینه جلوریز بود و طاقت صبر در خود نیافته بست و هشتم منته روز جمعه بعد از  
 نماز جمعه در راه مدینه مقدسه آوردم - بست و پنجم ماه صفر که دین تاریخ از کتم عدم  
 به شهرستان هندی وارد شده ام و قدم در هر حله سی و هشتم گذاشتم وقت سحر از سواد مدینه منوره  
 سر من سعادت در چشم کشیدم - و دیده آرزو مستدر ابر قبه روضه اقدس مالیدم - و در شهر  
 اقامت این بلده طیبه صحیح بخاری را خدست مولائی و استادی شیخ محمد حیات السندی  
 المذنی نور الله ضریحی سندر کم و اجازت صحاح سته و سایر مفردات مولانا بر گرفتیم - مشبها



در سنج بنویس ما بین بیت و منبر و الامی نشستم - و به مطالعه صحیح بخاری می پردازم - و این  
غزل در مدح اقدس به زبان نیاز ادا شده

نمود جلوه اعجاز شمع مطلبی	نه مانند شوخی چشم شرابو لهبی
فدا خصیت وادی عقیق شوم	که کردی گدازش علاج تشنه لبی
زیارت تو کند آفتاب هر شب نذر	رود صبا ح جلو ز جایت غری
ز بسکه ذوق شکست تو دشت سافنا	ا گرفت رنگ نراکت ز شیشه حلیبی
خوش است حسن تقاضا ز باغبان کرم	نصیب لقمه ام کن حلاوت طیبی
به آفتاب نبوت رسانده ایم نسب	توان ز ذره ما دیدن ز خوش نسبی
بملک هند چون نیت طوطی آزاد	که کردی بیت من شکر ب عربی

و نیز قصیده عربی در لغت و الایه سلک نظم رسیده و بر روخته منوره معروض گردیده  
در نسخه تسلیمه القواد فی تصاید آزاد که درین ایام به عبارت عربی به تحریر می آید مندرج  
می شود انشاء الله تعالی - چهاردهم شوال سال مسطور از بارگاه رسالت پناه صلی الله  
علیه و آله و سلم رخصت ادا می جگر فتم - و بیت و ششم من نزول که معظمه عروج  
طالع نجشید - و در ذی الحجه مناسک حج به تقدیم رسیده و وقوف عرفات روز پنجشنبه  
اتفاق افتاد - عمل اعظم تاریخ ادا می ج یافته شد اللهم اصلح اعمالنا و حقوقنا  
بالرکن و المقام و عتبت سید الانام علیه و علی آله و صحبه الواف  
الصلوة و السلام و در که معظمه و طائف معدن اللطائف صحبت شیخ عبد الوهاب <sup>طنطاوی</sup>

قدس سره در یافتن و فوائد فن حدیث برگزینم - سال جدید یعنی اثنین و خمین و ماهه و الف  
 در مکه معظمه چهره برافروخت - در شهر ربیع الاول این سال سیر خطه طائف اتفاق افتاد  
 و زیارت مرقد مطهر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سر بایه سعادت بدست  
 آمد - محرر اوراق گوید

<p>خاک آن روضه کم از غیر تر نشای      نرسید هیچ گل او به گل عباسی</p>	<p>اے صبار و بجز از پسر عم نبی      کرده ام خوب تماشا چمن طائف را</p>
<p>او آخر شهر ربیع الآخر سه مذکور طواف و داع بجا آوردم و به بندر جدّه عطف عنان      نمودم - سیدم جمادی الاولی همین سال در جهاز نشستم - و در عرض مهلت روز به ساحل مخا      که از مشا هیر بنا دزمین است رسیدم - چهار روز مخا ذی مخا جهاز را انگر زدند - و سیر این مقام      فرخنده انجام می شد - و زیارت ضریح مبارک شاذلی قدس سره افتاده فراوان انوار      نمود است و نهم جمادی الاولی جهاز به ساحل سورت برخورد - دوم جمادی الآخره نزول      بندر مبارک دست داد - و سفر حجاز فیض طرازا با انجام رسید - بتاریخ معاودت سفر بخیر یافته      شد راب اختوسفرا بالخیر و السلافة و اذرقنا ثقل الموازین یوم القیامة بجبال      فض خاتو جلاله و خاتو صحیفه الرساله علیه و علی الہ و صحبه افضل الصلوٰة      و اکمل التسلیما ت و این غزل در یاد ام القری و تذکره محمود جمی سر زد</p>	
<p>مسی بالیبه یا قوت کسے رایا دی کردم      بحکم شوق طوف تازه ایجا دی کردم</p>	<p>من از بوس حجر در کعبه دل را شادی کردم      زیارت می نمودم کعبه را از گردش رنگی</p>

ز بیتابی طوافِ خانہ صیادے کر دم  
 بیاد لیلی محل نشین فریادے کر دم  
 بگاشنا زمین بوس گل و شمشادے کر دم  
 بصاحب خانہ این خانہ را آبادے کر دم  
 بہ پائے بہت والاے خود امداد می کر دم

درین دارالامان مشتاق تیغ قاتلی بودم  
 چو آواز جرس از کاروان ہم پیش می رفتم  
 بصر اباغوالان را سلام از دور می گفتم  
 ز عکس غیر صافی داشتیم آئینہ کزل را  
 اگر آزاو پائے سعی من از کار و امانی

احال گلی تاریخی کہ از چین اعجاز چیدہ ام باید دید و عطر اعلاے کہ از عنبر دریاے  
 قدس کشیدہ ام باید شنیدہ

ما اطیبہ تمامہ مسک  
 تاریخ مشنوی ختامہ مسک  
 ۱۶۶ھ

این نامہ خاص روح پرور  
 انجام لبون ایزوی یافت

دیاخانہ

خاتمہ۔ در آخر نسخہ مآثر الکرام کہ از ان این نسخہ زلیور طبع پوشید این عبارت تحریر است  
 (بتاریخ پانزدہم شہر رمضان المبارک روز چہار شنبہ ۱۲۰۰ھ ہجری با تمام رسید) و پس این  
 نسخہ مکتوبہ زمانہ حیات مصنف رحمۃ اللہ است چہ وقت مصنف در ۱۲۰۰ھ ہجری است  
 و اصل نسخہ منقول عنہا در کتب خانہ اصدقیہ سرکار عالی خلد اللہ ملکہ بدوام الایام واللیالی  
 موجود و مخزون است فقط





# خرزینتہ الکتب

## ضروری گذارش

معزز ناظرین! روشن خیال اور منہذب اصحاب کو معلوم ہے کہ تجارت کو تہذیب و شائستگی سے کیسا گہرا تعلق ہے۔ ہماری تجارت کتب کے مفہوم و مقصود میں نفع حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ علوم و فنون کی اشاعت بھی شامل ہے۔ شائقان علوم لطیفہ و فنون نفیسہ کو خوشخبری دیتے ہیں کہ ہم اعلیٰ درجہ کی علمی مذاق کی کار آمد و مفید کتابیں فروخت کے لیے مہیا رکھتے ہیں۔

عربی زبان کے مطبوعات یورپ ہر قسم کے ہماری معرفت مل سکتے ہیں جن کی تعداد تقریباً تین ہزار کتب ہے۔

یورپ کی مطبوعہ کتابوں کے چند نام ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

(۱) تاریخ طبری کامل مع فرہنگ و انڈکس و مقدمہ بربان لاطینی۔ تیس برس کی محنت میں یہ نسخہ چھپا ہے۔ قیمت (۱۵۰)

(۲) کتاب الفہرست ابن ندیم مع فہرست و گلاسری .. .. للعه

(۳) کتاب الہند للبیرونی اصل عربی دریک جلد .. .. للعه

ایضاً ترجمہ انگریزی در دو جلد .. .. للعه

(۴) مقامات حریری مع شرح و ساسی فرہنگ و گلاسری .. .. للعه

(۵) آثار الباقیہ عن القرون الخالیہ للبیرونی اصل عربی .. .. للعه

ایضاً ترجمہ انگریزی .. .. للعه

(۶) طبقات الشعرا ابن قتیبہ .. .. للعه

(۷) کتاب الاشتقاق لابن ورید۔ لغت النساب .. .. للعه

# کتاب متفرق اردو فارسی مطبوعہ

- (۱) قواعد عروض قدر بلگرامی کی مشہور کتاب ۶۴ صفحہ قیمت سابقہ لئے قیمت حال
- (۲) کلیات قدر بلگرامی مطبوعہ مفید عام اگرہ خط و کاغذ اعلیٰ
- (۳) زرتشت نامہ ۱۹۶ صفحہ خوشخط کاغذ اعلیٰ
- (۴) الفاروق از علامہ شبلی
- (۵) الفرائی از علامہ شبلی
- (۶) تمدن حبیبہ قیمت سابقہ قیمت حال
- (۷) صنم خانہ عشق امیر بینائی مرحوم
- (۸) گلشن ہند قدیم شعرائے اردو کا ایک نایاب تذکرہ مع مقدمہ مولوی عبدالحق
- (۹) آثار الکرام ۵۳ صفحہ نیا سے گرام و علمائے عظام کا تذکرہ فارسی
- (۱۰) مشاہیر اسلام اردو ترجمہ ابن خلدون جلد اول ۲۰۰ صفحہ
- (۱۱) داستان ترکمازان ہند پانچ جلد (۲۶۵۶) صفحہ کل شاہان دہلی کی ایک جامع و مکمل تاریخ ہے۔ قیمت سابقہ لئے قیمت حال
- (۱۲) حکمت عملی سجاد مرزا ایگسٹ صاحب دہلوی
- (۱۳) دیوان جنیب کنتوری
- (۱۴) جنگل بین جنگل (۳۵۰) صفحہ مولوی ظفر علی خان صاحب بی اے نے سر و قار الا مرام مرحوم کے حکم سے انگریزی سے ترجمہ کیا یہ اردو زبان کی ایک انور میں سرشار
- (۱۵) نعمت عظمیٰ اردو ترجمہ طبقات الکبریٰ امام عبد الوہاب شعرائی جلد اول صفحہ ۳۵
- (۱۶) دربار اکبری مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب
- (۱۷) آثار الصنادید سرسید کی مشہور تاریخ دہلی مطبوعہ نامی پریس کانپور با تصویر قیمت

عبداللہ خان پبلشر انڈیا پبلشر کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن









